یٰقَوْمِ مَا لِیْٓ اَدْعُوْکُمْ اِلَی النَّجٰوۃِ وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ ۝

لوگو! کیا بات ہے کہ میں تو تمہیں نجات فلاح کیطرف بلا رہا ہوں اور تم جہنم کی طرف گھسیٹتے ہو۔

بفضلِ خدائے کریم وہّاب کتاب اہ صواب کا جواب بنام

مشکوٰۃ مصباحِ الہُدیٰ

مصنفہ مفسّر و محدث حضرت مولٰنا مولوی محمد صاحب مدرس و مہتمم مدرسہ
دار الحدیث محمدیہ۔ وایڈیٹر و مالک اخبار محمدی دھلی

المعروف بہ

مشکوٰۃِ محمدی

ان تمام چھوٹے بڑے عامیانہ اور عالمانہ اعتراضوں کا تفصیل وار با دلائل جواب ہے جو جماعت اہلحدیث پر کئے جاتے ہیں۔ اُن تمام تہمتوں کا ازالہ جو اس جماعت پر رکھی جاتی ہیں۔ ساتھ ہی تقلید کی اور قیاس کی زبردست تردید ہے۔ اہلحدیث کے مخصوص مسائل کا کافی ثبوت ہے شرک و بدعت کی اور رسوم و رواج کی بھی پوری تردید ہے اور پھر اعتراض کرنے والی جماعت کے مخصوص مسائل دکھائے گئے ہیں اور ان پر وہ ٹھوس اعتراضات کئے گئے ہیں جس کا جواب اُن سے نہیں ہو سکتا۔ الغرض یہ کتاب اس آیت کی مصداق ہے۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِغَیْظِهِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا

حق کے چھپانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے لوٹا دیا اور انھیں زبردست نقصان کیساتھ واپس ہونا پڑا

بماہ جمادی الاخری ۱۳۵۵ھ جید برقی پریس دہلی میں طبع ہوئی۔

ملنے کا پتہ

دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندوراؤ۔ دھلی

...کی چودہ آنے۔ تقسیم کرنے کیلئے زیادہ تعداد میں لینے والوں کو چوتھائی رعایت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والسلام علیٰ سید المرسلین

فہرست کتاب مشکوٰۃ محمدی

بقیہ فہرستِ مضامین صفحہ ۱۴۳ پر ملاحظہ ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

جن کی نیت حق کو ثابت کرنے باطل کو رد کرنے اور لوگوں کی صحیح رہنمائی کی ہوتی ہے ان کا
تو کیا ہی کہنا ہے لیکن ان کے سوا بھی جو لوگ مہذب ہیں وہ ظاہری تہذیب کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے
گو تعصب برتیں گو جہالت کا مظاہرہ کریں گو لوگوں کو صرف مغالطہ ہی دیں لیکن وہ بھی ایک
قرینے کا ہوتا ہے۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ مئو کے مصنف ہی منہ پھٹ ہیں لیکن آج ایک رسالہ جو
ہماری نظر سے گذرا اس نے ہمیں باور کرا دیا کہ "لنکا میں جسے دیکھو باون گز کا" یا یوں کہہ لیجیے
کہ "حمام میں سب ننگے"۔ اس رسالہ کا نام ہے "راہ صواب"۔ شاید کاتب کی غلطی سے خراب کے
بدلے صواب لکھ دیا گیا ہے ورنہ اس کا صحیح نام راہِ خراب ہے۔ یہ رسالہ میری کتاب دلائل محمدی
حصہ دوم کے جواب میں لکھا گیا ہے لیکن اول سے آخر تک مؤلف صاحب نے دلائل محمدی کی
کسی بحث کو حقیقی طور پر چھوا بھی نہیں صرف منہ چڑایا ہے اور گالیاں دی ہیں اور ادھر ادھر کی
باتوں سے پورا رسالہ چونسٹھ صفحہ کا بھر دیا ہے۔ اس رسالہ کے مؤلف نے اپنا نام لکھا ہے مولوی
سید قربان علی شاہ صاحب حنفی القادری حیدرآبادی۔ اگر مؤلف صاحب بجائے شاعرانہ ترنگ اور
دل آزاری کے مقتدی کے سورہ فاتحہ پڑھنے کی اونچی آواز سے آمین کہنے کی رفع الیدین کی اور
سینے پر ہاتھ باندھنے کی ہماری وارد کردہ دلیلوں پر نقض کرتے اور انھیں توڑ کر اپنے ٹوٹے ہوئے
دلائل کو جوڑتے تو کم از کم یہ رسالہ برائے نام ہماری کتاب کا جواب تو کہا جاتا۔ لیکن مؤلف صاحب
نے ایسا نہیں کیا انھوں نے تو کچھ بولیاں بولی ہیں کچھ پہیلیاں بجھوائی ہیں کچھ شاعرانہ انداز
میں پھبتیاں کسی ہیں کچھ غیر متعلق بحثیں چھیڑی ہیں۔ ایک راز کی بات سے بھی ہم اہل حیدرآباد
کو مطلع کر دیں۔ وہ یہ کہ جہاں تک اصلیت کا تعلق ہے مسکین قربان علی صاحب سے تو صرف
عاریتًا نام لے لیا گیا ہے ورنہ اس کے اصلی مصنف تو کوئی محبوب علی شاہ ہیں جو کا ... ان

ساہیوال کے کسی مدرسے کے ملازم ہیں۔ لیکن خدا جانے کس مصلحت سے انھوں نے اپنے تئیں پردہ میں رکھا اور کسی اور کا نام رسالے پر لکھ مارا۔ اصلی مؤلف نے بھی اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ بدعتیوں کے چند مختلف رسائل اپنے سامنے رکھکر اُن میں سے عبارتیں نقل کرکر کے ایک کتاب کی تالیف کرلی ہے اور جہانتک ہمیں معلوم ہوا ہے قربان صاحب تو محض قربانی کیلئے پیش کئے گئے ہیں انھیں تو مطلقاً لکھنا پڑھنا ہی نہیں آتا۔ ہاں حیدرآباد کی ایک انجمن نے چونکہ اس رسالہ کی اشاعت کی ہے اسلئے اس کے جواب کی ضرورت محسوس ہوئی۔

سواد اعظم

سب سے پہلے آپ نے ابن ماجہ کے حوالے سے ایک حدیث وارد کی ہے کہ بڑی جماعت کی تابعداری کرو الخ۔ چونکہ عموماً حنفی بھائیوں کی طرف سے یہ حدیث پیش کی جاتی ہے اور اسے اپنے مطلب کے سانچے میں ڈھال کر کہا جاتا ہے کہ بڑی جماعت حنفیوں کی ہے اسلئے اور سب کو بھی حنفی بننا چاہیے۔ چنانچہ اس رسالے کے صفحہ ۲۵ میں بھی لکھا ہے "سواد اعظم مذہب حنفی" میں چاہتا ہوں کہ اس کا قدرے تفصیل سے جواب لکھ دوں تاکہ مسلمانوں کو اصل حقیقت پر عبور ہو جائے۔ مصنف کے نقل کردہ الفاظ حدیث یہ ہیں عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔ ابن ماجہ ملاحظہ ہو صفحہ

پہلا جواب

(۱) پس پہلی غلطی تو یہ ہے کہ اس حدیث کا حوالہ ابن ماجہ کا دیا ہے میرا چیلنج ہے کہ مولوی صاحب نے یہ حوالہ غلط دیا ہے اگر وہ سچے ہیں تو یہ حدیث ابن ماجہ میں دکھا دیں میں مکرر علی الاعلان کہتا ہوں کہ یہ حدیث ابن ماجہ میں نہیں ہے

دوسرا جواب

(۲) ابن ماجہ میں ابن عمرؓ سے نہیں بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث اور ہے جس کے الفاظ یہ ہیں اِنَّ اُمَّتِیْ لَا تَجْتَمِعُ عَلٰی ضَلَالَۃٍ فَاِذَا رَاَیْتُمْ اِخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ +

تیسرا جواب

(۳) لیکن یہ حدیث بھی صحیح نہیں ہے چنانچہ امام سندیؒ حنفی لکھتے ہیں فِیْ اِسْنَادِہٖ اَبُوْ خَلَفِ الْاَعْمٰی وَاسْمُہٗ حَازِمُ بْنُ عَطَاءٍ وَّھُوَ ضَعِیْفٌ یعنی اس حدیث کی سند میں ابو خلف اعمٰی ہیں جن کا نام حازم بن عطا ہے اور یہ ضعیف ہیں پس یہ حدیث ضعیف ہے

چوتھا و پانچواں جواب

(۴) ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ اس روایت کی جتنی سندیں ہیں سب کی سب مجروح ہیں چنانچہ امام سندیؒ حنفی لکھتے ہیں وَقَدْ جَاءَ الْحَدِیْثُ بِطُرُقٍ فِیْ کُلِّھَا نَظَرٌ (۵) اس حدیث کو جس غرض سے مصنف نے پیش کی ہے اور ان کے ہم مشرب بھی جس غرض سے پیش کرتے ہیں وہ بھی سرے سے باطل ہے کیونکہ سواد اعظم سے مراد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور سلفِ کرامؒ کی وہ جماعت جو اسی روش پر تھی۔ ملاحظہ ہو تنقیح الرواۃ عبارت یہ ہے وَالْمُرَادُ مَا عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ وَمَنْ بَعْدَھُمْ مِّنَ السَّلَفِ (۵) اگر اس سے مراد یہ لی جائے کہ تم مقلدوں کی تابعداری کا ہمیں حکم ہو رہا ہے تو اس کا بطلان صرف اسی سے ظاہر ہے کہ مقلد کی تقلید ہو نہیں سکتی "او خود گم است کرا رہبری کند" اندھے کے پیچھے اگر کوئی اندھا لگے تو ایسا ہے جیسے ظُلُمَاتٌ بَعْضُھَا فَوْقَ بَعْضٍ ۔ اندھیرے میں اندھیرا۔ (۶) پھر جس وقت رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم یہ ارشاد فرماتے ہیں اس وقت تو حنفی شافعی مالکی حنبلی تھے ہی نہیں یہ تو پیدا ہوتے ہیں چوتھی صدی کے بعد۔ اس پر ہم آپ کو آپ کے گھر کا گواہ دیتے ہیں (۷) دیکھیے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّ النَّاسَ یعنی چوتھی صدی سے پہلے لوگ شخصی تقلید پر جمے ہوئے نہ تھے۔ چنانچہ ابوطالب کی قوت القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ کتابیں اور یہ مجموعے تو پیدا ہیں لوگوں کی باتوں پر بات کہنا اور ایک ہی امام کے قول پر فتوے دینا اسی کو لینا ہر قسم کے مسائل میں اسی ایک امام کے اقوال کو بیان کرتے رہنا۔ اسی کے مذہب کی فقہ کو لینا یعنی شخصی تقلید کرنا یہ وہ چیز ہے جس پر سلف صالحین نہ تھے نہ تو پہلی صدی میں یہ بات تھی نہ دوسری صدی میں یہ بات ہوئی انتہی۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دوسری صدی کے بعد بھی گو کچھ تخریج ہونے لگی لیکن چوتھی صدی والے بھی ایک ہی مذہب کی تقلید پر اسی کی فقہ پر اور اسی کے فتووں پر جم نہیں گئے تھے۔ جو شخص ان لوگوں کے حالات کی تفتیش کریگا وہ ہماری بات کی صداقت خود ہی دیکھ لیگا۔ ہاں ان میں عامی بھی تھے اور عالم بھی تھے۔ عامی حضرات ان مسائل میں جن میں اختلاف نہیں صرف شارع علیہ السلام کی ہی مانتے تھے یعنی حدیث پر عامل تھے اور وضو غسل نماز زکوٰۃ وغیرہ اپنے بزرگوں اور استادوں سے سیکھتے تھے اور اس پر عامل ہوتے تھے اگر کوئی ایسا ہی واقعہ درپیش ہو جاتا تو جس مفتی سے چاہتے دریافت کر لیتے یہ بات ان میں نہ تھی کہ فلاں خاص مذہب کے مفتی سے ہی اسی مذہب کا مسئلہ پوچھیں یہ تو تھی حالت عام لوگوں کی خاص لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ان میں جو اہلحدیث تھے وہ تو اُن احادیث کے عامل تھے۔ جو انھیں پہنچیں وہ معمولہا احادیث مستفیض ہوں تو اور صحیح ہوں تو اور موقوف ہوں تو۔ وہ ان کے ساتھ کسی اور چیز کے محتاج نہ تھے۔ اور دراصل احادیث پر عمل چھوڑنے کا کوئی

(۵) [illegible]
(۶) [illegible]
(۷) [illegible]

عذر ہے بھی نہیں۔ یا اُن ظاہر اقوال کو لیتے تھے جو جمہور صحابہ اور تابعین کے ہوں۔ جن کی مخالفت کوئی اچھی چیز نہیں۔ اب اگر کوئی مسئلہ قرآن حدیث صحابہ تابعین سے نہ ملا تو سلف کے اور بزرگ اہل علم کے اقوال کی طرف رجوع کرتے۔ اس میں بھی یہ کوئی قید نہ تھی کہ وہ کوفے ہی کے ہوں یا مدینے ہی کے ہوں۔ پھر اگر ان میں اختلاف پاتے تو جو قول زیادہ موافقت والا نظر آتا اُسے لیتے۔ اگر ان میں بھی وہ مسئلہ نہ ملتا تو پھر ان میں جو علماء تھے وہ اپنے اجتہاد سے کام لیکر اقوال نکال لیتے اور اس بنا پر انھیں لوگ منسوب کر دیا کرتے تھے کہ فلاں شافعی فلاں حنفی۔ اور اسی طرح اہلحدیث بزرگوں کو بھی انہی کی طرف لوگ منسوب کر دیا کرتے تھے۔ جس کی جس سے زیادہ موافقت دیکھی اسی کو اس کی طرف نسبت دیدی جیسے امام نسائیؒ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما کو شافعی کی طرف منسوب کر دیا گیا پس قضا کا فتووں کا والی وہی بنایا جاتا تھا جو مجتہد ہو دراصل فقیہ نام بھی اسی کا ہے جو مجتہد ہو مقلد نہ ہو۔ ان چاروں صدیوں کے گذر جانے کے بعد یعنی اسلام پر چار سو برس کا ممتد زمانہ گذر جانے پر اب لوگ دائیں بائیں ہو گئے اور شخصی تقلید نے لڑائی جھگڑے خلاف اور اختلافات پیدا کر دیا اور مذہب واحد کی فقہ پر لوگ چمٹ گئے (حجۃ اللہ البالغہ مصری حصہ اول ص۱۲۲) (۸) آگے چلکر ص۱۵۳ میں آپ جو تحریر فرماتے ہیں اس کا ملخص مطلب یہ ہے کہ پھر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا تقلیدی نشہ بڑھتا گیا اور پھر تو یہ حال ہو گیا کہ اس مذہب والا اپنے مذہب پر اور اُس مذہب والا اپنے مذہب پر جان چھڑکنے لگا ایک ایک سے الگ ہو گیا ایک ایک کی تردید میں پھنس گیا اور جس طرح بادشاہوں کی آپس کی جنگ نے سلطنت اسلامی کو پاش پاش کر دیا ان چاروں مذہبوں کے جھگڑوں نے تعلیم اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ زمانے کے گذرنے کے ساتھ تقلید کا فتنہ زور پکڑتا گیا تحقیق کا مادہ اٹھتا گیا یہانتک کہ اب تو دینِ خدا تام رہ گیا اسی تقلید کا آپ کتنی ہی دلیلیں قرآن حدیث کی پیش کریں لیکن وہاں سے صرف اتنا ہی جواب ملتا ہے کہ ہم تو اپنے بڑوں کے مقلد ہیں ہمیں تو یہی تقلید کافی ہے (ملخص از ص۱۲۳ حجۃ اللہ) الغرض یہ تحریر صاف ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ تقلید شخصی کی یہ آفت اجتماعی طور پر مسلمانوں میں چار سو سال اسلام پر گذر چکنے کے بعد آئی ہے۔ اور یہ حدیث چار سو برس پہلے کی ہے پس ظاہر ہے کہ اس سے مراد یہ تو ہو نہیں سکتی کہ تقلید سے الگ رہنے والوں کو حضورؐ فرماتے ہوں کہ تم تقلیدیوں کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ اس وقت اور اس کے بعد چار سو سال تک دنیا اس بدعت سے خالی تھی +

(۹) اب حدیث کا صاف مطلب یہی ہو سکتا ہے واللہ اعلم کہ حضورؐ نے اپنے ساتھ اپنے صحابہ کی کلیت یا کثرت کی اتباع کا حکم دیا اور یہی مطلب آیت وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ الخ اور یہی مطلب حدیث مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کا ہے۔ (۱۰) اب ہمیں کہنے دیجئے کہ اس حدیث کے بھی اولین مخالف مصنف صاحب جیسے حضرات ہی ہیں کہ اجماعِ صحابہ ترکِ تقلید پر لیکن یہ حضرات اس کے متبع نہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں پس اپنی پیش کردہ حدیث کے مصداق اور اپنی پیش کردہ آیت کے مصداق کون ہیں؟ دیانت داری سے خود ہی بتلا دیں۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ ۰

(۱۱) ان مقلدین جامدین کو اجماعِ صحابہ اور اجماعِ تابعین کا مخالف سلف صالحین نے بھی لکھا ہے چنانچہ حجۃ اللہ کے صد۱۲۳ میں امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ منقول ہے کہ اَلتَّقْلِیْدُ حَرَامٌ وَّلَا یَحِلُّ الخ یعنی تقلید حرام ہے اور بلا دلیل کسی کا قول بجز قولِ نبوی ماننا حلال نہیں کیونکہ فرمانِ خدا ہے کہ تمہاری طرف جو وحی نازل ہوئی ہے اسے مانو اس کے سوا اور اولیا کی پیروی میں نہ لگ جاؤ۔ فرمانِ خدا ہے جب انھیں وحیِ خدا کی تابعداری کو کہا جاتا ہے تو یہ اپنے بزرگوں کی تابعداری الاپنے لگتے ہیں تقلید نہ کرنے والوں کی تعریف میں ارشادِ خداوندی ہے کہ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دے جو بات سنکر اس کی اچھائی کی پیروی کرتے ہیں یہی راہ یافتہ اور عقلمند ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ جب بھی تم میں کوئی بھی اختلاف ہو اسے تم اللہ رسولؐ کی طرف لیجاؤ اگر تم میں اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے خیال فرمائیے کہ سوائے قرآن حدیث کے اور طرف اختلاف کے لیجانے کو اللہ تعالیٰ نے جائز نہیں رکھا۔ اختلافی مسئلہ میں قرآن وحدیث کے سوا کسی اور کے قول کو لینا خدائے تعالیٰ نے مطلقاً حرام فرما دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اول سے لیکر آخر تک اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا اول سے لیکر آخر تک اسی طرح تبع تابعین کا اول سے لیکر آخر تک اس پر اجماع ہے کہ کوئی شخص اپنے زمانے کے یا اس سے پہلے کے کسی انسان کے تمام اقوال کا ماننا یعنی اس کی تقلید کرنا اپنے ذمے ضروری نہ کرلے۔ پس حنفی مالکی شافعی اور حنبلی جو کہ ان چاروں اماموں کے تمام اقوال کی تقلید ضروری جانتے ہیں ہر مقلد اپنے امام کے سوا اور کا قول نہیں لیتا بلکہ اپنے امام کے خلاف قرآن حدیث پر بھی اعتماد نہیں رکھتا یہ سب اجماعِ امت کے مخالف ہیں انہوں نے اول سے آخر تک کی تمام امت کا خلاف کیا ہے ایک شخص بھی تینوں بہتر زمانوں میں انہیں ایسا نہیں ملیگا جو اس مرض کا مریض ہو پس یہ

مقلدین جامدین تمام ایمانداروں کی راہ کے خلاف راہ چلنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بدترین تقلید سے نجات دے۔ پھر لطف تو دیکھو کہ یہ مقلد جن کی تقلید کے دعوے دار ہیں خود ان اماموں نے بھی تو اپنی تقلید سے ممانعت فرمادی ہے پس یہ تو اپنے اماموں کے بھی مخالف ہیں پھر یہ بھی خیال فرمائیے کہ آخر وجہ کیا ؟ کہ یہ چاروں امام تو تقلید کئے جانے کے قابل ہوں ؟ اور چاروں خلفاء راشدین اور بڑے بڑے بزرگ صحابہ کرام میں سے کوئی بھی تقلید کے لائق نہ ہو۔ اگر تقلید ہی کرنی ہے تو حضرت عمر حضرت علی حضرت ابن مسعود حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کیا ان اماموں سے درجے میں یا علم میں یا دیانت میں یا تقوے میں غرض کس چیز میں کم ہیں؟ جو انھیں چھوڑا انھیں پکڑا جائے؟ انتہیٰ۔ سن لیا آپ نے سوادِ اعظم اور اجماع مسلمین اور سبیل مومنین کے مخالف کون لوگ ہیں؟

جواب سوال نمبر ۱۲

(۱۲) یہ تو ظاہر ہے کہ تقلید شخصی اور یہ چاروں جماعتیں مقلدین کی اپنے اماموں کے بعد کی ہی ہوسکتی ہیں کوئی بیٹا اپنے باپ سے عمر میں بڑا نہیں ہوسکتا اور اگر کوئی نالایق ایسی بات کہے تو گویا وہ کسی اور کو اپنا باپ کہتا ہے پس اماموں سے پہلے تو یہ مقلد ہو ہی نہیں سکتے اور اماموں کی تاریخ خود آپ نے اپنے رسالے میں لکھی ہے آپ کے فصاحت و بلاغت بھرے الفاظ یہ ہیں" سنہائے وفات حضرت امام اعظمؒ ۱۵۰ھ حضرت امام شافعیؒ ۲۰۴ھ حضرت امام احمد حنبل ۲۴۱ھ (یہ احمد حنبل کون بزرگ ہیں؟ افسوس کہ ائمہ کے صحیح نام کا بھی پتہ نہیں اور چلے ہیں مذہب کی منجدھار میں پڑی ہوئی کشتی کی ملاحی کرنے کو) حضرت امام مالکؒ ۱۷۹ھ" الغرض یہ ائمہ جب تک نہ تھے نہ ان کے مقلد تھے اسوقت سوادِ اعظم کا کیا مذہب تھا؟ ظاہر ہے کہ وہ مقلد نہ تھے وہ تقلید سے محض ناآشنا تھے پس ان کے بعد جس نے تقلید کو لیا اس نے سوادِ اعظم کی پیروی ترک کی اور اس نے سبیل مومنین کا خلاف کیا۔ اس آیت و حدیث پر جسے عمل کرنا ہو اسے آج ہی تقلید کی بیڑیاں فقہ پرستی کی ہتکڑیاں رائے قیاس کے طوق توڑ دینے چاہئیں۔ بحمد اللہ اہلحدیث نہ تو سوادِ اعظم کے مخالف ہیں نہ ان کی راہ سچے مومنوں کی راہ کے خلاف ہے۔

جواب سوال نمبر ۱۳

(۱۳) اور اگر یونہی ایک بھیڑ کھڑی کرکے آپ کہہ دیں کہ یہ ہے سوادِ اعظم اور یہ سب مقلدین تو ہم کہیں گے کہ ہر ہاتھ ید بیضا نہیں ہوتا ہر لکڑی عصائے موسوی کا حکم نہیں رکھتی ہر تخت والا سلیمان نہیں کہلاتا ہر جام والا جم اور ہر آئینے والا اسکندر اور ہر کتاب والا نبی نہیں ہوتا۔ ورنہ جناب کے

سامنے حسینی اور یزیدی گروہ بھی ہے عثمانی جماعت اور باغی ٹولہ بھی ہے (۱۴) صرف چودھواں جواب
کثرتِ تعداد باعثِ فخر نہیں ہوتی ہزار خرمہروں سے ایک موتی زیادہ قیمتی ہوتا ہے قرآن
کا فرمان ہے وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۔ میرے شکرگذار بندے بہت کم ہیں (۱۵) پندرھواں جواب
کیا وہ وقت یاد نہیں؟ جب ایک خدا کا پوجنے والا روئے زمین پر صرف ایک ہی تھا اور
ساری زمین کفار سے پٹی پڑی تھی۔ وہ خلیلِ خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے (۱۶) کیا سولھواں جواب
وہ وقت یاد نہیں؟ جب اپنے ساتھ ایک یارِ غار کو لیکر سرورِ رسولاں سردارِ پیغمبراں رات
کے اندھیرے میں مکے سے نکلے تھے۔ پس اپنی تعداد کو بڑھا چڑھا کر ہمیں دکھا کر یہ ضعیف
روایتیں پڑھکر گو تھوڑی دیر کیلئے اپنے والوں میں آپ کی عزت بڑھ جائے لیکن حقیقت
کھلنے پر سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا (۱۷) کیا وہ حدیث یاد نہیں کہ قیامت کے سترھواں جواب
دن حضرت آدمؑ کو حکم ہوگا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم کے لئے نکالیں اور ایک
جنت کیلئے (۱۸) میدان بدر کا نقشہ تو پیش نظر نہ ہوگا؟ یا آپ کے ہاں کی گنتی میں اٹھارھواں جواب
تین سو کی تعداد بارہ سو سے زیادہ ہے؟ (۱۹) سنو عدد وہاں گنے جاتے ہیں جہاں خیر انیسواں جواب
برابر کی ہو۔ روپیوں کی گنتی کے مقابلے میں پیسوں کی گنتی کی زیادتی پر فخر بے جا ہے خیال تو کرو بیسواں جواب
کہاں حنفی کہاں محمدی؟ (۲۰) حضورؐ فرماتے ہیں میری امت کے تہتر گروہ میں سے ایک
ناجی باقی ناری۔ کہئے سواد اعظم تہتر کی ہوئی یا ایک کی؟ پس حکم حضورؐ ہے کہ بہتر اس ایک اکیسواں جواب
کی پیروی کریں (۲۱) آپ کے مذہب کی کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے عَنْ
سُفْيَانَ لَوْ اَنَّ فَقِيْهًا عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ لَكَانَ هُوَ الْجَمَاعَةُ ۔ یعنی ایک عالم جو تنہا
ہو اور کسی پہاڑ کی چوٹی پر ہو وہی جماعت ہے۔ پس معلوم ہوا کہ کثیر التعداد عوام کی بھیڑ
سواد اعظم نہیں کہی جاتی۔ (۲۲) اسی کتاب میں ہے وَالْمُرَادُ اِجْمَاعُ الْعُلَمَاءِ وَلَا عِبْرَةَ بائیسواں جواب
بِاِجْمَاعِ الْعَوَامِّ لِاَنَّهٗ لَا يَكُوْنُ عَنْ عِلْمٍ ۔ یعنی اجماع سے مراد اجماع علما ہے عوام
کے اجماع کا کوئی اعتبار نہیں اسلئے کہ اس میں علم نہیں ہوتا۔ اور آپ مقلدین علما میں
داخل نہیں نہ تقلید علم ہے (اعلام) پس آپ حضرات کی بھیڑ ہرگز مرادِ حدیث نہیں۔
یہ عقیدہ یقیناً خلافِ شرع ہے گو اس عقیدے والوں کی گنتی زمین کے سنگریزوں کے
برابر ہو جائے کہ امت میں کوئی ایسا ہے جس کی تقلید ہم پر فرض ہے جس کا خلاف ہم پر
حرام ہے جس کی بات شرع ہے۔ شاہ ولی اللہؒ حجۃ اللہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ وَلَمْ نُؤْمَنْ

بِفَقِيْهٍ اَيًّا كَانَ اَنَّهٗ اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ الْفِقْهَ وَفَرَضَ عَلَيْنَا طَاعَتَهٗ وَاَنَّهٗ مَعْصُوْمٌ ۔ یعنی ہمارا کسی فقیہ پر ایمان نہیں خواہ وہ کوئی بھی ہو ہم یہ نہیں مانتے کہ اس کی طرف فقہ خدا نے اپنی وحی سے نازل فرمائی ہو اور ہم پر اس کی اطاعت فرض کر دی ہو اور وہ فقیہ معصوم ہو غلطی سے پاک ہو۔

جواب سوال نمبر ۲۳

(۲۳) سوادِ اعظم کے معنی آپ نے تو بڑی جماعت کے کر دیئے لیکن یہ تو شاید آپ نے کبھی سنا بھی نہ ہوگا کہ اس سے مراد کتاب و سنت بھی ہوا کرتی ہے آپ ہی کے ہم مذہب ملا علی قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں قِيْلَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ لِكَثْرَةِ مَعَانِيْهِمَا ۔ یعنی ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد سوادِ اعظم سے حدیث و قرآن ہے اور اسے سوادِ اعظم بوجہ ان کے معانی کی کثرت کے کہا جاتا ہے تو اب مطلب اور واضح ہو گیا کہ حضورؐ فرماتے ہیں تم قرآن حدیث کی تابعداری کرو۔ اور الحمد للہ یہی اہلحدیث کا مذہب ہے

جواب سوال نمبر ۲۴

(۲۴) مولوی صاحب کی تشفی اگر مندرجہ بالا تمام دلائل سے بھی نہ ہوئی ہو تو اب ہم وہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اگر اس کے بعد بھی کسی کی تشفی نہ ہو تو وہ ایمان سے خالی ہے سنو مجمع الزوائد جلد اول ص۲۲ میں طبرانی کبیر سے نقل کر کے حدیث لائے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں مَا السَّوَادُ الْاَعْظَمُ حضور سوادِ اعظم کون ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں مَنْ كَانَ عَلٰى مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ یعنی وہ لوگ جو اس پر ہوں جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔ طبرانی صغیر کی روایت میں لفظ اَلْيَوْمَ زائد ہے یعنی جس پر آج میں ہوں اور میرے اصحاب۔ حضورؐ نے اس سوال کے جواب میں بھی کہ نجات پانے والی جماعت کون ہے؟ یہی فرمایا تھا۔ اب سمجھ لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کس چیز پر تھے؟ آیا وحی خدا پر؟ یا تقلیدِ مروج پر؟ اس کا جواب ایک اور صرف ایک ہی ہے کہ آپ مع اصحاب صرف وحیِ الٰہی یعنی قرآن و حدیث کے پابند و پیرو تھے پس آج بھی جو جماعت اصولاً عقیدتاً عملاً انہی دو چیزوں کی متبع ہے وہی سوادِ اعظم ہے وہی فرقہ ناجیہ ہے۔ ہے کوئی؟ جو اس واضح حقیقت کا منکر ہو جائے کہ اہلحدیث کا یہی مذہب ہے وہ قولِ ائمہ کو یہ درجہ نہیں دیتے کیونکہ حدیثِ رسولؐ کے مقابلے میں چاروں اماموں میں سے ایک تو کیا چاروں کا متفقہ قول لینا بھی حرام اور جاسوز ظلم ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ میں تحریر فرماتے ہیں فَاِنْ بَلَغَنَا حَدِيْثٌ مِّنَ الرَّسُوْلِ الْمَعْصُوْمِ الَّذِيْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْنَا طَاعَتَهٗ بِسَنَدٍ صَالِحٍ يَّدُلُّ عَلٰى خِلَافِ مَذْهَبِهٖ

وَتَرَكْنَا حَدِيْثَهُ وَاتَّبَعْنَا ذَالِكَ التَّخْمِيْنَ فَمَنْ أَظْلَمُ مِنَّا وَمَا عُذْرُنَا يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ یعنی اگر ہمیں کوئی صحیح حدیث پہنچے اور وہ ہمارے مذہب کے خلاف ہو پھر بھی ہم اپنے مذہبی مسئلے پر اڑے رہیں اور واجب الاطاعت پیغمبرؐ کی حدیث کو چھوڑ دیں تو ہم سے بڑھکر ظالم کون ہوگا ؟ اور قیامت کے دن خدائے رب العالمین کے سامنے ہمارا کیا عذر ہوگا ؟ الغرض بحمد اللہ یہ حدیث بھی بر تقدیر صحت ہماری دلیل ہے نہ کہ ہمارے مخالفین کی ۔ بلکہ مخالف فرقہ اسے اگر مان لے تو آج اختلاف دور ہو جائے ۔ اللہ ہمیں نیک توفیق اور اچھی سمجھ دے ۔ آمین

مصنف کی اور تحریر کی طرف رجوع کرنے سے پہلے میں ایک لطیفہ ناظرین کے گوش گذار کردوں اس کتاب کے شروع میں صـ۲ پر مؤلف کے ایک محبوب نے تقریظ لکھی ہے ہم اس سے بھی چشم پوشی کر لیتے مگر چونکہ مقرظ صاحب نے اپنے تئیں مفتی اور عالم اور سید اور شاہ اور حسینی اور حسنی اور قادری اور نظامی وغیرہ وغیرہ لکھا ہے اسلئے ہم اُن سے با ادب عرض کرینگے کہ کیوں جناب کسی کتاب کے ریویو کے لئے اس کے بعض مضامین کو دیکھ لینا ہی کافی ہے ؟ کیا فتویٰ دیتے وقت استفتا کے چند فقرے پڑھتے ہی جناب فتویٰ دیدیا کرتے ہیں ؟ اگر واقعی یہی روش جناب کی ہے تو یقیناً اُن مستفتیوں کی حالت نہایت قابل رحم ہے جو آپ کے فتووں پر عمل کر لیں کیونکہ جناب نے تو سوال کے چند فقرے پڑھے اور جواب لکھ دیا ظاہر ہے کہ جس نے سوال ہی پورا نہیں پڑھا اس کا جواب کہاں تک پورا ہوگا ؟ آپ نے اپنے منصب کا بھی کچھ خیال نہ فرمایا کہ ایک زہریلی دل آزار گالیوں کی بوچھاڑ بدتہذیبی کی پڑیا کتاب پر تعریفی ریویو کر دیا اور ساتھ ہی لکھ دیا کہ میں نے بعض بعض مضامین علمیہ کو دیکھا الغرض ناظرین یاد رکھیں کہ مفتی صاحب نے صرف اپنے محب کی محبت میں ہی یہ چند کلمے لکھے ہیں کیونکہ مصنف آپ کے محب ہیں لکھا کہ محبی مولوی الخ ورنہ اگر انھیں بیانِ حقیقت انصاف کے ساتھ منظور ہوتا تو کم از کم اس کتاب کو جسے خود وہ مختصر ہی کتاب لکھتے ہیں بہت ٹھنڈے دل سے پوری دیکھتے بعد اس پر قلم اٹھاتے مفتی صاحب اگر سچ مچ آپ مفتی ہیں تو کم از کم آپ کو تعصب سے بہت دور ہونا چاہئے اور فرقہ پرستی اور طرفداری کی لعنت سے اپنے تئیں بہت بچانا چاہئے آپ کو سمونی ہوئی کارروائی کرنی چاہئے اور جہالت کی باتوں کو نہ اچھالنا چاہئے ۔ یہ رسالہ جب تک کے مصنف کا دل خوش نہیں ہوتا جب تک کہ دوسری جماعت اور ان کے بزرگوں کو سوقیانہ گالیاں نہ دے لے آپ اس کی نسبت لکھتے ہیں کہ مذہب حق

لطیفہ ناظرین

کی تائید وغیرہ الخ۔ پس اس غلطی سے نادم ہو جایئے اور توبہ کیجئے اور مسلمانوں کو آپس میں نہ الجھایئے

دوسرے مقرظ کی تقریظ

ایک اور صاحب نے بھی جنھوں نے کسی مصلحت سے اپنا نام بھی نہیں لکھا صرف کنیت پر ہی اکتفا کی ہے اس رسالہ کی دو سطری تائید فرمائی ہے وہ بھی اپنے ہاتھ پاؤں بچا کر مؤلف کی بد تہذیبی اور اس کی گالیوں سے اپنا دامن دھونے کیلئے یہی سپر تھامتے ہیں کہ "احقر نے اس کتاب کے بعض مضامین سنے" فی الواقع یہ کتاب اس لائق ہے ہی نہیں کہ کوئی مہذب آدمی اسے پوری سن سکے۔ اگر خدا کو منظور ہوا تو میں مؤلف کی گالیاں نقل کر دونگا لیکن سر دست آپ یہ سن لیجئے کہ مؤلف لکھتا ہے

مؤلف کی گالیوں کا نمونہ

ابن عبدالوہاب نجدی دجال ص۶ کمبخت ص۶ پھر انہی کی نسبت لکھتا ہے شیخ نجدی کے معنیٰ شیطان کے ہیں ص۶۔ ص۲۲ پر لکھتا ہے ابن عبدالوہاب نجدی شیطان۔ ص۳۶ پر لکھتا ہے ابن تیمیہ و ابن قیم ابن حزم ابن عبدالوہاب نفس پرست (ہیں) اسی طرح اور فوت شدہ مسلمان بزرگوں کے بھی نام لکھ لکھ کر انھیں کوسا ہے اور میری نسبت تو کچھ نہ پوچھئے اسقدر گالیاں لکھی ہیں کہ اگر انھیں الگ کیا جائے تو کئی صفحات میں آئیں اسی طرح عموماً سارا رسالہ پھکڑ بازی سے پر ہے اس لئے ان دونوں مقرظین نے "بعض مضامین" کا لفظ کہہ کر اپنا بچاؤ کر لیا ہے اب اگر کوئی مہذب مسلمان انسے کہے کہ تم نے ایسی گندی اور دل آزار تحریروں کی نسبت یہ لکھا تو یہ جھٹ سے کہدینگے کہ صاحب یہ عبارت ہماری نظر سے اس وقت نہیں گذری تھی یہ مقرظ صاحب بھی عداوت حدیثِ و اہل حدیث میں مؤلف صاحب سے کم نہیں اپنی دو سطری عبارت میں بھی ہمیں وہابیہ وغیرہ کہنے سے نہیں چوکے۔ خیر یہ تو ہوا بیچ کا ایک لطیفہ اب ہم مولوی سید قربان علی شاہ صاحب کی اور تحریر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

قرآنی آیت میں خیانت

نام کے اثر سے متاثر ہو کر غالباً سب سے پہلے آپ نے اپنے عقل و علم کی قربانی کی ہے ہمارے بارے میں آیت قرآنی نقل کی ہے اذا خاطبهم الجاهلون فقالوا سلاما کیا ہم مولوی صاحب سے دریافت کریں کہ یہ آیت کس قرآن میں ہے ؟ قسم خدا کی ہم نے تو بار بار کی اپنی تلاوت میں اس قرآن کریم میں جو ہمارے ہاتھوں میں امانتِ رسول کے طور پر خدائی کتاب کی حیثیت میں ہے یہ آیت تیسوں پاروں میں کہیں نہیں پائی۔ کیا قربان علی مہربانی فرما کر یہ آیت ہمیں دکھا دیں گے ؟ ورنہ شرمائیں خدا کی کتاب میں اور یہ خیانت ؟

اس کے بعد مؤلف صاحب خیر سے ایک اور حدیث لاتے ہیں کہ اس کا مصداق بھی جماعت

حدیث کے الفاظ اور اس میں مولف کی غلطی

اہلحدیث ہے۔ وہ حدیث ان کے الفاظ میں یہ ہے یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ ترجمہ ان کے الفاظ میں یہ ہے یعنی ہوں گے آخر زمانے میں فریب کرنے والے جھوٹے مکار لوگ لائیں گے تمہارے پاس ایسی حدیثیں کہ نہ سنی ہوں گی تم نے اور نہ تمہارے باپ داداؤں نے سو بچاؤ تم اپنے تئیں ان سے اور ان کو اپنے سے اسلئے کہ کہیں گمراہ نہ کردیں تم کو اور فتنہ وفساد میں نہ ڈالیں تم کو۔ صلا۔ ناظرین کو یہ یقین دلانے کیلئے کہ راہِ خراب کے سالک نے جو کچھ نقل کیا ہے وہ اردو کے چند چیتھڑوں سے اور متعصب بے علم لوگوں کی چند تحریروں سے ہے ہم کہتے ہیں یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب الاعتصام ۲۸ میں موجود ہے۔ آبَاؤُکُمْ سے پہلے لفظ لا ہے لیکن مصنف اصل کتاب دیکھتے اور وہاں سے نقل کرتے تو اسے لاتے یا عربیت کے عالم ہوتے تو ترجمہ لکھتے وقت خیال آتا کہ میں جو لکھ رہا ہوں " نہ تمہارے باپ دادوں نے " یہ نہ کس لفظ کا ترجمہ ہے ؟ پھر اس لفظ آبَاؤُکُمْ کے بعد حدیث میں یہ لفظ ہیں فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لیکن یہ جملہ بھی مؤلف نے نقل نہیں کیا ساتھ ہی چونکہ عربی زبان سے بھی محض ناآشنا ہیں اسلئے کسی رسالے سے ترجمہ نقل کردیا ہے ورنہ خود ترجمہ کرتے تو پتہ چل جاتا کہ جو میں لکھتا ہوں " سو بچاؤ تم اپنے تئیں ان سے اور ان کو اپنے سے " یہ ترجمہ کس فقرے کا ہے ؟ اے جناب آپ کی نقل کردہ عربی عبارت میں تو وہ فقرہ ہے ہی نہیں لیکن یہ تو وہ سمجھے جو عالم ہو جاہل کی جانے بلا۔ ایک سطر کی حدیث نقل کرنے میں مولوی صاحب نے دو غلطیاں کیں۔ تیسری غلطی ملاحظہ ہو کیوں جناب ؟ ترجمے میں آپنے دجّالون کا ترجمہ کیا فریب کرنیوالے کذّابون کا ترجمہ کیا جھوٹے لیکن پھر مکار یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے الغرض نہ نقل درست نہ ترجمہ درست۔ اب جناب کی اردو دانی اور فصاحت وبلاغت ملاحظہ ہو یہ " آخری زمانے " کی زنانہ بول چال کی کیا ضرورت تھی ؟ اور یہ فقرہ تو معلوم ہوتا ہے سونا منڈھا ہوا ہے (سو بچاؤ تم اپنے تئیں ان سے اور ان کو اپنے سے) یہ میں نے صرف اسلئے لکھا ہے کہ مولوی صاحب کا سارا زور اپنے رسالے میں صرف اسی بات پر ہے کہ یہ فقرہ دلائل محمدی میں یوں لکھا ہے اور یوں چاہیئے وغیرہ۔ اس لئے ہم نے صرف نمونے کے طور پر ان کا قصور علم بتا دیا باقی ایسی خطاؤں سے جن سے ان کا رسالہ پُر ہے اب ہم چشم پوشی کریں گے کیونکہ اس سے مولف صاحب کے کمال علم کے اظہار کے سوا اور کوئی اہم فائدہ نہیں۔ پس اب حدیث کے متعلق سنیئے۔

اصل غرض

حدیث کا صحیح مطلب تو ان لوگوں کی مذمت ہے

دوم الزام، تیسرا جواب

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر موضوع حدیثیں بناتے ہیں۔ لیکن خوش مذاق نامعاملہ فہم مؤلف صاحب نے اس سے مذمت جماعت اہلحدیث سمجھ لی ہے۔ حالانکہ ہمارے نزدیک حضور پر جھوٹ بہتان باندھنے والا یقیناً جہنمی ہے۔ اور اگر جناب کے نزدیک واقعی یہ حدیث اہلحدیث کی مذمت میں ہے تو کیا اس سے آپ کے مذہب کے تمام فقہا کی تردید و مذمت نہ ہوئی؟

چوتھا جواب

جب کہ خود آپ نے اپنے رسالے کے ۲۸ میں لکھا ہے کہ یہ فقیہ اہلحدیث ہے اور ۳۳ میں ائمہ اربعہ کو بھی اہلحدیث لکھا ہے۔ اور اگر یونہی اپنے مخالف کو خواہ مخواہ ہی ایک غیر متعلق حدیث سے الزام دینا ہو تو کیا وجہ کہ اس سے مراد جماعت حنفیہ ہی نہ لی جائے؟

پہلی تہمت کا ازالہ

اس کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اہلحدیث کے نزدیک خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت الحمد للہ اہلحدیث اس الزام سے بھی بری ہیں آپنے جس کا نام لکھا ہے اور جو لوگ اس کے قائل ہیں وہ بھی آپ جیسے ہی حنفی ہیں۔

دوسری تہمت کا ازالہ

پھر آپ نے ایک جھوٹ اور بولا ہے کہ اہلحدیث مسند ابو حنیفہ مسند احمد حنبل موطا امام محمد موطا امام مالک کو معتبر نہیں مانتے۔ میں کہتا ہوں یہ بھی غلط ہے اہلحدیث ہر اس حدیث کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا کرتے ہیں جو بطریق محدثین سند صحیح سے مروی ہو خواہ حدیث کی کسی کتاب میں ہو اور آپ مسند ابو حنیفہ کہاں سے لائے؟ حضرت وہ تو مسند خوارزمی ہے

مسند ابو حنیفہ کی حقیقت

جو ساتویں صدی کے شخص تھے ۶۶۵ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ ساتویں صدی میں یہ مسند جمع کی گئی امام صاحبؒ کا انتقال دوسری صدی میں ہوا ہے لیکن آپ کی تحقیق کو حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں جو زبان پر چڑھا لکھ مارا۔ آپ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ دیکھ لیجئے اس کا نام ہی مسند خوارزمی لکھا ہے۔ پھر کتب حدیث میں اس کا درجہ کیا ہے؟ اس کی نسبت لکھا ہے کہ یہ چوتھے طبقہ کی کتاب ہے عبارت یہ ہے کہ دَمُسْنَدُ الْخَوَارِزْمِيِّ يَكُوْنُ مِنْ هٰذِهِ الطَّبَقَةِ پھر لکھتے ہیں وَهٰذِهِ الطَّبَقَةُ مَادَّةُ كِتَابِ الْمَوْضُوْعَاتِ لِابْنِ الْجَوْزِيِّ ابن الجوزی کی کتاب الموضوعات کا مادہ اسی طبقہ کی کتابیں ہیں یعنی اس طبقہ کی کتابوں کی اکثر و بیشتر حدیثیں گری پڑی بلکہ موضوع اور واہی ہیں۔ خود جامع مسند خوارزمی نے دیباچے میں لکھا ہے کہ لوگوں کی اس بات سے کہ امام صاحبؒ کی کوئی کتاب حدیث نہیں مجھے حمیت مذہبی نے ابھارا کہ میں اس کتاب کو لکھوں۔ پس ساتویں صدی میں یہ کتاب لکھی گئی ہے امام صاحب کی جمع کردہ نہیں محض حمایت و تعصب

امام ابوحنیفہ کی کوئی تصنیف نہیں

مذہب کا مظاہرہ کیا گیا ہے اور دوسرے متعصبین نے اسے مسند امام ابوحنیفہ کا نام دیکر اچھالنا شروع کیا ہے۔ خود آپ کے ہم مذہب بھی اسے مانتے ہیں سیرۃ النعمان میں مولانا شبلی نے صاف لکھا ہے کہ "انصاف یہ ہے کہ ان تصنیفات کو امام صاحب کی طرف منسوب کرنا نہایت مشکل ہے۔" نیز امام رازیؒ نے مناقب الشافعی میں لکھا ہے کہ امام صاحب کی کوئی تصنیف نہیں ہے۔ سیرۃ النعمان میں لمبی بحث کے بعد بطور نتیجہ تحریر ہے کہ "آج امام صاحب کی کوئی تصنیف موجود نہیں ہے۔ پس مسند امام ابوحنیفہؒ امام صاحب کی تالیف کردہ نہیں ہے"

مولف کی امام کے نام سے بےخبری

ہاں جناب یہ احمد حنبلؒ کون بزرگ ہیں یہ آئے ہیں اہلحدیث کے مقابل؟ جنھیں یہ بھی تمیز نہیں کہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح نام کیا ہے؟ سنئے آپ کا پورا نام حضرت امام احمد بن محمد بن حنبل ہے۔ کبھی آپ کو دادا کی طرف نسبت کرکے احمد بن حنبل بھی کہدیتے ہیں لیکن احمد حنبل یہ آپ کی علمیت کا نرالا نشان ہے۔

مولف کا صحاح ستہ پر حملہ

پھر آپ نے صحاح ستہ پر حملہ کیا ہے۔ سچ ہے ایک مقلد کو صحاح ستہ سے واسطہ ہی کیا؟ وہ تو کہئے آپ کو عوام الناس کا ڈر ہے ورنہ آپ تو قرآن کریم کی نسبت بھی ایسے الفاظ کہہ دیں کیونکہ آپ مقلدین جس طرح صحاح ستہ سے بے نیاز ہیں کلام اللہ شریف سے بھی بیکسو ہیں نہ حدیث سے مسائل آپ پاسکتے ہیں نہ قرآن سے آپ ہیں اور فقہ حنفی کی کتابیں۔ آپ صحاح ستہ کو دوڈھائی صدی کے بعد کی لکھی ہوئی مان کر ان پر حملہ کرتے ہیں لیکن چھ صدی کے بعد کی لکھی ہوئی مسند خوارزمی کو معتبر مانتے ہیں فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ

تیسری تہمت کا ازالہ

زاں بعد آپ نے لکھا ہے کہ اہلحدیث کو امام اعظمؒ سے دلی عداوت ہے وہ انھیں بہت برا جانتے ہیں وغیرہ اس کی نسبت صرف اتنی گذارش ہے کہ جسے ائمہ دین میں سے کسی سے بھی عداوت ہو خدائے تبارک وتعالیٰ دونوں جہاں میں اس کا منہ کالا کرے۔ الحمدللہ ہم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عداوت سے انھیں برا کہنے سے اور برا جاننے سے پاک ہیں اور جو ہم پر اس قسم کی تہمت لگاتا ہے قیامت کے دن اس کا دامن ہوگا اور ہمارا ہاتھ۔

اہلحدیث امام صاحب کے دشمن نہیں

اے حنفی قادری صاحب سنو۔ اگر امام صاحبؒ کی تقلید کے چھوڑنے کی وجہ سے آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ ہم حضرت امام صاحبؒ کے دشمن ہیں تو ذرا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو تو سہی کہ تم نے جو تینوں اور اماموں کی تقلید ترک کی ہے کیا تم ان کے دشمن نہیں ہو؟ اگر باوجود ان تینوں بزرگوں کی تقلید نہ کرنے کے تم ان کے دشمن نہیں ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ

امام ابوحنیفہ اہلحدیث تھے

ہمیں امام صاحبؒ کی تقلید نہ کرنے پر تم ان کا دشمن بتلاؤ۔ سنو۔ جو ہمارا مذہب ہے وہی مذہب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ چنانچہ نہایۃ النہایہ میں اور شامی میں آپ کا فرمان موجود ہے إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ ۔ یعنی صحیح حدیث میں جو ہو وہی میرا مذہب ہے۔ اہلحدیث بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب صحیح حدیث ہے۔ فرماتے ہیں ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اٰرَاءِ الرِّجَالِ ۔ تمام لوگوں کی رائے سے ایک ضعیف حدیث مجھے بہت ہی پیاری معلوم ہوتی ہے (عقود الجواہر) فرماتے ہیں مَا جَاءَ عَنِ الرَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِالرَّأْسِ وَالْعَيْنِ ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سر آنکھوں پر ہے۔ پس امام صاحبؒ کے سچے متبع ہم ہیں نہ کہ وہ جنہوں نے امام صاحب کا نام لیکر سینکڑوں برس بعد ہزارہا مسائل گھڑ لئے اور انھیں امام صاحب کا مذہب قرار دے لیا۔ ہم تمہاری اس گھڑنت کے منکر ہیں نہ کہ حضرت الامام کے صحیح مذہب کے جسے وہ خود اپنی زبان مبارک سے بیان فرما گئے ہیں رحمۃ اللہ علیہ۔

خلاف حدیث قول کو چھوڑنا شانِ اسلام ہے

آپ لکھتے ہیں کہ مجتہد کو راستی اور غلطی پر ثواب ملتا ہے یہ تو درست ہے لیکن کہیں اس کی دلیل بھی آپ نے دیکھی ہے کہ مجتہد کا اجتہاد خلافِ حدیث ہو۔ اور کسی کے سامنے وہ حدیث بھی ہو اور کسی مجتہد کا خلافِ حدیث اجتہاد بھی ہو پھر وہ حدیث چھوڑ کر اجتہاد کو مانے تو اسے بھی ثواب ملیگا؟ ہم تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایسی صورت میں اجتہادِ مجتہد کو ماننے والا اسلام سے مذاق کرنے والا ہے۔ سنئے آپ کے مذہب کی معتبر کتاب شامی میں ہے إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ وَكَانَ عَلٰى خِلَافِ الْمَذْهَبِ عُمِلَ بِالْحَدِيْثِ الخ یعنی جب مذہب کے خلاف کوئی حدیث ملجائے تو حدیث پر ہی عمل کرنا چاہئے۔ پس امام صاحب کا جو اجتہادی اور قیاسی مسئلہ خلافِ حدیث ہو اُسے ترک کرنا اور حدیث پر عمل کرنا یہ شانِ اسلام ہے اور اس کا خلاف اسلام کا بھی خلاف ہے۔

امام مالکؒ تینوں اماموں کے استاد ہیں

مولوی صاحب خیرات الحسان کا حوالہ تو آپ نے دیدیا لیکن خیرات الحسان کی یہ عبارت آپ کی نظر سے نہیں گذری کہ امام صاحبؒ حضرت امام مالکؒ کے شاگرد ہیں؟ ہیں ان چاروں بزرگ اماموں میں سب سے بڑا درجہ اس معنی میں حضرت امام مالکؒ کا ہی کیونکہ آپ امام ابوحنیفہؒ کے بھی استاد ہیں امام شافعیؒ کے بھی استاد ہیں اور امام احمدؒ کے تو استاد کے استاد ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

مذمتِ نجد کے بارے میں جو حدیث آپ نے نقل کی ہے اس کا صحیح مطلب بھی سنتے جائیے۔ بخاری مسلم میں ہے کہ اس فرمان کے وقت حضورؐ نے مشرق کی جانب اشارہ کیا۔ الفاظ یہ ہیں قَالَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلَ الْمَشْرِقِ پس وہ نجد جس کی مذمت آپ نے کی ہے وہ نجد عراق ہے نہ کہ نجد یمن۔ خود تم بھی دبی زبان سے اس کے قائل ہو چنانچہ تم نے لکھا ہے کہ اس سے مراد عراق عرب ہے۔ تم نے جو اس کے بعد لکھا ہے کہ "جو نجد سے ملحق ہے"

اس کی نسبت عرض ہے کہ نجد اور چیز ہے اور ملحقات نجد اور چیز ہے ھند اور چیز ہے اور ملحقات ھند اور چیز ہے۔ یہ تمہارا تعارض ہی تمہارے کذب کی دلیل ہے۔ اور حدیث میں خود عراق کا لفظ ہی موجود ہے ملاحظہ ہو ترغیب بھر اور حدیث میں اُن قبیلوں کا بھی نام ہے جو فتنہ زا ہیں صحیح بخاری ملاحظہ ہو فرماتے ہیں فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ ان قبیلوں کا مسکن بھی آپ کا عراق ہے اور جن نجدیوں کی عداوت میں تم جامے سے باہر ہوئے جاتے ہو یہ قبیلہ بنو تمیم میں سے ہیں۔

واقعات ظاہر کر رہے ہیں کہ عراق ہمیشہ فتنوں کا مرکز رہا جنگِ جمل جنگ صفین ظہورِ خوارج شہادتِ حسینؓ شہادت مسلمؓ کے روح فرسا واقعات کس مسلمان سے پوشیدہ ہیں؟ یہاں تک کہ عرب عجم میں یہ مقولہ مشہور ہے اَلْكُوفِي لَا يُوفِي۔ تم لوگ جو اس حدیث کو لیکر امام محمد بن عبدالوہابؒ اور ان کے متبعین کو اس کا مصداق ٹھہراتے ہو۔ اگر تم جیسا ہی کوئی اس حدیث کو لیکر اس کا مصداق امام ابو حنیفہؒ اور ان کے متبعین کو ٹھہرائے تو تمہارے پاس اس کا جواب کیا ہوگا؟ دراصل تم بھی جھوٹے ہو اور امام صاحب کی شان میں گستاخی کر کے اس حدیث کا مصداق انھیں ٹھہرانے والا بھی تم سے کم نہیں۔

یہ نجد یمن جس کے پیچھے تم پڑے ہوئے ہو اس کی تو حضورؐ نے بڑی تعریفیں بیان فرمائی ہیں حدیث میں ہے اَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْاِيْمَانَ هٰهُنَا یعنی حضورؐ نے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یاد رکھو ایمان یہاں ہے اور حدیث سنو بزار میں ہے حضورؐ فرماتے ہیں عنقریب تم مختلف لشکروں میں بٹ جاؤ گے . . . . فَلْيَلْحَقْ بِنَجْدِهٖ یعنی اس وقت نجد کے لشکروں سے مل جاؤ۔

قبیلہ بنو تمیم نجدی ہے اور اسی قبیلے میں سے امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ تھے اس قبیلے کے فضائل میں تین صحیح حدیثیں مروی ہیں (۱) حضورؐ فرماتے ہیں هُمْ اَشَدُّ

مذمتِ نجد سے مراد عراق ہے

عراق کے فتنے

یمن کی تعریف

بنو تمیم کے فضائل

قبیلہ بنو تمیم

اُمَّتِیْ عَلَی الدَّجَّال یعنی دجال پر سب سے بھاری یہی قبیلہ پڑیگا (۲) فرماتے ہیں ھٰذِہٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا یہ مالِ زکوٰۃ میری قوم کا ہے یہ فرمان بھی اسی قبیلے کی بابت حضورؐ نے فرمایا ہے (۳) فرماتے ہیں اَعْتِقِیْھَا فَاِنَّھَا مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ ؕ اسی قبیلے کی ایک عورت کی بابت آپ فرماتے ہیں اسے آزاد کردو یہ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ہے۔ یہ حدیث بخاری شریف کی ہے۔ بزار کی مسند میں ہے کہ اس قبیلے کی نسبت حضورؐ کا ارشاد ہے ھُمْ ضِخَامُ الْھَامِ۔ ثَبْتُ الْاَقْدَامِ۔ اَنْصَارُ الْحَقِّ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ۔ اَشَدُّ قَوْمًا عَلَی الدَّجَّالِ یہ لوگ بڑے عقلمند ہیں بڑے دلیر اور ثابت قدم ہیں۔ آخر زمانے میں مددگارانِ حق یہ لوگ ہیں۔ دجال پر سب سے بھاری یہی قبیلہ ہے۔

آؤ اب میں آپ کو وہ حدیث سناؤں جس کے بعد کسی مسلمان کے دل میں اہلِ نجد کیطرف سے کوئی بغض و عداوت ہرگز نہیں رہ سکتی۔ مسند بزار میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے شانوں پہ ہاتھ رکھکر فرمایا اَحِبُّوْا بَنِیْ تَمِیْمٍ ؕ بنو تمیم کے قبیلے سے محبت رکھو۔ پس جن سے دوستی اور محبت رکھنے کا فرمانِ رسولؐ ہے اُن سے دشمنی اور بغض رکھنے والا مخالفِ رسول اور دشمنِ حدیث ہے۔ اسی طرح کی اور بھی کئی ایک حدیثیں ہیں اگر آپ تفصیل سے دیکھنا چاہیں تو میری کتاب قبیلہ محمدی دیکھیے۔

اس کے بعد راہ صواب کا مؤلف ہمارے مسائل لکھتا ہے۔ ہدم قبور و گنبد، شرک و بدعت، توحید، خدا کی جسمانیت، انکار وسیلہ و شفاعت وغیرہ۔ اس کے جواب میں گذارش ہے کہ ہدم قبور تو ہمارا مسئلہ نہیں البتہ ہدم بنا بر قبور کا مسئلہ ہمارا مسئلہ ہے اس کے دلائل سنئے۔ عَنْ اَبِیْ ھَیَّاجِ الْاَسَدِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَہٗ وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَہٗ۔ رواہ مسلم۔ یعنی حضرت ابو الہیاج اسدی کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں اس کام پر مقرر کرکے بھیجتا ہوں جس پر مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کرکے بھیجا تھا جہاں کہیں کسی جاندار چیز کی تصویر دیکھو اسے مٹا دو اور جہاں کہیں کوئی اونچی قبر دیکھو اسے برابر کردو۔ یہ حدیث نص صریح ہے کہ قبروں کے اوپر کی بنی ہوئی عمارت گنبد وغیرہ توڑ دینا چاہئے حضورؐ نے حضرت علیؓ کو اس بات پر مامور کیا اور شیر خدا نے اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت حبان بن حصین کو اس کام پر مامور فرمایا۔ خود حضرت

اہل نجد کی برائت

بنو تمیم قبیلہ محمدی

گنبدوں کا گرانا

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی قبروں پر گنبد عمارت، مقبرہ اور کسی قسم کی بنا بنانے کی ممانعت فرماتے ہیں آپ کے مذہب کی معتبر کتاب فتاوٰی قاضی خاں میں ہے عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ اَنَّہٗ قَالَ لَا یُجَصَّصُ الْقَبْرُ وَلَا یُطَیَّنُ وَلَا یُرْفَعُ عَلَیْہِ بِنَاءٌ وَّسَفَطٌ یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر کو پختہ نہ بنائی جائے اور مٹی سے بھی لیپی نہ جائے اور قبر پر کوئی بنا کھڑی نہ کی جائے نہ خیمہ کھڑا کیا جائے۔ اسی طرح آپ کے مذہب کی فقہ کی کتاب شامی میں ہے عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یُکْرَہُ اَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ بِنَاءٌ مِّنْ بَیْتٍ اَوْ قُبَّۃٍ اَوْ نَحْوِ ذَالِكَ یعنی حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں قبروں پر عمارت بنانی مکروہ ہے خواہ کسی قسم کی عمارت ہو مقبرہ ہو یا گنبد ہو وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح کی اور بھی بیسیوں عبارتیں کتب فقہ میں موجود ہیں۔ اگر آپ تفصیل سے دیکھنا چاہیں تو میری کتاب **توحید محمدی** ملاحظہ فرما لیجئے۔

توحید محمدی

اس کے بعد مولف نے ہمارا مسئلہ لکھا ہے شرک و بدعت۔ بندۂ خدا خدا سے ڈرو مخلوق سے شرماؤ۔ اہلحدیث اور نجدی تو شرک و بدعت کے خدا کے فضل سے اتنے دشمن ہیں کہ ان ناموں سے بھی گھبراتے ہیں۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ پھر ہمارا مسئلہ لکھا ہے "توحیدِ شانِ خدا ہے یہ لوگ اہلحدیث کی عداوت میں ایسے بگڑے کہ خدا کی توحید بھی انھیں ایک غلط مسئلہ دکھائی دینے لگی۔ جن مسائل سے ان حضرات کو ہم سے خلاف ہے اس میں ایک مسئلہ توحید کا بھی ہے یعنی ان کا مطلب یہ ہے کہ ہم توحید چھوڑ دیں۔ خدا نہ کرے تم توحید کی قدر کیا جانو ہمارے نزدیک تو وہ ہمیں اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے تم مشرک بنے پھرتے رہو لیکن اپنے شرک و کفر کی دعوت ہمیں کیوں دینے لگے؟ ناظرین یہ ہے تمہارے ان مولوی ملاؤں کا مقصد کہ ہمارے ہاتھوں میں توحید خداوندی نہ رہے۔ پھر لکھا ہے کہ ہم خدا کی جسمانیت کے قائل ہیں یہ تو ہم پر بہتان ہے نہ ہمارا یہ مذہب ہے نہ اہل نجد کا ہے واللہ علٰی ما نقول وکیل پھر لکھا ہے کہ ہم وسیلے کے منکر ہیں سنو دعاؤں میں مردوں سے وسیلہ لینا اس کے ہم قائل نہیں اور اس کے لئے تم اپنی مثل قرآن کتاب ہدایہ دیکھ لو جس میں تحریر ہے۔ یُکْرَہُ اَنْ یَّقُوْلَ فِیْ دُعَائِہٖ بِحَقِّ فُلَانٍ اَوْ بِحَقِّ اَنْبِیَائِكَ وَرُسُلِكَ یعنی دعا میں بحق فلاں کہنا یوں کہنا کہ تیرے انبیا کے حق سے تیرے رسولوں کے حق سے یہ مکروہ ہے۔ پس بحق رسول، بحق نبی بحق ولی یہ کہنا اور یہ وسیلہ لینا خود آپ کے مذہب کی رو سے بھی مکروہ ہے۔ اور وہ وسیلہ جس کا ذکر حدیث میں ہے اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ اس کے ہم قائل ہیں ۔۔۔ کے

دوسرے الزام کا جواب
توحید محمدی
تیسرے الزام کا جواب
جسمانیت
وسیلہ

ایک مقام اور مکان کا نام ہے جو سب سے بلند و بالا اور افضل تر ہے وہ سوائے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو میسر نہیں ہونے کا۔ پھر قربان صاحب نے لکھا ہے کہ ہم شفاعت کے منکر ہیں یہ بھی جھوٹ ہے تہمت ہے بہتان ہے اللہ تعالیٰ بہتان بازوں کو غارت کرے ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کرینگے اور سب سے پہلے کرینگے اور سب سے بڑی شفاعت آپ کی ہوگی آپ اپنی امت کے شفیع ہیں آپ اور تمام امتوں کے بھی شفیع ہیں بلکہ آپ تمام نبیوں رسولوں کے بھی شفیع ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ خدائے تعالیٰ ہمیں آپ کی شفاعت نصیب فرمائے آمین آمین!

زاں بعد قربان صاحب نے ہمیں بے ایمان لکھا ہے خارجی لکھا ہے۔ خدا کی باتیں تو خدا ہی جانے اتنا تو ہم بھی کہیں گے کہ حدیث کے مطابق اگر خدا کے نزدیک ہم بے ایمان نہیں تو قربان صاحب کی بے ایمانی میں تو شک نہ رہا تم نے ہمیں خارجی کہکر اپنا جی خوش کر لیا اس کے مقابلے میں قلم ہمارے ہاتھ میں بھی ہے مگر ہم اپنا قلم روک لیتے ہیں اور خدا کے حوالے کرتے ہیں۔ اس کے بعد قربان صاحب ہمیں حضرت علیؓ کو برا کہنے والا لکھتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہم حضرت علیؓ کو برا نہیں کہتے بلکہ انھیں برا کہنے والوں کو خارجی جانتے ہیں ہم انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبہ بزرگ صحابی چچازاد بھائی چوتھے درجے کے سچے خلیفۃ المسلمین امیر المومنین مانتے ہیں رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ فی الجنۃ۔ پس ہم پر تو یہ صریح تہمت ہے اب آپ اپنی نسبت سنئے آپ کے مذہب کی معتبر ترکتاب چلپی میں لکھا ہوا ہے اِنَّ عَلِیًّا لَمْ یَکُنْ مِنْ اَھْلِ الْاِجْتِھَادِ یعنی حضرت علیؓ مجتہد (یعنی سمجھدار عالم) نہ تھے سچ کہئے حضرت علیؓ کو برا کہنے والے کون ہیں؟ بلکہ آپ کے مذہب کی معتبر کتاب ردالمحتار میں ہے اِنَّ سَابَّ الشَّیْخَیْنِ وَمُنْکِرَ خِلَافَتِھِمَا لَا یُکَفَّرُ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے والا اور ان دونوں کی خلافت کا منکر کافر نہیں اسی طرح اور بھی بہت سے صحابہؓ وغیرہ کو آپ کے مذہب کی کتابوں میں برائی اور حقارت سے ذکر کیا گیا ہے ان پر فتوے جڑے گئے ہیں بحمد اللہ اس داغ سے اہلحدیث کا دامن پاک ہے اگر آپ ان حوالوں کو جن میں آپ کے مذہب کے بانیوں نے پیشوایانِ اسلام کو گالیاں دی ہیں بالتفصیل دیکھنا چاہیں تو میری کتاب **سیف محمدی** کو ملاحظہ فرمائیے۔

ناظرین کرام اس قسم کے ان مصنفین کتب کا اصلی منشا یہ ہے کہ وہ دنیا کو کسی

[حاشیہ: بہتان کا ازالہ — ساتواں بہتان — آٹھواں بہتان — حنفی مذہب اور حضرت علیؓ — سیف محمدی]

مسلمانوں کو آنکھیں بند کرکے

اندھیری کوٹھری میں آنکھوں پر پٹیاں باندھکر بند کردیں - یہ اگر آپ کو دیکھنا ہو تو اس کتاب کا صٹ دیکھ لیجیے جہاں لکھا ہے ہر مذہب والے کو آنکھ میچ کر اپنی آپ پابندی کرنی چاہیئے" دیکھا اور سنا؟ ان کی تو بس ایک ہی ہدایت ہے کہ آنکھیں بند کرکے اندھے بن کر دل کی پھوڑ کر تحقیق کو آگ لگا کر سچائی کے قبول کرنے سے منکر ہوکر تقلیدی کوٹھڑی میں بند ہوکر یہ رٹ لگاتے ہوئے مرجاؤ وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا جس پر ہمارے بڑے تھے اسی پر ہم بھی رہیں گے اور ہماری طرف سے دنیا کو کہا جاتا ہے کہ گولر کے کیڑے نہ ہو تحقیق و تلاش کرو حقانیت اور صداقت جہاں پاؤ اس کے قبول کرنے میں نہ ہچکچاؤ - ہمیشہ تلاش حق میں رہو اور جب حق مل جائے یہ نہ دیکھو کہ ماں باپ کی روش چھوٹتی ہے کنبے قبیلے ترک ہوتے ہیں شہری اور ملکی ناراض ہوتے ہیں حکومت اور سلطنت بگڑتی ہے بزرگوں کی تقلید ٹوٹتی ہے فقہ کا خلاف ہوتا ہے دنیا کائیں کائیں کریگی ان تمام واہی خیالات کو چھوڑ دو حق کی آواز کے سامنے پست جاؤ صداقت کے ماننے میں تامل نہ کرو فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ؟

امام بخاری کی ...

قربان صاحب کی کتاب کے دیباچے کا جواب بحمد اللہ ختم ہوا - آگے ملاحظہ ہو لکھتے ہیں کہ امام بخاری کو ایک لاکھ حدیثیں یاد تھیں - سنو آفتاب کا تھوکا منہ پر آتا ہے حضرت امام بخاری کو خدائے تعالیٰ نے وہ عام مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ اسے آپ جیسے لاکھوں ملکر بھی مٹا نہیں سکتے حدیث میں امام صاحب امیر المومنین ہیں - خدا کے فضل سے دنیا میں ان کا ہم پلہ کوئی اور نہیں گذرا سنو خود امام المسلمین امام المحدثین کا مقولہ ہے خَرَّجْتُ كِتَابِي الصَّحِيحَ مِنْ زُهَاءِ سِتِّ مِائَةِ أَلْفِ حَدِيثٍ یعنی میں نے چھ لاکھ حدیثوں میں سے چھانٹ چھانٹ کر صحیح بخاری شریف لکھی ہے پس آپ کی یہ بکواس کہ امام صاحب کو صرف ایک لاکھ حدیثیں یاد تھیں اور وہ فتوی دینے کے منصب پر نہ تھے یہ کس قدر آپ کی دیانت داری کی نوحہ خوانی ہے؟ اور کیوں جناب اس کے مقابلے میں اگر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث دانی آپ کی ہی کتابوں سے بیان کی جائے تو؟ انصاف کرو بزرگوں پر طعنہ زنی کرنا اپنی قبر کو جہنم کے انگاروں سے بھرنا ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ جن کا قول آپ نے نقل کیا ہے خود اُن میں اور حضرت امام بخاری میں موازنہ کرتے ہوئے امام احمد بن ابی بکر فرماتے ہیں مُحَمَّدُ بْنُ

اِسْمَاعِيْلَ أَفْقَهُ عِنْدَنَا وَاَبْصَرُ مِنْ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ یعنی ہمارے نزدیک حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ میں اور بصیرت میں بہت زیادہ ہیں حضرت امام بخاریؒ اور صحیح بخاری پر وہی زبان درازی کرتا ہے جو خدا کی لعنتوں کا مرکز ہو جس کے دونوں جہاں بگڑنے والے ہوں جو رب کے نزدیک جانوروں سے بھی زیادہ ذلیل ہو۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں کہ ایسا شخص بدعتی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے کہ امام محمد بن احمد مروزیؒ فرماتے ہیں كُنْتُ نَائِمًا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ لِي يَا اَبَا زَيْدٍ اِلٰى مَتٰى تُدَرِّسُ كِتَابَ الشَّافِعِيِّ وَلَا تُدَرِّسُ كِتَابِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِتَابُكَ قَالَ جَامِعُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيِّ، یعنی بیت اللہ شریف میں مقام ابراہیم اور رکن یمانی کے درمیان میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں سرورِ رسولاں شفیع امتیاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ نے مجھ سے فرمایا کہ شافعی کی کتاب کا درس کب تک دیتے رہو گے؟ میری کتاب کا درس کیوں نہیں دیتے؟ میں نے کہا قربان جاؤں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضورؐ کی کتاب کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا امام بخاری کی صحیح بخاری۔ ملاحظہ ہو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ حضرت امام عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہؓ ہیں میں نے جاکر شرف سلام حاصل کیا۔ حضورؐ نے میرے سلام کا جواب دیا میں نے عرض کیا مَا وُقُوْفُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ حضورؐ کیسے کھڑے ہوئے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا اَنْتَظِرُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيَّ۔ یعنی میں امام بخاری کے انتظار میں ہوں نیند سے بیدار ہو کر میں نے معلوم کیا کہ ٹھیک اسی وقت حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا ہے۔ اللہ آپ کو تمام امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے آمین!

اختلاف کی مذمت

تعجب سا تعجب ہے اور ایک مجھے ہی نہیں جب آپ سنیں گے تو آپ کو بھی تعجب ہوگا کہ قربان صاحب نے اختلاف کی بہت مدح سرائی کی ہے اس لئے اگر انھیں اختلاف کا چسکا نہ ہو تو اور کسے ہو؟ آپ نے اختلاف کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے ایک حدیث بھی لکھی ہے کہ اختلاف الامۃ رحمۃ یعنی امت کا اختلاف رحمت ہے اسے جناب آپ حدیث سے کوئی تعلق نہ رکھتے ہوئے اس پر دست درازی کیوں کرتے ہیں؟ اللہ رکھے آپ کی فقہ کو

وہ آپ کو بس ہے ہم نے تو آجتک ان الفاظ میں کوئی حدیث نہیں دیکھی ورنہ آپ ہی ذرا حوالہ لکھ دیجئے آپ کی عنایت ہوگی۔ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ تمام قرآن اور ساری صحیح حدیثیں اختلاف کی مذمت سے پُر ہیں اختلاف کو باعثِ ہلاکت اختلاف کو باعثِ صد لعنت ساری دنیا کہتی ہے بجز آپ جیسے شائقینِ اختلاف کے کہ وہ اُسے سببِ رحمت بتلاتے ہیں اور اسی وجہ سے ہمیشہ اختلاف کے خواہاں وجویاں اور اس کی اشاعت میں رواں دواں رہتے ہیں کیونکہ آپ کے نزدیک تو جسقدر اختلاف زیادہ ہوگا رحمتِ خدا وافر ہوگی۔ اسی لئے آپ اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں یہ ہے قرآن جو فرماتا ہے وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۔ معلوم ہوا کہ رحمتِ رب اتفاق ہے اختلاف رحمت نہیں یہ ہے حدیث جس میں ہے اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ یعنی اگلی تمام امتوں کی تباہی کا باعث ہی اختلاف تھا۔ قربان صاحب اختلاف کے عشق کو آگ لگائیے۔ اور اتفاق سے دوستی پیدا کیجئے اپنے نفس پر اور ان مقلدین پر رحم کھائیے جن کی آنکھوں پر پٹیاں باندھکر آپ انھیں اپنے حوض کی مینڈکیاں بنائے ہوئے ہیں۔

آپ کی پیش کردہ روایت آپ کے پیش کردہ الفاظ میں تو کہیں نہیں البتہ اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ کے الفاظ ایک روایت میں ہیں اس کی نسبت آپ کے مذہب کے معتبر امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ موضوعات میں لکھتے ہیں زَعَمَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ اَنَّهٗ لَا اَصْلَ لَهٗ ۔ یعنی بہت سے ائمہ کا بیان ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں محض بے اصل ہے تذکرۃ الموضوعات میں ہے منقطع مرسل ضعیف بے اصل وغیرہ لکھا ہے۔ حاشیہ بیضاوی میں ہے لَيْسَ بِمَعْرُوْفٍ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ ۔ یعنی یہ روایت محدثین کے نزدیک معروف نہیں ہے پس یہ روایت غیر ثابت ہے اور باوجود اس کے یہ روایت اتنی ہی نہیں بلکہ لمبی روایت ہے لیکن چونکہ اس روایت کا باقی حصہ ان مقلدین کے خلاف ہے اس لئے وہ یہاں بھی چوری سے کام لیتے ہیں پوری روایت یوں ہے کہ کتاب اللہ میں جو ہے اس پر عمل رکھو اُسے چھوڑنے کا کوئی عذر خدا کے ہاں نہ چل سکیگا۔ اگر کسی مسئلے کو کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو اسے میری سنت میں دیکھو۔ وہ نچھنا در عمدہ چیز ہے اگر میری حدیثوں میں بھی تمہیں نہ ملے تو میرے اصحاب کا کہا ہوا لو۔ میرے اصحاب قائم مقام آسمان کے روشن ستاروں کے ہیں جس کے قول کو لوگے راہ پاؤگے میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے۔ پس اس روایت کے آخری حصے کو بے۔ راویوں نے دوسرے الفاظ

سے بھی بیان کیا ہے یہ لوگ لے لیتے ہیں اور اپنے اختلاف کی برائی پر پابندی کا لفافہ چڑھاتے ہیں حالانکہ اختلاف کا عذاب ہونا یہ ثابت شدہ اصول ہے۔ اے دلدادگانِ اختلاف اے دشمنانِ اتفاق۔ اے شیدایانِ تقلید۔ اے اعدائے حدیث۔ اے برہم زنانِ توحید۔ اے فداکارانِ شرک شدید اپنی بداعمالیوں سے توبہ کرو اور خدا سے ڈر کر دینِ خدا پہ رحم کرو +

امام احمد سے تقلید کی حرمت

آپ کا یہ قول کہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اس شخص کے لئے ہے جو استنباط احکام کی قدرت رکھتا ہو۔ یہ محض غلط ہے اس لئے کہ امام صاحب کے فرمان میں کوئی لفظ ایسا نہیں آپ کا فرمان تو صاف ہے اور ساری دنیا کے لئے ہے خود تم نے جو الفاظ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے میزان شعرانی جلد اول ص۶۸ کے حوالے سے نقل کئے ہیں یہ ہیں وَبَلَغَنَا اَنَّ شَخْصًا اِسْتَشَارَهٗ فِیْ تَقْلِیْدِ اَحَدٍ مِّنْ عُلَمَاءِ عَصْرِهٖ فَقَالَ لَا تُقَلِّدْنِیْ وَلَا تُقَلِّدْ مَالِکًا وَّلَا الْاَوْزَاعِیَّ وَلَا النَّخْعِیَّ وَخُذِ الْاَحْکَامَ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا اس کا ترجمہ جو آپ نے کیا ہے وہ یہ ہے یعنی ایک شخص کے جواب میں یہ بھی کہا کہ میری تقلید نہ کرنا اور نہ مالکؒ کی اور نہ اوزاعی کی اور نہ نخعی کی اور نہ کسی اور کی تقلید کرنا اور احکام وہاں سے لے جہاں سے انھوں نے لئے ہیں۔ اردو کی نزاکت ترجمے کی غلطی وغیرہ تو وہ چیزیں ہیں جن پر ہم گرفت نہیں کرتے مگر اے ناظرین کرام آپ ذرا انصاف کیجئے اس پوری عبارت میں کوئی لفظ ایسا ہی جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ یہ حکم استنباط کی اہلیت والے کے لئے ہے ورنہ نہیں۔ ظاہر ہے کہ عامی لوگ جو مناسبت قرآن حدیث سے رکھتے ہیں وہ اقوالِ ائمہ سے بلکہ آپ کے مذہب کی کتاب شامی میں ہے اَلْعَامِیُّ لَا مَذْهَبَ لَهٗ عامی کا کوئی مذہب نہیں۔ بلکہ قرآن حدیث لفظوں میں معنی میں مطلب میں آسان ہے اور اقوال ائمہ اس سے صدہا درجے زیادہ مشکل ہیں۔ پھر ایک عامی ان مختلف اور پھیلے ہوئے اور صدہا لوگوں کے اقوال میں سے تو بطور تقلید مسائل کے اخذ کرنے کی قابلیت رکھتا ہو اور قرآن حدیث کے پاک مجموعے سے جو کم اور صرف ایک کے اقوال اور اختلاف و تضاد سے پاک ان سے مسئلہ لینے کی قابلیت نہ رکھتا ہو؟ اچھا یہی فرض کر لو تو معلوم ہوا کہ علماء پر تو امام صاحب تقلید کو حرام قرار دیتے ہیں۔ تم بھی علماء کو تو مستثنیٰ کردو۔ اور سنئے بالفرض امام صاحب کے اس قول کی تم نے تحریف کر دی لیکن اس قول کو کیا کرو گے؟ جو عقد الجید میں مروی ہے فرماتے ہیں لَیْسَ لِاَحَدٍ مَّعَ اللّٰهِ وَ

رَسُوْلِہٖ کَلَامُہٗ یعنی خدا رسول کے کلام کے ہوتے ہوئے کسی کا کلام کوئی چیز نہیں۔ اس قسم کے ائمہ اربعہ اور ائمہ اسلام کے بیسیوں اقوال میری کتاب **طریق محمدی** میں ملاحظہ ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ مقلد جہاں خدا رسول سے ٹوٹتا ہے ائمہ کرام سے بھی چھوٹتا ہے نہ گھر کا رہتا ہے نہ گھاٹ کا؛

سورۂ بقرہ ع ۳

مولوی قربان علی صاحب کا ایک وہ مقولہ سنئے جو آپ کسی مسلمان کی زبانی سن نہیں سکتے ہم گو ان کی ذات شریف سے تو واقف نہیں لیکن کتاب کا تو ایک ایک حرف بتلاتا ہے کہ کچھ اردو کی کتابیں سامنے رکھکر مؤلفین میں اپنا نام گنوایا ہے اور نہایت بیباکی کے ساتھ قرآن وحدیث کا مذاق اڑایا ہے۔ وہ قرآن حدیث کو ہدایت کی چیز نہیں بلکہ گمراہی کا آلہ لکھتے ہیں اور اس پر یہ آیت دلیل میں لاتے ہیں یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا۔ آہ! مسلمان ہوکر قرآن حدیث کو آلۂ گمراہی بتلانا اور اپنی اس قرآن دشمنی کے ثبوت میں قرآنی آیت کا ٹکڑا پیش کر دینا یہ کسقدر کھلا کفر ہے؛ شاید قرآن کی ان آیتوں پر ایمان نہیں ہے ہُدًی لِّلنَّاسِ۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ؁ وغیرہ وغیرہ۔ جو آیت تم نے پیش کی ہے اس کی صراحت وتشریح دوسری جگہ ان الفاظ میں ہے وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ؁ خدا تمہیں سمجھ دے کہ تم قرآن وحدیث پر ہاتھ صاف کرنے سے باز آ جاؤ آمین!

پس آیت کا وہ مطلب نہیں جو تم نے سمجھا ہے کہ قرآن لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے اترا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دراصل قرآن کریم سراسر ہدایت ہی ہدایت ہے لیکن جو بدکار اس سے ہدایت نہ لیں وہ گمراہ ہوتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جو کام آریوں عیسائیوں اور سناتنیوں کا تھا افسوس کہ آج اسے تم انجام دے رہے ہو اور پھر مسلمان کہلواتے ہو۔

[illegible]

اس کے بعد اس مؤلف نے ہمیں صحابہ کرام ؓ کا بے ادب ائمہ مجتہدین سے شر وفساد کرنے والے امام اعظم سے بغض وعناد رکھنے والے بزرگوں کی اہانت کرنے والے وغیرہ کہا ہے۔ اس کے جواب میں صرف یہی کہدینا کافی ہے کہ ان تمام گندگیوں سے بفضل خدا ہم پاک دامن ہیں۔ اس خیال کے جو لوگ ہوں ہم تو انہیں ملعون ومطرود اور رحمت رب سے مردود سمجھتے ہیں خدا ایسوں پر اپنا غضب وغصہ نازل فرمائے کہو آمین! اور اس کے بعد ذرا اپنی فقہ شریف کی ورق گردانی کرو سنو۔

[illegible]

آپ کے مذہب کی معتبر تر کتاب اصول شاشی میں ہے کَانَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ

یعنی ابوہریرہ اور انس بن مالک غیر مجتہد اور غیر فقیہ تھے۔ بین السطور میں حضرت عقبہ بن مالک اور آس پاس کے دیہات کے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو غیر فقیہ لکھا ہے ٹھیک اردو میں لفظ غیر فقیہ کے معنیٰ بیوقوف کے ہوتے ہیں پس ان سینکڑوں صحابیوں کو حنفی مذہب کی معتبر اور اصول کی اعلیٰ کتابوں میں اس طرح تہذیب کے ساتھ گالی دی گئی ہے قربان صاحب اب ایمان سے کہئے کہ صحابہؓ سے بے ادبی کرنے والے کون ہیں؟ شانِ خاصانِ رسول میں لاف زنی کرنیوالے کون ہیں؟ تعجب ہے کہ جاں نثارانِ رسولؐ شاگردانِ پیغمبر تو غیر فقیہ ٹھیریں اور اصول شاشی والے اور نور الانوار والے فقیہ مانے جائیں؟۔ مجتہدین کرام اور ائمہ عظام کی توہین بھی اگر آپ کو غیر مشتبہ الفاظ میں دیکھنی ہو تو اپنے مذہب کی اعلیٰ اور اصولی کتاب نور الانوار کو دیکھیئے جس میں دو جگہ لکھا ہے کَجَھْلِ الشَّافِعِیِّ یعنی مثال کے طور پر شافعی کی یہ جہالت ہے۔ اس بے ادبی کو دیکھئے نام کس حقارت سے لیتے ہیں اور پھر انھیں جاہل کہتے ہیں یہ الفاظ ہیں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق۔ اب تو آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ آپ کے فرقے نے کیا کیا ستم توڑے ہیں؟ اور کس طرح صحابہ کی اور ائمہ دین کی سب و شتم سے خبر لی ہے؟ کسی کو ناسمجھ لکھا کسی کو جاہل کہا۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔ اگر آپ کو یہ بحث مفصل دیکھنی ہو تو میری کتاب سیف محمدی ملاحظہ فرمالیں +

پھر آپ نے ایک انوکھی مثال یہ پیش کی ہے کہ محدثین عطار کی طرح ہیں اور فقہا طبیب کے مثل۔ میں کہتا ہوں اول تو یہ مثال غلط ہے۔ اگر بالفرض صحیح بھی ہو تو ہم کہتے ہیں فرض کرو طبیب نے نسخہ لکھا لیکن اگر دوائیں نہ ہوں تو کیا اس کا نسخہ لیکر کوئی چاٹیگا؟ اسی طرح وہ فقہ جو حدیث بغیر کی ہو نسخہ ہے جس کی دوا نہیں ملتی۔ نسخہ مریض کے ہاتھ میں ہی رہیگا اور وہ تڑپ تڑپ کر جان دیدیگا طبیب صاحب بھی بغلیں جھانکتے رہیں گے اور تیمار دار بھی منہ بسورے رہ جائیں گے۔ وہ فقہ جو حدیث سے نہ ہو جسم ہے جس میں جان نہیں چھلکا ہے جس میں گودا نہیں سیپ ہے جس میں موتی نہیں آپ جیسے حضرات تو جو چاہیں لکھ دیں لیکن انصاف کی بات تو یہ ہے کہ حدیث سے بڑا فقیہ نہیں ہوتا فقیہ انھیں نہیں کہتے جو فرضی صورتیں تراشتے جائیں اور ان پر اپنے گھر کے فتوے لگاتے جائیں۔ فقیہ وہی ہے جسے حدیث رسولؐ سے انس و محبت ہو۔ سردار محدثین حضرت امام بخاریؒ کی نسبت حجۃ اللہ میں ہے وَ کَانَ غَرَضُہٗ اِسْتِنْبَاطُ الْفِقْہِ یعنی اوراغراض کے امام صاحب کی ایک غرض احادیث سے

سیف محمدی

فقہ بغیر حدیث کے بالکل بے جان اور بے کار ہے

فقہی مسائل کا استنباط کرنا بھی تھی۔ آؤ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنو۔ بیہقی میں ہے آپ سے سوال ہوتا ہے کہ علم کی کس حد تک پہنچ کر انسان فقیہ ہو جاتا ہے؟ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِیْهًا الخ جو امر دین میں میری چالیس حدیثیں یاد کر لے اُسے اللہ تعالیٰ فقیہ کر کے اٹھائیگا۔ پس محدثین کرام ہی فقہا ہیں نہ وہ جو رائے قیاس سے شپاشپ مسائل گھڑتے چلے جائیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ رحمۃ اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں فَالْفَقِیْهُ یَوْمَئِذٍ هُوَ الثَّرْثَارُ الْمُتَشَدِّقُ الَّذِیْ حَفِظَ اَقْوَالَ الْفُقَهَاءِ قَوِیَّهَا وَضَعِیْفَهَا مِنْ غَیْرِ تَمْیِیْزٍ وَسَرَدَهَا بِشَقْشَقَةِ شِدْقَیْهِ ۔ یعنی آج تو عوام میں فقیہ وہ کہے جاتے ہیں جو بکو ہوں خوب بکواس کر لیتے ہوں جنھیں کتب فقہ کے بہت سے مسائل یاد ہوں۔ اور بے تمیزی کے ساتھ قوی اور ضعیف میں فرق کئے بغیر اونہی کو ادہر اُدہر موقع بے موقعہ الاپتے پھریں۔

اس کے بعد قربان صاحب نے یہ مسئلہ چھیڑا ہے کہ مُردوں کو پکارنا جائز ہے اس کے ثبوت میں السلام علیکم یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ کہنا اور تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ پڑھنا آپ نے وارد کیا ہے اس کی نسبت گذارش ہے کہ حقیقتاً یہاں دونوں مخاطب نہیں یہ صرف منقول دعا ہے جس طرح چاند دیکھنے کے وقت کی دعا میں ہے رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ ظاہر ہے کہ چاند تو کوئی روحانی تصرف نہیں رکھتا آپ کے نزدیک مُردوں کو تو تصرف حاصل ہے لیکن شاید آجتک چاند سورج کے تصرف و اختیار کے آپ قائل نہیں ہوئے اور اگر اس جرم کے بھی آپ پجاری بن گئے ہوں تو خدا کو خبر ہے۔ اس طرح کے خطابات بطور نقل کے تو بہت سے ہیں اور آپ کو بھی ماننا پڑیگا کہ وہ مخاطب سنتے نہیں ہیں۔ مثلاً یَا اِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اور یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَاءَكِ اور یَا سَمَاءُ اَقْلِعِیْ ۔ جب ان آیتوں کو پڑھیں گے تو کیا خطاب کی وجہ سے جناب مان لینگے؟ کہ شیطان ملعون اور زمین و آسمان بھی پکارے جانے کے قابل ہیں اور یہ کہ وہ بھی سنتے جانتے ہیں اور یا علیؓ یا حسینؓ کے ساتھ ان ناموں کا بھی اضافہ کر لیں گے؟ سنئے خدا تعالیٰ کو مصیبتوں کے وقت پکارا جاتا ہے اسلئے کہ وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے ہر حاجت کو پورا کرنے والا ہے ہر دور و نزدیک کی پکار کو سننے والا ہے ہر شخص کے حالات سے عالم ہے فی الواقع یہی عقیدہ کسی پیر پیغمبر کی نسبت رکھ کر جو اسے پکارے وہ قطعاً مشرک و کافر ہے ایمان سے بارہ پتھر باہر ہے۔ خواہ اُسنے کسی دیوی کو اور بت کو پکارا ہو خواہ نبی اور ولی

پیر اور فرشتہ کو پکارا ہو۔ تم نے ہماری نہ عیب جوئی اچھی کی! کیا جو چیز نہیں بری لگے؟ اُس کے بیان کو ہم چھوڑ دیں گے؟ یا اُس مسئلے کا جو حکم ہوا ہے چھپالیں گے؟ استغفر اللہ۔ سنو قرآن فرماتا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا اور اسے قبول فرماؤں گا فرماتا ہے۔ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ خبردار اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارنا جو کہ نہ تجھے نفع پہنچا سکے نہ نقصان اگر تو نے ایسا کیا تو تو یقیناً ظالموں میں ہو جائیگا۔ لیکن تم ہو کہ کہتے ہو خدا کے سوا اوروں کو حاجت روائی کے لئے اور مشکل کشائی کے لئے پکارتے ہو یا علیؓ اور یا حسینؓ کہہ کہہ کر اُن سے مرادیں مانگتے رہو۔ سنو تو یہ ہے کہ یہ عمل قرآنی تعلیم کے یکسر خلاف ہے اور تو دستی مذہب کے بھی خلاف ہے حنفی بھائیو! تمہارے یہ ملا مولوی صرف اپنی روٹیوں کے خیال سے تمہیں حقیقتِ حال سے باخبر نہیں کرتے ورنہ تو تمہارے حنفی مذہب کی کتاب شرح فقہ اکبر میں ہے ذَكَرَ الْحَنَفِيَّةُ تَصْرِيْحًا بِالتَّكْفِيْرِ بِاِعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ لِمُعَارَضَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی حنفی مذہب کے کل عالموں نے اُسے کافر کہا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں کیونکہ یہ عقیدہ قرآن کی اس آیت کے خلاف ہے جس میں ہے کہ زمین یا آسمان میں بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی غیب کا جاننے والا نہیں تمہارے مذہب کی کتاب شامی میں ہے یکفر بادعاء علم الغیب غیب دانی کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ تمہارے مذہب کی معتبر کتاب فتاویٰ بزازیہ میں ہے مَنْ قَالَ اَرْوَاحُ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَعْلَمُ يَكْفُرُ یعنی جو شخص بزرگوں کی نسبت یہ عقیدہ رکھے کہ ان کی روحیں حاضر ناظر ہیں وہ کافر ہے۔ مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی اپنے فتاوے میں لکھتے ہیں "ہمچو اعتقاد کہ حضرات انبیا و اولیا ہر وقت حاضر و ناظر اند واز ہمہ حال بر ندا ء ما مطلع می شوند اگرچہ از بعید باشد شرک است" یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرات انبیا و اولیا ہر وقت حاضر ناظر ہیں اور ہر حال میں ہمارے پکارنے کو اگرچہ ہم دور سے پکاریں وہ سنتے ہیں اور خبر رکھتے ہیں یہ عقیدہ شرک ہے۔ بالا بر کتاب کلمات الکفر میں ہے گفت کہ خدا و رسول خدا را گواہ کردم یا فرشتہ را گواہ کردم کافر شود۔ یعنی بوقت نکاح کسی نے کہا کہ میں نے خدا رسولؐ کو گواہ کیا یا فرشتہ کو وہ کافر ہے اس کی وجہ حاشیے پر یہ تحریر ہے کہ چرا کہ آں اعتقاد کرد کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غیب می دانند مثل خدا و پیغمبر خدا در حالت حیات غیب نمیدانست پس چگونہ بعد موت

خدا کے سوا اوروں کو پکارنا شرک ہے۔

مثنوی مولوی روم

غیب داند کذافی قاضی خاں ۔ یعنی اس کے کفر کی وجہ حضورؐ کو مثل خدا غیب داں جانتا ہے حالانکہ حضورؐ اپنی زندگی میں غیب داں نہ تھے تو بعد از موت غیب داں کیسے ہو جائیں گے ؟ مثنوی مولوی روم میں تحریر ہے ؎

از کسے دیگر چہ میخواہی مگر ۔ حق ز دادن مفلس آمد اے پسر
رزق از وے خواہ نے از غیر او ۔ آب از یم جو مجو از خشک جو
گفت پیغمبرؐ کہ جنت از الٰہ ۔ گر ہمی خواہی ز کس چیزے مخواہ

یعنی تو جو خدا کے سوا اوروں سے مانگتا پھرتا ہے شاید تو نے اپنے خیال میں خدا کو مفلس سمجھ رکھا ہے تو اپنی روزی وغیرہ کل حاجتیں خدا ہی سے طلب کر کیونکہ اوروں سے طلب کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی شخص پانی کے لبریز بھرے ہوئے دریا بلکہ سمندر کو چھوڑ کر ترک خشک گڑھے سے پانی طلب کرے ۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ اگر جنت کے طلب گار ہو تو سوائے خدا کے کسی کو نہ پکارو نہ اس سے حاجت روائی اور مشکل کشائی طلب کرو ۔ پس ایک وہ مسئلہ جو توحید کا ہے جس کا خلاف شرک و کفر ہے جو قرآن میں ہے جو حدیث میں ہے جو فقہ میں ہے جو بزرگ صوفیوں کی زبان پر ہے اس کے بیان سے آپ کو کفر تھری کیسے چھوٹی ؟ اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کو خدا کے اوپر چھکا رہنے دو ۔ یک در گیر و محکم گیر ۔ انہیں قبروں پر اور جھنڈوں تعزیوں پر اور نشانوں پر اوندھا نہ ڈالو ۔ آہ ! کلیجہ کٹتا ہے جب دیکھتے ہیں کہ ان جیسے توحید فروش علما کی وجہ سے ناواقف مسلمان قبروں کے پتھروں پر سجدہ کر رہے ہیں ان کا طواف کر رہے ہیں ان کی دھوؤں پی رہے ہیں ان کی خاک چاٹ رہے ہیں ان پر ہاتھ اور منہ مل رہے ہیں ان سے دعائیں اور التجائیں کر رہے ہیں کوئی بیٹا مانگتا ہے کوئی مال چاہتا ہے کوئی بیوی طلب کرتا ہے آہ ! خدا کے بندو تمہارا وہ سر جسے صرف خدا نے بنایا تھا جس میں ایک رگ ایک پٹھا ایک ہڈی کھال کا کوئی حصہ بلکہ ایک بال بھی کسی پیر پیغمبر ولی شہید فرشتے اور فقیر کا پیدا کیا ہوا نہ تھا اسے تم خدا کے سوا اوروں کے سامنے جھکاتے ہو ؟ قریب والے سب چیز پر قادر سب کے مالک خدا کو چھوڑ کر خدا کے غلاموں کو پکارتے ہو ؟ فرمان خدا ہے ذالک بان اللہ ھو الحق وان ما تدعون من دونہ الباطل وان اللہ ھو العلی الکبیر یعنی اللہ سچا ہے اور اس کے سوا جسے تم پکارتے رہتے ہو سب باطل ہیں اور اللہ بلند اور بڑا ہے

تم نے قرآنی آواز نہیں سُنی۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ میرے سوا کوئی نہیں جو بیقرار کی بے کسی کے وقت کی دعا کو سُن سکے اور اسے مشکل سے نجات دے سکے۔ کیا تم نے نہیں سنا؟ کہ خدائے تعالیٰ نے ساری مخلوق سے افضل و اعلیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاصۃً خطاب کرکے فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کردو لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ؕ مجھے تمہارے کسی نقصان نفع کا اختیار نہیں اس پر بھی بس نہ کرکے فرمایا اور بھی اعلان کردو لَآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ مجھے تو خود اپنے نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں۔ لوگو تم نے خدا کو سمجھا کیا ہے؟ سنو وہ فرماتا ہے اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ؕ لَقَدْ اَحْصٰھُمْ وَعَدَّھُمْ عَدًّا ؕ وَکُلُّھُمْ اٰتِیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَرْدًا ؕ یعنی زمین آسمان میں جتنے جاندار ہیں سب خدا کے غلام ہیں اس کے سامنے پیش ہونے والے ہیں سب اس کے قبضے اور اس کی قدرت میں گنے چنے ہیں اور ہر ایک قیامت کے دن اس کے سامنے تنہا تنہا جانیوالا ہے اپنے مقرب فرشتوں کا ذکر کرکے فرماتا ہے وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْٓ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ ؕ ان میں سے اگر کوئی بھی خدائی دعویٰ کرے تو میں اسے جہنم میں جھونک دوں فرماتا ہے وَلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوْنَ ۝ آسمانوں کے فرشتے زمین کے پیر پیغمبر اور تمام جاندار اور بے جان اُسی خدا کی ملکیت ہیں اور سب اس کے سامنے دست بستہ عاجز و طاعت گذار ہیں۔ مسلمانو چاہے ان ملا مولویوں کو دنیا دو ان کی جیبیں بھر دو لیکن خدارا انھیں دین دیکر بے دین ہو کر خدا کے سامنے نہ جاؤ یہ تو دین کے ڈاکو توحید کے چور ہیں صحیح چیز تو یہ تھی کہ مردہ بدست زندہ لیکن انھوں نے معاملہ الٹ دیا ہے یعنی زندہ بدست مردہ قرآن فرماتا ہے لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ؕ یعنی سورج چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ صرف اللہ ہی کو سجدہ کرو جو سب کا خالق ہے۔ یہ ہے تمہارے مذہب کی معتبر کتاب شامی جس میں تحریر ہے لَوْ سَجَدَ لِغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی یُکَفَّرُ ؕ یعنی اگر خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے تو کافر ہو جاتا ہے۔ یہ تو چاہتے ہیں کہ تم قبروں پر ہی جھکے رہو وہیں چڑھاوے چڑھاتے رہو منتیں اتارتے رہو۔ نذریں لیجاتے رہو اور ان کی پانچوں گھی میں رہیں تم ان کے سر کڑھائی میں دو اور پھر سے کلمہ پڑھ لو

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

صراط محمدی

اس کی مزید تفصیل دیکھنی ہو تو میری کتاب صراط محمدی ملاحظہ فرمائیے۔ یاد رہے کہ السلام علیک کی جگہ بعض سے السلام علی النبی پڑھنا بھی مروی ہے پھر تو یہ استدلال ہی گیا اسی طرح سلام میت میں بعض حدیثوں میں دار قوم ہے بعض میں السلام علی اہل الدیار من المومنین والمسلمین ہے پس یہ دوسرا استدلال بھی گیا۔

قربان صاحب نے اتنی چالاکیاں اپنی کتاب میں کھیلی ہیں کہ جن کا شمار مشکل ہے اور شاید اس کی وجہ یہ ہوئی ہے کہ انھوں نے سمجھا اولاً تو میری کتاب اہلحدیث کے ہاتھوں میں جائیگی ہی کیوں؟ دوسرے بالفرض گئی بھی تو ایسی کتاب کو پڑھیگا ہی کون؟ اور بالفرض کسی نے دیکھ بھی لی تو علماء کو کیا خبر؟ اور اگر بالفرض علما کے ہاتھوں میں پڑ گئی تو وہ اسے ردی میں ڈال دینگے کون جواب لکھتا ہے؟ لیکن مسکین کو کیا خبر تھی کہ سر منڈواتے ہی اولے پڑیں گے اگر یہ بات نہ ہوتی تو قربان صاحب اتنی جرأت نہ کرتے کہ لکھ ماریں کہ ہم ابراہیم حنیف کی وجہ سے حنفی کہلواتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ امام صاحب نے اپنی یہ کنیت رکھی الخ وغیرہ۔ انھیں یہ نہیں معلوم کہ خود امام صاحب اپنی کنیت کی بابت کیا فرماتے ہیں سنئے امام صاحبؒ فرماتے ہیں لَا یَکْتَنِیْ بِکُنْیَتِیْ بَعْدِیْ اِلَّا مَجْنُوْنٌ یعنی یہ کنیت میرے بعد وہی رکھیگا جو نرا گدھا ہو بالکل پاگل ہو پورا مجنوں ہو۔ امام صاحب کے پڑپوتے ابراہیم کہتے ہیں رَأَیْنَا عِدَّۃً اِکْتَنَوْا بِھَا فَکَانَ فِیْ عُقُوْلِھِمْ ضُعْفٌ یعنی ہم نے خود دیکھا کہ جن جن لوگوں نے یہ کنیت رکھی سب پاگل ہی ہوگئے۔ ملاحظہ ہو تاریخ خطیب بغدادیؒ اور بھی اگر آپ کو تفصیل دیکھنی ہو تو میری مترجمہ کتاب امام محمدی ملاحظہ فرمالیں۔ یقین ہے کہ اب آپ ایسی کچی بات کہتے ہوئے ذرا جھجھکیں گے بشرطیکہ اس کنیت کے ایک حصے نے آپ کے ذہن کے کسی حصے میں کوئی خاص بگاڑ پیدا نہ کیا ہو۔ آپ حنفی ہیں حنیفی نہیں ہیں جو آپ اس لفظ پر اور اس نسبت پر کوئی فخر کر کے قرآنی آیت اپنی فضیلت میں لاسکیں قرآن تو امام صاحبؒ سے پہلے ہی اتر چکا تھا اس میں آپ جو چوتھی صدی کے بعد کی پیدائش ہیں آئے کہاں سے؟ اللہ تمہاری عقل پر رحم کرے۔

امام محمدی

نیت بدعت

مؤلف صاحب نے اس کے بعد اپنی حدیث دشمنی کا ایک اور ثبوت دیا ہے لکھتے ہیں کہ "یہی وجہ ہے کہ احناف نیت نماز سے پہلے یہ آیت اِنِّیْ وَجَّھْتُ الخ پڑھ لیتے ہیں" میں کہتا ہوں یہ

بھی تمہاری بدترین بدعت ہے اور حدیث اور سنت کا خلاف ہے حدیث میں تو ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوۃَ کَبَّرَ ثُمَّ قَالَ الخ (نسائی) اور حدیث میں ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ تَطَوُّعًا قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ الخ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہہ کر تکبیر تحریمہ کے بعد اِنِّیْ وَجَّهْتُ الخ پڑھتے تھے لیکن مؤلف صاحب نے حدیث کے خلاف یہ کہا کہ نیت نماز سے پہلے اسے پڑھ لے ہر جگہ خدا کے رسول کا خلاف کریں پکے ہیں یہ چاہنے والے رسول کے۔ اہلحدیث ہر فرمان رسول کو سر آنکھوں پر رکھیں لیکن ان کی رٹ یہی ہے کہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى۔ پھر جتنی دعا مؤلف نے ذکر کی ہے حدیث میں اتنی نہیں بلکہ اس سے زیادہ ہے۔ پھر اس میں مؤلف نے اپنے مذہب کا بھی خلاف کیا ہے حقیقت ہے کہ حنفیوں میں اس وقت دو گروہ ہیں ایک تو قبر پرست تعزیہ پرست مولود خواں یہ گروہ اپنے تئیں بریلوی یا رضائی وغیرہ کہلواتا ہے دوسرا گروہ ہے جو اپنے تئیں دیوبندی کہلواتا ہے ان دونوں گروہ کا حال وہی ہے جو قرآن نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى۔ تو انھیں ایک سمجھ رہا ہے حالانکہ ان کے دل ایک نہیں بلکہ ایک ایک سے الگ ہے۔ دیوبندی بریلویوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں اور بریلوی دیوبندیوں کو بھی اس سے ورے نہیں چھوڑتے ہیں اس وقت یہ کہنا ہے کہ بریلوی جماعت کے تو چھوٹے بڑے سارے کے سارے ہی علم کے پاس سے بھی نہیں نکلے آپ عمر بھر ان کی باتیں سنیں لیکن اُن میں سے ایک کو بھی قرینے کی گفتگو کرنے والا بھی نہ پائیں گے یہ تو بے پر کی اڑنے والے بے روح کے جسم ہیں۔ ان کا عمل جہاں قرآن حدیث پر نہیں وہاں فقہ پر اور حنفی مذہب پر بھی نہیں یہ تو اپنے بزرگوں کی ٹپھائی ہوئی تکلوں کی ڈور اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے ہیں۔ ورنہ ہمارا ان سے سوال ہے کہ بتائیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے کب مولود کیا؟ انھوں نے کب تعزیہ داری کی؟ انھوں نے کب عرس کئے؟ انھوں نے کب میلے کئے؟ انھوں نے کب رجبی منائی؟ انھوں نے کب معراج کی رات چراغاں کئے؟ انھوں نے رجب کے کونڈے کب کئے؟ انھوں نے شعبان کی پندرہویں کو کب عید منائی؟ کب حلوے پکائے؟ کب فاتحے دلوائے؟ کب روحوں کو کورے برتنوں میں پرشاد دیا؟ کب آتش بازی چھوڑ کر روحوں کو ڈرایا؟ کب چنوں پر ختم پڑھا؟ کب تیجے دسویں چالیسویں بیسویں کئے؟ کب برسیاں منائیں؟ کب تبارک کی روٹیاں دیں؟

حنفیوں کے دو گروہ

کب چالیس دن تک روح کا آنا مانا؟ کب تیرہ تیزی کا تہوار منایا؟ کب آخری بدھ کی عید منائی؟
کب مہندیاں اور دلدل نکالے؟ کب سانگ بھرے؟ کب قوالیاں سنیں؟ کب قبروں پر رنڈیوں
کے مجرے کرائے؟ کب قبروں پر لوگوں کے سر جھکوائے؟ کب قوالوں کے فحش شعروں پر وہ ناچے
اور تھرکے؟ کب انھیں غزلیں سنکر وجد آیا؟ کب انھوں نے مجاور بن کر قبروں کی جھاڑو بتی
کی خدمت انجام دی؟ انھوں نے کب مخلوق میں سے کسی کو عالم الغیب حاجت روا اور مشکل
کشا سمجھا؟ انھوں نے کب صلوٰۃ غوثیہ ادا کی؟ انھوں نے کب لکھی اور ہزارتی روزے
رکھے؟ انھوں نے کتنے تعزیے بنائے؟ کہاں کہاں بٹھائے؟ کب ریوڑی گنڈا ان پر چڑھایا؟
کب اپنے بچوں کے سر پر امام حسینؓ کے نام کی چوٹی رکھی؟ کب تاشے اور نقارے پیٹتے ہوئے
تعزیوں کو شہروں میں گشت لگایا؟ کونسا امام باڑہ بنا کر وہاں مجلس عزاداری قائم کی؟ کون سے
مرثیے پڑھے؟ کون سے جنگ نامے اور کربلا نامے تصنیف کئے؟ اے رضائیو! او رلے بریلویو!
کیوں خدا کو رسولؐ اللہ کو دین کو اسلام کو مذہب کو امام صاحب کو اور مذہب امام صاحب کو بدنام
کرتے پھرتے ہو! ڈرو اللہ سے ڈرو بزرگوں پر طوفان نہ باندھو ورنہ تم میں سے کوئی آئے اور
خود تمہارے مذہب کی فقہ کی معتبر کتابوں میں سے امام صاحب سے ان کاموں میں سے کسی کا
بھی صریح صحیح ثبوت دے تو خدا کی قسم ہم مان لیں گے۔ برادران ان مولویوں کو مجبور کرو ان
افعال کا ثبوت امام صاحب سے صراحت و ثبوت کے ساتھ طلب کرو اگر یہ نہ پیش کرسکیں
تو تمہیں بھی تمہارے رب کی قسم ہے کہ انھیں اور ان کے ساتھ ان بدعتوں کو چھوڑ دو ورنہ
یاد رکھو قیامت کے دن نہ یہ مولوی کام آئیں گے نہ یہ ملا تمہاری قبروں میں سوئینگے۔ نیکیاں
کرو سنت پر عمل کرو توحید کو مضبوط تھامو! تاکہ خدا کے ہاں سرخرو ہوسکو۔ خیر مجھے یہ عرض
کرنا تھا کہ اس جگہ قربان علی صاحب نے خود حنفی مذہب کا بھی خلاف کیا ہے۔ یہ ہے حنفی
مذہب کی اعلیٰ کتاب ھدایہ شریف جس کے اول حصے کے چھیاسی صفحہ کی تیرہویں سطر میں
لکھا ہے عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ اَنَّہٗ یَضُمُّ اِلَیْہِ قَوْلَہٗ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ اِلٰی اٰخِرِہٖ مطلب
یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر پہلے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ پڑھکر پھر اِنِّیْ وَجَّھْتُ الخ بھی آخر تک پڑھے
یہ مذہب ہے امام ابو یوسفؒ کا۔ لیکن امام محمدؒ اور خود امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ تکبیر
تحریمہ کے بعد صرف سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ پڑھے۔ پس اس غیر مقلد قربان علی صاحب مولف
راہِ صواب نے یہاں حنفیہ کا اور خصوصاً امام صاحب کا بھی خلاف کیا آپ کے مذہب کی کتاب

(امام صاحب کی مخالفت)

در مختار میں ہے فَلَا یَضُمُّ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ إِلَّا فِي النَّافِلَةِ یعنی وجہت الخ کا اضافہ نہ کرے بجز نافلہ کے۔ آپ کے مذہب کی کتاب شامی میں ہے اَلْحَقُّ اَنَّ قِرَاءَتَهُ قَبْلَ النِّيَّةِ وَ بَعْدَهَا قَبْلَ التَّكْبِيْرِ لَمْ تَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَنْ اَصْحَابِهٖ یعنی حق بات یہ ہے کہ اِنِّی وَجَّهْتُ کا نیت نماز سے پہلے یا نیتِ نماز کے بعد تکبیر اولیٰ سے پہلے پڑھنا نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین سے امید کہ اب حنفی مذہب کی لاج رکھکر مؤلف صاحب اپنی اس بدعت سے توبہ نامہ شائع کر دینگے۔

پھر لکھتے ہیں "حضرت عیسیٰ علیہ السلام احناف کے طریقہ پر عمل فرمائینگے" میں چاہتا ہوں کہ ان مقلدین کی اس یاوہ گوئی کو اوّلاً تو تفصیل سے بیان کروں پھر اس کی تردید بھی ناظرین کے سامنے رکھ دوں یہ اسلئے کہ آپ کو یہ یقین ہو جائے کہ تقلید کی محبت میں یہ کس قدر اندھے بہرے ہو گئے ہیں اور بڑے بڑے انبیا بالخصوص کلمۃ اللہ و روح اللہ و نبی اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کس طرح یہ بہتانِ تقلید باندھتے ہیں پس سنئے۔

شیخ چلی کے قصے فسانہ عجائب کے فسانے، طوطا مینا کی کہانیاں، طلسم ہوشربا کی گپیں تو دنیا میں مشہور ہیں لیکن مذہبی رنگ میں اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز جھوٹ حیاسوز بکواس بے تکی بے بلاقرینہ کا کذب بعض نشہ تقلید کے بدمست لوگوں نے بک دیا ہے، چنانچہ بعض وہ لوگ جو اپنے آپ کو مقلد حنفی المذہب مانتے ہیں اور ان کے بہر مذاق دل نت نیا سامانِ تفریح پیدا کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں انھوں نے ایک بے وقت کی راگنی الاپی ہے اور جھوٹ بکا ہے جس سے شیطان بھی شرمائے، اپنے نزدیک تو یہ گویا امام ابوحنیفہؒ کی تعریف و توصیف کرتے ہیں ان کی فضیلت و منقبت بیان کرتے ہیں، لیکن در اصل اگر امام صاحب زندہ ہوتے تو غالباً ان کے کفر کا فتویٰ دیتے یا ان کے لئے کوئی سخت سے سخت تر سزا تجویز کرتے۔ یہ دشمنان امام صاحب لکھتے ہیں کہ منجملہ اور بہت سی کرامتوں کے امام صاحب کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ **پہلا باب** خضر علیہ السلام ہر دن صبح کو اُن کے پاس آکر علم دین سیکھا کرتے تھے پچاس برس تک برابر یہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رہا یہانتک کہ امام صاحب کا انتقال ہو گیا چونکہ خضر علیہ السلام کی تعلیم ابتک مکمل نہیں ہوئی تھی اس لئے انھیں سخت صدمہ ہوا، جناب باری میں عرض کی کہ الٰہ العالمین اس غلام کی اگر تیرے ہاں کچھ بھی قدر ہو تو ابوحنیفہ کو اجازت دیدے کہ وہ قبر میں سے مجھے تعلیم دیا کریں اور میں شریعت کا پورا علم اُن سے حاصل کر لوں، آسمان سے

جواب ملا خضر تم امام صاحب کی قبر پر جاؤ اور جو چاہو سیکھو اور اپنے ارمان پورے کرو چنانچہ حضرت خضر نے اسی طرح صبح کے وقت بلاناغہ ان کی قبر پر جانا شروع کیا اور امام صاحب نے بھی انھیں قبر میں سے حسب عادت پڑھانا شروع کر دیا، پچیس برس تک یہ پڑھتے رہے اور وہ پڑھاتے رہے یہانتک کہ کل علم سیکھ لیا۔ جب خضر کی دستار بندی ہوگئی تو اللہ تعالیٰ سے عرض کی پروردگار اب مجھے کیا حکم ہوتا ہے آسمان سے ندا آئی کہ اب عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور حکم ثانی کا انتظار کرو۔

دوسرا باب۔ ماوراءالنہر میں ایک شخص تھا ابوالقاسم قشیری اس کا باپ تو مر چکا تھا ماں زندہ تھی۔ یہ شخص اپنی والدہ کی بہت خدمت کرتا تھا اور اسے ہر وقت راضی رکھتا تھا جوانی کی عمر میں اسے علم دین حاصل کرنیکا ولولہ اٹھا، ماں کی خدمت میں حاضر ہوا با ادب عرض کیا کہ مجھے تحصیل علم کے لئے جانے کی اجازت دیجئے۔ ماں بھی بہت دیندار متقی پرہیزگار تھی خیال کیا کہ اگر روکتی ہوں تو خیر سے روکنے والی بنتی ہوں اگر اجازت دیتی ہوں تو اس کی جدائی پر صبر نہیں ہو سکیگا اور پھر میرا اسکے سوا اور کون ہے بالآخر صبر کی سل کلیجہ پر رکھکر کہا جاؤ جان مادر تمہیں خدا کو سونپا، ابوالقاسم ایک اور شخص کو اپنے ساتھ لے کر ماں سے رخصت ہو کر خوشی خوشی بخارا کی طرف طلب علم کے لئے چلے۔

تیسرا باب۔ ماں کی نظروں سے بیٹے کا غائب ہونا تھا کہ کوہ غم ان پر ٹوٹ پڑا۔ صبر کی رسی ہاتھ سے چھوٹ گئی، آنکھیں ساون بھادوں برسانے لگیں جی بیقرار ہو گیا تلملانے لگیں، دروازے پر ہی بیٹھ گئیں اور رو رو کر جناب باری میں عرض کرنے لگیں خدایا میں نے کھانا پینا سونا رہنا اپنے ذمہ حرام کر لیا ہے جب تک کہ اپنے نور نظر کو نہ دیکھ لوں۔ تھیں یہ بھی خدا کی لاڈلی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا بھی دل رکھ دیا۔ قشیری جو اپنے ساتھی کے ساتھ چلے رات کو ایک جگہ قیام کیا پاخانے کیلئے باہر نکلے اتفاق سے سارے کپڑے پیشاب میں لت پت ہو گئے۔ گھبرا گئے واپس آکر ساتھی سے کہا تم تو جاؤ میں تو گھر واپس جاتا ہوں۔ اس پہلی منزل میں تو نجاست میرے کپڑوں کو لگی شاید دوسری منزل میں جسم کو لگ جائے اور پھر شاید تیسری منزل میں روح کو بھی ناپاک کر دے۔ بس میں اس سفر سے باز آیا۔ اس سے تو ماں کی خدمت میں رہنا ہی مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے اُلٹے پاؤں واپس آئے دیکھا کہ بڑھیا ماں سے جس جگہ جدا ہوئے تھے وہ وہیں

بیٹھی ہیں سخت اندوہناک اور غمگین ہیں آنکھوں سے آنسو تھمتے نہیں، اُن کے سلام سے وہ چونکنا ہوگئیں اور خوش ہوکر انھیں لیکر گھر میں آئیں۔

چوتھا باب - قشیری کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا اور خضر علیہ السلام سے کہا کہ قشیری نے اپنی والدہ کو خوش کیا ہے میں بھی اس سے خوش ہوں اس لئے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم قشیری کے پاس جاؤ اور جو کچھ تم نے اپنے استاد ابو حنیفہ سے سیکھا ہے وہ سب انھیں گھر بیٹھے سکھادو چنانچہ خضر ان کے پاس آئے اور فرمایا تو نے طلب علم کیلئے سفر کیا اور پھر اپنی ماں کو رضامند کرنے کیلئے واپس چلا آیا اس لئے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو گھر بیٹھے میں پڑھادوں، قشیری نے ان کی شاگردی شروع کی اور حضرت خضر روزانہ بلاناغہ آکر انھیں پڑھا جایا کرتے تھے تین برس میں قشیری نے وہ کل علوم حضرت خضر سے سیکھ لئے جو انھوں نے پچھتر برس میں سیکھے تھے پچاس برس کی زندہ تعلیم اور پچیس برس کی مردہ تعلیم۔ اب قشیری بے نظیر عالم اور کل حقائق و دقائق سے آگاہ ہوگئے۔

پانچواں باب - قشیری خود بڑے صاحب کرامت ولی اللہ تھے بہت سے لوگ ان کے شاگرد ہوئے اور بہت سے مرید بنے۔ انھوں نے ایک ہزار کتابیں تصنیف کیں اور اب تک جو علم سینے میں تھا آج کتاب میں آیا۔ زاں بعد اپنے ایک راسخ الاعتقاد مرید کو بلایا اور کہا مجھے ایک ضروری امر پیش آیا ہے تم میری یہ کتابیں لو اور ایک صندوق میں بند کرو اور دریا کے بیچوں بیچ میں ڈال آؤ۔ ان کے سامنے وہ ایک ہزار کتابیں گن کر صندوق میں بند کر کے ان کے سپرد کیں، مرید جب امانتِ شیخ کو لیکر چلا تو دل میں خیال آیا کہ میں شیخ کی ان متبرک کتابوں کو کیسے دریا برد کردوں اور اگر نہ کروں تو شیخ کی خفگی کا خیال ہے بہت کچھ کشش و پنج کے بعد سوچا کہ آؤ اسے تو حفاظت سے رکھدوں اور شیخ سے جاکر کہدوں کہ حضرت دریا میں ڈال آیا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور شیخ سے جاکر کہدیا کہ پیر و مرشد میں اُس صندوق کو دریا میں ڈال آیا، شیخ نے پوچھا پھینکتے وقت دریا میں سے کوئی نئی بات ظاہر ہوئی اب مرید سٹپٹایا اور کہا حضرت وہاں تو میں نے کوئی نئی بات نہیں دیکھی، شیخ نے کہا پھر تم نے اُسے دریا میں ڈالا ہی نہیں جاؤ میرا حکم مانو اور اس صندوق کو دریا میں ڈال آؤ مرید متفکر و متردد ہوکر دوبارہ چلا مگر اب کی مرتبہ بھی شیخ کی کمائی کو ضائع کرنے کی جرأت نہ ہوئی پھر آکر کہدیا کہ حضرت ڈال آیا پیر صاحب نے

پھر پوچھا علامت بتاؤ کہا علامت تو کوئی ظاہر نہیں ہوئی۔ پیر صاحب سخت ناراض ہوئے اور چیں بجبیں ہو کر فرمایا تم میری اطاعت کیوں نہیں کرتے تم فوراً جاؤ اور جس طرح میں کہتا ہوں اس صندوق کو دریا میں ڈال آؤ بالکل پس وپیش نہ کرو، مرید جبراً کرہاً چلا اور دل کو مضبوط کرکے اس صندوق کو دریا میں ڈال ہی دیا۔

چھٹا باب۔ صندوق کے دریا میں پڑتے ہی ایک ہاتھ نکلا اور صندوق کو لے لیا۔ مرید اولاً تو جھجکا پھر دل کڑا کرکے پوچھا تو کون ہے؟ اور اس صندوق کو کیا کریگا؟ پانی میں سے ندا آئی، گھبراؤ نہیں میں شیخ کی اس امانت کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے موکل ہوں میں نے اسے سنبھال لیا آپ آرام سے جایئے اور شیخ کو مطلع کیجئے، مرید حیران و پریشان شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا، شیخ سے عرض کی کہ جناب مجھے تو یہ فرمایئے کہ اس گراں بہا رقم کو دریا بُرد کرنے کی کیا وجہ تھی؟ پیر جی نے فرمایا سنو

ساتواں باب۔ جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ انجیل تو ان کو ملجائیگی لیکن وہ کہیں گے کہ مجھے خدا کا حکم یہ نہیں کہ میں تمہیں انجیل پر عمل کراؤں بلکہ شریعت محمدیہ پر عمل کرنے اور کرانے کا مجھے حکم ہوا ہے، کتب محمدیہ لاؤ تاکہ میں ان کے مطابق حکم کروں لوگ ادہر اودھر چوطرف ڈھونڈیں گے ہر جگہ تلاش کرینگے لیکن شریعت محمدیہ کی کوئی کتاب ہاتھ نہ لگے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سخت متحیر ہوں گے کہ اب کیا کروں کس طرح لوگوں کو شرع محمدی بتلاؤں تنگ آکر اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے۔ باری تعالیٰ حکم تو یہ ہے کہ شریعت محمدیہ پر عمل کرو اور یہاں شریعت محمدیہ کی کوئی کتاب نہیں ملتی اب فرمایئے کیا کروں؟ ارشاد ہوگا نہر جیجون پر جاؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو، پھر کہو اے ابوالقاسم قشیری کے صندوق کے امین مجھکو صندوق دیدو میں عیسیٰ بن مریم ہوں میں نے دجال کو قتل کیا ہے۔

آٹھواں باب۔ عیسیٰ علیہ السلام اب خوش ہو کر نہر جیجون پر جائیں گے۔ وہاں بحضور قلب دو رکعت نماز ادا کریں گے اور نہر کے کنارے کھڑے ہو کر بادب عرض کریں گے اے ابوالقاسم قشیری کے صندوق کے محافظ صاحب میں عیسیٰ بن مریمؑ ہوں وہ صندوق قشیری نے مجھے دینے کیلئے آپ کے سپرد کیا ہے، آپ وہ امانت مجھے عطا فرمایئے میں نے دجال کو قتل کردیا ہے۔ میں اب شریعت پر عمل کرنے میں حیران ہوں کیونکہ ان

کتابوں کا صندوق عطا فرمایا جائے ÷

نواں باب۔ پانی شق ہوگا اور وہ غیبی سربمہر اس صندوق کو سربمہر پیش کریں گے عیسیٰ علیہ السلام جب اسے کھولیں گے تو دیکھیں گے کہ ایک ہزار کتابیں ابو القاسم کی لکھی ہوئی سربمہر اس میں موجود ہیں ان پر اب وہ خود بھی عمل کریں گے اور ساری دنیا کو اسی پر عمل کرائیں گے، حضرت عیسیٰ بھی حنفی ہو کر رہیں گے اور حضرت امام مہدی علیہم السلام بھی ÷

دسواں باب۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھینگے جبرئیل یہ تو بتاؤ قشیری کو یہ مرتبہ کیسے ملا؟ جبرئیل کہیں گے بال کو داھنی رکھنے کی وجہ سے (انیس الجلسا)

یہانتک بھی خیریت تھی کہ کوئی انیس الجلسار کا سا مصنف ہی کہہ ڈالتا، اتنا ہی نہیں بلکہ درمختار مصری جلد اول صـ۴۲ میں لکھا ہے یَحْکُمُ بِمَذْهَبِہٖ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حنفی مذہب کے مطابق عمل اور حکم کریں گے، شارح لکھتے ہیں تَبِعَ فِیْہِ الْقُھُسْتَانِیُّ یعنی قہستانی بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حنفی المذہب ہونگے

میں کہتا ہوں کہ اس سرتاپا غلط واقعہ مضحکہ صبیاں قصہ بیان کرتے ہوئے بھی شرم نہ آئی خیال فرمائیے کہ حضرت خضر زندہ موجود ہیں لیکن نہ تو دربار محمدی میں کبھی حاضری دیتے ہیں نہ خلفاء اربعہ میں سے کسی سے ملتے ہیں نہ اولوالعزم بزرگ ذی علم اصحاب سے کچھ سیکھتے پڑھتے ہیں بلکہ امام صاحب کے منتظر رہتے ہیں اُن کے زمانہ میں حاضر خدمت ہوتے ہیں اور پچھتر برس تک ان کی جوتیاں سیدھی کرتے رہتے ہیں وہ خضر جن کی نسبت خدائے عالم فرمائے عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ ہم نے انھیں خاص اپنے پاس کا علم سکھایا تھا جن کی شاگردی کے لئے موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر خدا سے دعائیں کریں وہ آج ایک احاد امت کے شاگرد بنتے ہیں اور اس قدر کندذہن ثابت ہوتے ہیں کہ پچھتر برس تک پڑھتے ہیں جب جاکر کچھ قابل بنتے ہیں۔ اس سے تو ان کے شاگرد قشیری ہی اچھے رہے کہ تین برس میں پچھتر برس کا آموختہ چھین لیا۔ بھائیو خضر کی زندگی کے لالے پڑے ہوئے ہیں، محدثین کا قریب قریب اجماع ہے کہ وہ فوت ہو چکے دلائل بھی اس کے کافی وافی موجود ہیں اصابہ ملاحظہ ہو۔ مگر یہاں نہ صرف خضر کی زندگی بلکہ سلسلہ تعلیم و تعلم بھی ثابت کیا جاتا ہے، قشیری کو دیکھئے کیا سوجھی ہے کہ امام کے علوم کے خزانوں کو دریا برد کر دیتے ہیں کاش کہ آج وہ کتابیں علماء حنفیہ کے ہاتھوں میں ہوتیں تاکہ انھیں مذہب کے پھیلانے میں پوری سہولتیں ہو جاتیں۔ ہمیں نہایت رنج

اس واقعہ کی تردید

کے ساتھ آج اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ حنفی مذہب تو صدہا سال ہوئے دریا بُرد ہوگیا آج جو کچھ باتیں بعد والوں نے نکالی ہیں وہ امام صاحب کے سر تھوپی جاتی ہیں ورنہ اصلی باتیں تو امام صاحب نے خضر کو بتائیں خضر نے قشیری مرد کو اور قشیری نے انھیں سپردِ سمندر کیا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ پھر جب حضرت عیسیٰؑ آئیں گے تب اس سلسلہ کا چوتھا شخص دنیا پر رونما ہوگا۔ آج تو غائب غلّہ ہے۔

وہ عیسیٰ علیہ السلام جو کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں وہ امام صاحب کے شاگرد کے شاگرد کے شاگرد ٹھہریں، قرآن و حدیث پر عمل نہ کریں اور ابو حنیفہ کی فقہ کی پر عمل کریں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں آمَّکُمْ مِنْکُمْ اور اس جملہ کی تفسیر میں راویِ حدیث ابن ابی الذئب فرماتے ہیں آمَّکُمْ بِکِتَابِ رَبِّکُمْ عَزَّ وَجَلَّ وَسُنَّةِ نَبِیِّکُمْ صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح مسلم جلد اول ص۸۷ مطبوعہ انصاری) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہاری پیشوائی کریں گے کتاب اللہ قرآن شریف اور سنت رسول اللہؐ حدیث شریف سے۔ پھر تعجب پر تعجب اور اس عقیدہ کے رکھنے والے کے کفر پر دلالت کرنیوالی بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل تو مل جائیگی لیکن قرآن کریم نہ ملیگا جس کی حفاظت کا ذمہ دار خود رب العالمین ہے فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ٥ اس ذکر کو ہم نے نازل فرمایا اور اس کی حفاظت بھی ہمارے ذمہ ہے، سبحان اللہ ابو حنیفہؒ کی کتابوں کی تو اس طرح حفاظت ہو لیکن ابو القاسم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابیں اس طرح برباد ہوجائیں کہ روئے زمین پر پتہ بھی نہ چلے، اور سب سے بڑھ چڑھ کر اس قصہ کو جھوٹ ثابت کردینے والی یہ بات ہے کہ خود ابو القاسم قشیری حنفی مذہب نہیں، خضر اور عیسیٰؑ کے لئے حنفی مذہب پسند کریں لیکن آپ خود اس پر عمل نہ کریں یہ عجب مخمصہ ہے اور سنئے امام صاحب نے قبر میں سے خضر کو پڑھا دیا لیکن افسوس اب خاموش ہیں حالانکہ ان کا پڑھایا ہوا سب دریا برد نقش بر آب ہوگیا۔ ضرورت تو اب ہے نہ کہ جب تھی، عصائے پیر بجائے پیر، پھر خضر کے بخل کو ملاحظہ فرمائیے کہ قشیری کو ایک ہزار کتابیں لکھوا دیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک بھی لکھوانے کیلئے تشریف نہیں لاتے کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کو ناخوش رکھا تھا قرآن تو فرماتا ہے وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ ماں کے ساتھ بہت سلوک کرنیوالے تھے۔

ناظرین کرام ہماری حیرت کی تو کوئی انتہا نہیں یہ الٹے بانس بریلی کو کیسے؟ امتی تو نبیؐ

کا تابع ہوتا ہے لیکن یہاں کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے نبی امتی کا تابع ہے حضرت عیسیٰؑ نبیؑ ہیں اور حضرت ابو حنیفہ امتی ہیں اور حضرت عیسیٰؑ کو ابو حنیفہ کا مقلد بتایا جاتا ہے۔ فالعیاذ باللہ۔ ایک مجتہد کو تو دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی ناجائز بتلائی جائے مگر ایک نبیؑ کو مجتہد کا مقلد بنانے میں شرم نہ آئے۔ کہاں تک لکھوں سچ تو یہ ہے کہ اس ناپاک قصہ کے سننے کی بھی ایک سچے مسلمان میں تاب نہیں، حافظ سیوطیؒ اپنے رسالہ اعلام میں لکھتے ہیں مَا یُقَالُ اِنَّہٗ یَحْکُمُ بِمَذْھَبٍ مِّنَ الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ بَاطِلٌ لَّا اَصْلَ لَہٗ ط یعنی یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان چار مذہبوں میں سے کسی ایک مذہب کی پیروی کرکے لوگوں میں بھی اسی کے مطابق حکم کریں گے۔ یہ بالکل بے اصل جھوٹ اور بدزیب باطل ہے۔

اس کہانی کو لیکر ہمارے قربان صاحب نے بھی اپنے بھیک کے ٹکڑوں میں ایک کا اضافہ کرلیا ہے سنو تمہارے مذہب کی معتبر تر کتاب شامی شریف میں بھی منقول ہے کہ ھٰذَا کَلَامٌ بَاطِلٌ لَّا اَصْلَ لَہٗ وَلَا تَجُوْزُ حِکَایَتُہٗ اِلَّا لِرَدِّہٖ ط یعنی یہ ساری کہانی محض غلط اور جھوٹ ہے بالکل بے اصل اور باپدر ہوا ہے اسے بجز تردید کرنے کے اور کسی طرح ذکر کرنا ہی حرام ہے مجھے افسوس ہے کہ باوجودیکہ میرا ارادہ اس رسالے کو بہت ہی مختصر کرنے کا تھا لیکن اس بحث کو طول ہوگیا۔ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ یہ ایک بالکل نئی چیز ہے میں نے ارادہ کیا کہ خود حنفی حضرات بھی اپنے ہاں کے اس گپوڑے سے واقف ہوجائیں۔ اور قربان جیسے مولوی صاحبان بھی آئندہ اسے زبان پر نہ لائیں خدا توفیق دے۔

تہمت وہابیت کا ازالہ

اس کے بعد مؤلف نے لکھا ہے کہ ابن عبدالوہاب کا عمل اور فتویٰ ہے کہ جمیع مقلدین مشرک و کافر ہیں اس کا جواب سنئے یہ غلط ہے بلکہ تمہارے مذہب کی معتبر کتاب شامی میں ہے کہ وہ خود حنبلی مذہب ہیں دوسرے یہ کہ تم انھیں ابن عبدالوہاب کیطرف نسبت کرتے ہو تمہارے بڑے اس جماعت کو عبدالوہاب کی طرف نسبت کرتے ہیں ملاحظہ ہو تمہارے مذہب کی معتبر کتاب شامی۔ کہو تم سچے اور وہ جھوٹے یا تم جھوٹے اور وہ سچے؟ سنو نجدیوں کا عقیدہ سنو۔ شیخ عبداللہ بن شیخ محمد بن شیخ عبدالوہاب اپنے ایک رسالے کے ص۲۶ پر لکھتے ہیں وانا نکفر الناس علی الاطلاق ... الامن ھو مانحن علیہ۔ . فجوابنا . . . رویٰ عنا شیئا من ذالک اونسبہ الینا فقد

مؤلف کی غلطیاں

کذب عَلَیۡنَا وافترٰی ہ یعنی ہماری نسبت ہمارے دشمنوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ ہم اپنی جماعت کے سوا سب کو کافر کہتے ہیں یہ محض جھوٹ افترا کذب دروغ اور بہتان ہے۔ مؤلف کی یہ دیانت داری بھی قابلِ داد ہے کہ میری کتاب دلائل محمدی حصہ دوم کی تردید کیلئے ۱۳۴۰ھ کا مطبوعہ ایڈیشن سامنے رکھتا ہے اور ۱۳۵۲ھ ذی الحجہ کے جدید ایڈیشن کو وہ چھونا بھی نہیں۔ حالانکہ ۱۳۵۳ھ جمادی الثانیہ میں وہ اپنی کتاب چھپواتا ہے اور مؤلف صاحب یہ بھی یاد رہے کہ جمادیٰ عربی کا لفظ ہے مؤنث ہے اسلئے یہ جمادی الاخریٰ یا جمادی الثانیہ کہا جاتا ہے نہ کہ جمادی الثانی لیکن آپ کو ان باتوں کی تمیز کہاں ؟ آپ کا یہ اعتراض بھی لغو ہے کہ ٹائیٹل کے میرے القاب میری طرف سے ہیں۔ جیسے آپ عربی نہیں جانتے ایسے ہی غالباً آپ نے اس سے پہلے کوئی کتاب بھی نہیں لکھی ورنہ آپ جان لیتے کہ ٹائیٹل مطبع والے کی طرف سے ہوتا ہے۔

تردید شرک

اس میں جو الفاظ تعریفی ہوں وہ اہل مطابع کی طرف سے ہوتے ہیں۔ لَوۡلَاکَ الخ کی حدیث موضوع ہے لیکن آپ کو حدیث اور سند حدیث سے کیا لگاؤ ؟ دافع البلاء والوبار فقط خدا ہے خدا کے سوا دوسرے کو ایسا ماننے والا مشرک ہے اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے اِنۡ یَّمۡسَسۡکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا ھُوَ۔ اگر خود تجھے خدائے تعالیٰ کوئی نقصان پہنچائے تو اسے کوئی نہیں ہٹا سکتا نہ تو نہ اور کوئی بجز خدائے تعالیٰ کے۔ پس بلاؤں کا دفع کرنیوالا صرف اللہ تعالیٰ اکیلا ہی ہے۔ قاسم الرزاق بھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں یہ وصف بھی جنابِ باری عزوجل کا ہے۔ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الۡقُوَّۃِ الۡمَتِیۡنُ فرماتا ہے یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیَقۡدِرُ فرماتا ہے لِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ہ افسوس خدائی اوصاف تم نے خدا کے بندوں میں ثابت کرنے شروع کئے اور لا الٰہ الا اللہ کو توڑ دیا سنو رزاق اور روزیوں کا بانٹنے والا اللہ ہے خزانے سب اسی کے ہیں جسے چاہے کم دے جسے چاہے زیادہ دے جسے چاہے دردر سے دُردُر کرائے جسے چاہے عزت وسلطنت کا جھولا جھلائے۔

پھر ہمیں ایک الزام دیا ہے اور اس کا حوالہ دیا ہے سرالکم ہیلی کی کتاب کا بس یہ ہے ان کی علمیت کا تھیلا اور یہ ہے ان کے حوالوں کی جان۔ ایک انگریز مسلمانوں

کی مذہبی حالت سے اور وہ بھی اندرونی جزئی حالات سے کیا واقفیت رکھیگا پھر اس کی تقلید پر قربان ہو کر مسلمانوں کو ایک اندھا دھند الزام دینا یہ کون سی دیانت ہے؟ الزام یہ ہے کہ ہم حضورؐ کو اپنا بڑا بھائی سمجھتے ہیں اس کا جواب سنئے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ ساری مخلوق سے افضل سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین بلکہ شفیع النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اگر لفظِ بھائی کے اطلاق سے آپ کو انکار ہے اور اسی کو آپ بے ادبی خیال کرتے ہیں تو سنئے قرآنی اصطلاح اور حدیث کے الفاظ میں یہ چیز نمایاں طور پر موجود ہے قرآن فرماتا ہے وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا۔ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صَالِحًا۔ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صَالِحًا۔ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ۔ اَخُوْھُمْ نُوْحٌ ان آیتوں میں ان پیغمبروں کو ان کی قوم کے بھائی کہا گیا ہے۔ قرآن کریم کی ایک آیت اور بھی ہے جس میں ذرا سا بھی ایمان ہو اس کے لئے اس مسئلے میں بالکل کافی شافی ہو ظاہر ہے کہ قرآن کریم کے اول مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہیں انہی کو خطاب کر کے قرآن کریم فرماتا ہے فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ ؕ اگر یہ لوگ توبہ کر لیں اور نمازوں کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کیا کریں تو دین میں وہ سب تمہارے بھائی ہیں۔ پس اس آیت میں سچے مسلمانوں کو خود خدا نے اپنی نبیؐ کے ساتھ بھی بھائی کا لقب دیا۔ ظاہر ہے کہ حضورؐ کے لئے اس لفظ کا استعمال نہ تو بے ادبی ہے نہ آپ کی توہین ہے نہ خلافِ شرع ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں اَنْتَ اَخِیْ (بخاری شریف) تم میرے بھائی ہو۔ آپ فرماتے ہیں وَدِدْتُّ لَوْ اَنَّا رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا الخ میری چاہت ہے کہ کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے الخ مراد اس سے آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو آپ کے بعد آئیں گے۔ فرماتے ہیں اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ۔ لوگو اپنے رب کی ہی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا) اکرام کرو۔

پس ان اوراق کے علاوہ اور بہت سی سندوں کے ہوتے ہوئے حضورؐ کی اور دیگر انبیا کی نسبت بھائی کا لفظ بولنے کو موجبِ اہانت قرار دینا اپنے علم کا نوحہ اور اپنے ایمان کا ماتم کرنا ہے اسلام کے لحاظ سے قرآن وحدیث کی اصطلاح سے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

اِخوَۃٌ کی عمومیت سے یہ مسئلہ صاف اور واضح اور غیر مشتبہ طور پر ثابت ہے سب کا دین ایک ہے اسلئے سب بھائی بھائی ہیں ؎

اَبِی الْاِسْلَامُ لَا اَبَ لِیْ سِوَاہٗ ✤ اِذَا افْتَخَرُوْا بِقَیْسٍ اَوْ تَمِیْمٍ

اَلْقَوْمُ اِخْوَانٌ صِدْقٌ بَیْنَھُمْ سَبَبٌ ✤ مِنَ الْمَوَدَّۃِ لَمْ یُعْدَلْ بِہٖ نَسَبٌ

باقی رہا درجہ اور فضیلت اس میں تو نہ کوئی حضورؐ جیسا ہوا نہ ہے نہ ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مزید تشفی چاہتے ہو تو میری کتاب صدائے محمدی پڑھو۔ اس کے بعد مؤلف نے کچھ ذاتی حملے کیئے ہیں جن کے جواب کی طرف توجہ کرنے کی ہمیں چنداں ضرورت نہیں اس کے بعد چونکہ ہم نے لکھا تھا کہ حنفیہ میں سے کوئی صاحب اگر امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھنے کی رفع الیدین نہ کرنے کی جہری نماز میں آمین بالجہر نہ کہنے کی مرفوع صحیح صریح غیر مجروح حدیث پیش کرے تو سو روپیہ لے میری کتاب کے جواب میں راجکوٹ سے ایک رسالہ شائع ہوا اس نے اس رقم کا مطالبہ کیا اس کے جواب میں میں نے لکھا کہ میری شرط کے مطابق کوئی صحیح صریح غیر مجروح مرفوع حدیث اس میں تم نے پیش نہیں کی اس لئے انعام کے حقدار نہیں ہو۔ اس پر بھی اگر تمہیں اصرار ہے تو عدالت کی معرفت وصول کر سکتے ہو کیونکہ وہاں یہ معلوم ہو جائیگا کہ آیا میری شرط پوری ہوئی یا نہیں ہوئی ؟ اس مطلب کے الفاظ کو بگاڑ کر قربان شاہ نے ہم پر اعتراض کیا ہے کہ یہ اس آیت کے خلاف ہے جس میں حکم ہے کہ فیصلہ قرآن حدیث سے کر لو۔ بندۂ خدا ایک شرط پہ ایک انعام مقرر کیا۔ اب کیا قرآن کی کوئی آیت بتلائیگی ؟ کہ اس نے یہ شرط پوری کردی لہذا اسے یہ انعام دیدو یا کوئی حدیث اسے بتلائے گی ؟ اس کا حل تو اسی طرح ہوگا کہ کسی تیسرے زندہ شخص کو حکم بنایا جائے اس کے بعد وہ لن ترانی کے لیتے ہوئے اپنی جماعت کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ مختلف فیہ مسئلے کو اولی الامر (علمائے شرع) میں پیش کرکے فتویٰ لیتے ہیں میں کہتا ہوں یہی وہ غلطی ہے جس نے آپ کو خطرات میں ڈال دیا ہے مختلف فیہ مسائل کو اولی الامر کی طرف لوٹانے کا حکم نہیں بلکہ قرآن کے الفاظ یہ ہیں فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ۔ یعنی مختلف فیہ مسائل کو قرآن حدیث سے سلجھا لیا کرو۔ جسمیں جھگڑا واقع ہوئے سے اللہ رسول کی طرف لوٹاؤ۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ اولی الامر کی طرف لوٹاؤ لیکن تم لوگ تو جب تک قرآن میں اپنا بیان نہ ملاؤ تمہیں چین نہیں پڑتا

انعام کا دعویٰ صدائے محمدی

اپنا فیصلہ آپ کرنے والا مخلص

یہاں تو تم نے صریح تحریف کی اور نہایت چالاکی اور بیباکی سے لکھ دیا کہ آیت کا یہی مطلب ہے۔ بندۂ خدا قرآن خدا اللہ رسول کی طرف لوٹانے کا ہے تم علمائے شرع کی طرف لوٹاتے ہو اور اسے آیت کا مطلب بتاتے ہو؟ تحریر تمہاری اتنی بدہے کہ بات منہ سے نکالنے سے پہلے گالیاں بکتے ہو صرف اس ایک فقرے میں آپ نے چھ گالیاں بکی ہیں یہ ہے آپ کی شرافت کی دلیل ناظرین اگر میری تحریر میں کہیں سختی پائیں تو ان کی سختی کو بھی سامنے رکھ لیں اور حدیث اَلْبَادِیْ اَظْلَمُ کو اور آیت جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا کو اور آیت وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ کو بھی سامنے رکھ لیں۔

اولی الامر کی تفسیر آپ نے کی ہے حضرت ابوبکر حضرت عمر صحابہ کرام علما فقہا حکام اور پیران طریقت۔ اس کی نسبت گذارش ہے کہ پھر آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی تقلید کو واجب کیوں نہ کہا؟ حضرت عمرؓ کی تقلید سے آپ کو کس چیز نے روکا؟ صحابہ کرامؓ کی تقلید آپ نے امت پر فرض کیوں نہ کی؟ پھر کیا وجہ کہ تمام علماء وقت کی آپ تقلید نہیں کرتے؟ کیا باعث جو کل فقہا کو آپ نے اس منصب سے گرادیا؟ اور حکام اور پیران طریقت کی تو واللہ ایک ہی کہی اب حاکموں کی تقلید کرو حلال حرام ان کی زبان پر رکھو اور مزے کرو۔ موجودہ پیران طریقت کی تقلید میں سوائے گیسو درازی کے بحالت وجد باقاعدہ ناچ ناچنے کے طبلے کی تھاپ اور سارنگی کے سُروں پر جھومنے کے امردوں کے گانے اور بیسواؤں کے گلے سننے کے اور کیا حاصل ہوگا؟ سنئے دراصل اولی الامر کی مستقل اطاعت قرآن نے بتلائی ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کیلئے لفظ اَطِیْعُوْا آیت میں موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیلئے بھی لفظ اَطِیْعُوْا موجود ہے لیکن اولی الامر کی اطاعت کیلئے یہ لفظ نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اولی الامر کی اطاعت مستقل نہیں بلکہ ان کی اطاعت صرف اس امر میں ہے جو آیت وحدیث ہمیں پہنچائیں۔ ان کی اطاعت مقید ہے اسی لئے اس کے بعد ہی ارشاد ہوا کہ مسائل مختلف فیہا میں صرف قرآن وحدیث ہی سند ہے یہاں اولی الامر کا لفظ نہیں لائے پوری آیت یوں ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔ پس آیت کا موجب ولازم تقلید کی حرمت ہے کیونکہ اختلافی چیز کا فیصلہ صرف قرآن وحدیث سے ہی ہے اور اسی کو

اولی الامر کا بیان

شرطِ ایمان قرار دیا ہے جو شخص اپنے اختلاف کو ان دو کے سوا تیسرے سے فیصل کراتے وہ ایمان سے خالی اور محض کورا ہے۔ اولی الامر کی نسبت فرمانِ رسولؐ موجود ہے۔ مَنْ اَمَرَکُمْ مِنْھُمْ بِمَعْصِیَۃِ اللّٰہِ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَۃَ ان میں سے جو تمہیں قرآن حدیث کے خلاف حکم کرے پھر نہ تو اس کی سنو نہ مانو۔ فرماتے ہیں اِنَّمَا الطَّاعَۃُ فِی الْمَعْرُوْفِ یعنی اطاعت صرف قرآن حدیث میں ہی ہے اور حدیث میں ہے لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ یعنی کسی مخلوق کی اطاعت خدا کی نافرمانی میں نہیں ہے ایک اور بات بھی گوش گذار کردوں۔ تین کی اطاعت کا فرمان ہے۔ خدا رسول اور اولی الامر۔ خدا اور اس کے رسولؐ کے درمیان تو نہ تنازع نہ اختلاف لیکن اولی الامر میں اختلاف ممکن بلکہ موجود کیونکہ ان کے پاس وحی نہیں آتی۔ اگر یہ واجب الاتباع ہی سمجھے جائیں تو ایک حلال کہتا ہے ایک حرام کہتا ہے۔ دونوں کی اطاعت کا حکم ہے تو اس حکم کی بجا آوری بداہۃً محال ہے اور جس حکم کی بجا آوری اور تعمیل محال ہو اس حکم کا کرنے والا کبھی حکیم نہیں ہو سکتا اور خدا حکیم ہے پس یہ حکمِ خدا نہیں ہو سکتا۔ چلتے چلتے ایک بات اور بھی سن لیجئے آیت کے مخاطب صحابہؓ رسول ہیں اگر تمہارے کہنے کے مطابق یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اس سے مراد یہ چاروں بزرگ مجتہد ائمہ اربعہ ہی ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کو حکم دیتا ہے کہ تم ان چاروں کی یا بقول تمہارے ان چار میں سے ایک کی تقلید کرو اب ہم جناب سے پوچھتے ہیں کہ جب صحابہؓ کے زمانہ میں یہ بزرگانِ دین تھے ہی نہیں تو صحابہ ان کی تقلید کیسے کرتے؟ امر محال کا حکمِ خدا ہونا بھی محال ہے۔ پس یہ دعویٰ کرنا اور اس آیت سے یہ استدلال کرنا بالبداہت باطل ہو گیا۔ برادران! علم الٰہی اور حکومتِ شرعی کے جامع چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم تھے پھر ان میں سے کسی ایک کی تقلید کو نہ آپ نے فرض مانی نہ کی۔ نہ ان میں سے کسی کی طرف آپ منسوب ہوئے پھر چاروں اماموں کی تقلید اور ان کی طرف نسبت یہ فرض کیسے ہو گئی؟ اور سنئے اگر امت پر مثلاً امام ابوحنیفہؒ کی تقلید ان کے زمانے میں فرض ہو گئی؟ تو امام مالکؒ جو ان کے سولہ سال بعد دنیا میں آئے اس تقلید سے مستثنیٰ کیوں ہو گئے؟ امام شافعیؒ کو اور امام احمدؒ کو امامِ اول سے اختلاف کرنے کا کیا حق رہ گیا؟ بس تقلیدی دائرے میں یہ تینوں بزرگ بھی محصور رہتے تو کم از کم آج مسلمانوں میں ایک ہی کی تقلید ہوتی یہ کیا کہ چار کی تقلید تم نے قائم کر کے مسلمانوں کو چار سمت بانٹ دیئے۔ اس ایکے کو توڑ دیا جو مسلمانوں میں

طریق محمدی

اسلام نے واجب قرار دیا تھا۔ مزید تفصیل دیکھنی ہو تو میری کتاب طریقِ محمدی ملاحظہ فرمالیجئے۔

جواب اعتراض

فَاسْتَمِعُوْا کے ترجمے کے متعلق نہ تو آپ نے اعتراض کو سمجھا نہ جواب کو اور لگے جواب لکھنے۔ برادرم پھر سے بغور میری کتاب دلائل محمدی کی عبارت کو اور اس کے جواب کی عبارت کو پڑھئے تو معلوم ہو جائیگا کہ مقصد صرف اتنا ہے کہ اردو ترجمے کے الفاظ میں عربی کے لفظوں کی ٹھیک رعایت ضروری نہیں صرف بیان مطلب مقصود ہے اس کے خلاف جو اعتراض مجیب کا تھا اس کے جواب میں لکھا گیا تھا کہ اگر تم فَاقْرَءُوْا کے ترجمے کو اس وجہ سے غلط کہتے ہو تو فَاسْتَمِعُوْا کا تمہارا ترجمہ غلط ٹھیرے گا یہ ایک الزامی جواب تھا لیکن آپ نے بات کا تبنگڑ بنالیا۔

جواب اعتراض

اسی طرح ہم نے لکھا تھا کہ آیت اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کو درحقیقت سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن اگر آپ کی بات مان لی جائے اور ترکی بہ ترکی جواب دیا جائے تو اس کے بعد کی آیت کو بھی اسی معنی میں لینا چاہیئے اس طرح بھی مسئلہ یہی ٹھہریگا کہ امام کے پیچھے مقتدی کو الحمد پڑھنا چاہیئے۔ پھر اس پر تفسیر بیضاوی اور تفسیر ابن جریر وغیرہ کا حوالہ دیا تھا۔ لیکن آپ اس الزامی جواب کو بھی نہیں سمجھ سکے۔

جواب اعتراض

رہا جناب کا اس سے بدکنا کہ اوپر کی آیت اِذَا قُرِئَ الخ جمیں جمع کے صیغے ہیں اور یہاں آیت وَاذْکُرْ الخ میں واحد کے صیغے ہیں اور یہ لکھنا کہ "ہم پوچھتے ہیں کہ واحد اور جمع دونوں کا حکم ایک کیونکر ہو گیا؟" اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو قرآن پر عبور نہیں ورنہ ایسی کچی بات نہ کہتے قرآن میں تو خطابت کی یہ شان بہت سے مقامات پر ہے لیجئے ایک سن بھی لیجئے۔ فرماتا ہے اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ ۝ دیکھئے اوپر کے تین خطابات میں لفظِ واحد ہے اور پھر دو خطاب میں لفظِ جمع ہے۔

جواب اعتراض

آپ نے یہ خوب اعتراض کیا کہ سننے اور چپ رہنے کا حکم اور دل میں یا آہستہ پڑھنے کا حکم خدا تعالیٰ کیوں فرمانے لگا؟ اے جناب بہتر تو یہ تھا کہ یہ اعتراض آپ خود خدا پر کرتے جس کی ایک صفت ہے لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ؕ یعنی خدا سے کوئی بازپرس نہیں کر سکتا اور وہ سب سے بازپرس کر سکتا ہے۔ یا پھر اپنے اصولی حضرات سے دریافت فرماتے۔ جو یہ

ملتے ہیں کہ قرآن کی ایک آیت میں خاموشی کا حکم ہے دوسری میں قرأت کا حکم ہے۔ ملاحظہ ہو آپ کے مذہب کے اصول کی کتاب (نور الانوار اصول شاشی وغیرہ) دل میں پڑھنے اور زبان سے پڑھنے میں بھی آپ کو الجھن ہوتی ہے اس کی نسبت بھی سنئے۔ انسان پڑھتا ہے لیکن آہستہ آواز سے دل ہی دل میں یعنی اور لوگ نہیں سن سکتے یہ ہے دل میں پڑھنا اور زبان سے پڑھنا۔ آپ کو تو اپنے مذہب پر بھی نظر نہیں دیکھئے ہدایہ میں ہے اَدْنَى الْجَهْرِ اَنْ يُّسْمِعَ نَفْسَهٗ۔ جہر کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنی قرأت آپ سنے اسی میں ہے ثُمَّ الْمُخَافَتَةُ اَنْ يُّسْمِعَ نَفْسَهٗ۔ یعنی دل میں پڑھنا یہ ہے کہ اپنی قرأت آپ سنے۔ کہئے میرے کلام میں تناقض ہے یا آپ کے صاحب ہدایہ کے کلام میں؟ تفسیر کبیر جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس میں ہے وَالْمُرَادُ بِذِكْرِ اللّٰهِ فِيْ نَفْسِهٖ كَوْنُهٗ عَارِفًا بِمَعَانِي الْاَذْكَارِ الَّتِيْ يَقُوْلُهَا بِلِسَانِهٖ۔ یعنی دل میں یاد کرے۔ مراد یہ ہے کہ جو زبان سے کہیں اس کے معنی مطلب کو دل سے سمجھیں۔ پس دل میں پڑھنے اور زبان سے پڑھنے میں کوئی تناقض و تعارض نہیں۔

جواب اعتراض

ترجمے پر جو آپ کا اعتراض ہے اس کی نسبت سنئے تفسیر قرآن کے مطابق آیت کا مطلب بیان کیا گیا ہے لیکن آپ اُسے اصل ترجمہ سمجھ کر چکرا رہے ہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ تفسیر بیضاوی کی اصل عبارت ہماری تائید نہیں کرتی یہ تو آپ کی صداقت کا کرشمہ ہے ورنہ تفسیر کسی ثالث کے سامنے رکھ کر فیصلہ کرا لو۔ آپ کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ تفسیر کبیر میں اس کی تردید ہے کیونکہ خود آپ لکھتے ہیں کہ یہ مقولہ امام شافعیؒ کا ہے پھر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اسے کیسے رد کر سکتے ہیں؟ جو مقولہ آپ نے نقل کیا ہے وہ تو اعتراض ہے کسی معترض کا نہ کہ مقولہ ہو امام رازی کا۔ بلکہ امام صاحب نے تو اسے بہت زور سے ثابت کیا ہے کہ آیت وَاِذَا قُرِئَ کے مخاطب کفار ہیں مسلمان نہیں۔

ثنا بحالت قرأت

آپ کا یہ لکھنا کہ حنفیوں کے نزدیک بحالت قرأت امام مقتدی کو ثنا پڑھنے کے احکام ہی نہیں یہ بھی آپ کی اپنے مذہب سے ناواقفیت ہے سنئے درمختار میں ہے وَقِيْلَ فِي الْمُخَافَتَةِ يُثْنِيْ آہستہ قرأت والی نماز میں مقتدی امام کو قیام کی حالت میں پائے تو کہا گیا ہے کہ وہ ثنا پڑھ لے۔ آپ کے مذہب کی کتاب قاضی خاں میں ہے لَوْ اَدْرَكَ الْاِمَامَ بَعْدَ مَا اشْتَغَلَ بِالْقِرَاءَةِ قَالَ ابْنُ الْفَضْلِ لَا يُثْنِيْ وَقَالَ غَيْرُهٗ يُثْنِيْ۔ یعنی اگر مقتدی نماز میں شامل ہو اس حالت میں کہ امام قرأت پڑھ رہا ہو تو ابن الفضل کا قول ثنا نہ پڑھنے کا ہے لیکن اوروں کا قول ہے کہ ثنا پڑھ لے آپ کے مذہب کی کتاب ذخیرہ میں اس کی وجہ بھی لکھی ہے

وہ یہ کہ امام کی ثنا خوانی مقتدی کی ثنا خوانی نہیں۔ پس اگر اس نے ثنا نہ پڑھی تو ترک سنت لازم آئے گا۔ گونگے کا قرأت نہ کرنا اس کی بے بسی کے باعث ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں۔ ایک الزامی جواب بھی سنتے جاؤ منفرد ہونے کی حالت میں تو آپ کے مذہب میں بھی ہر شخص پر قرأت ہے پھر گونگا تو اس حالت میں بھی کچھ نہیں پڑھتا۔ مہربان من لکھنے سے پہلے سمجھ بھی لیا کیجئے کہ کیا لکھ رہے ہیں؟

یا رسول اللہ کی بحث

اس کے بعد مصنف لائن سے نیچے اتر گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ کہہ کر پکارنا جائز ہے اس کی نسبت سنئے! یا رسول اللہ کہہ کر حضورؐ کو پکارنے والا اگر آپ کو حاضر ناظر جانتا ہے۔ اگر عالم الغیب سمجھتا ہے اگر آپ کو دور اور نزدیک کی پکار کا سننے والا سمجھ کر پکارتا ہے۔ اگر آپ کو حاجت روا مشکل کشا دافع البلا جان کر پکارتا ہے تو بلا شک یہ پکارنا ناجائز ہے بلکہ شرک ہے قرآن فرماتا ہے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ یعنی سوائے خدائے تعالیٰ کے کوئی نہیں جو بیقرار کی فریاد کو اس کی پکار کو جب وہ پکارے سن سکے اور اس کی برائی کو دور کر سکے حدیث شریف میں ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهٗ (شعب الایمان) جو مجھ پر دور سے درود پڑھے میں پہنچایا جاتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ خود آپ دور والے کا درود بھی نہیں سنتے قرآن فرماتا ہے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ اللہ کو یاد کرو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے۔ انسان کی یہی تین حالتیں ہیں ان تینوں حالتوں میں اس پر یادِ خدا فرض کی گئی نامِ خدا لینا سکھایا گیا پھر خدا کے نام کی جگہ دوسرے کا نام لینا حق خداوندی دوسرے کو دینا ہے اور یہی شرک ہے۔

سنئے آپ کے مذہب کے مقتدا مولانا عبد الحی حنفی مجموعہ فتاویٰ میں لکھتے ہیں "یہ عقیدہ خلافِ عقائدِ اہلِ اسلام بلکہ منجر الی الشرک ہے ہر شخص کی ندا کو ہر جگہ سے ہر وقت سننا خاص ہے پروردگار عالم کے ساتھ کسی مخلوق میں یہ صفت نہیں" اور سنئے ظاہر ہے کہ یا اللہ کہنا عبادت ہے تو یا رسول اللہ کہنا بھی عبادت ہوئی۔ وہ عبادت خدا کی ہوئی یہ عبادت رسول کی ہوئی لا الٰہ الا اللہ بتلاتا ہے کہ عبادت صرف اللہ کا حق ہے تو اس حق کو دوسرے کو دینے والا یقیناً مشرک ہوا۔ قرآنی تعلیم ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ پھر غیر کی عبادت کیسی؟ مزید بحث بر صفحہ ۲۵ ملاحظہ ہو۔

ناظرین کرام سچ تو یہ ہے کہ ایسے بے اصول لوگ بھی ہم نے کم دیکھے میری کتاب

دلائل محمدی میں سورۂ فاتحہ آمین بالجہر اور رفع الیدین کی بحث تھی اس کا جواب لکھا گیا میں نے اس کا جواب الجواب لکھا اس کے جواب میں حیدرآبادی صاحب نے قلم اٹھایا چاہیئے تو یہ تھا کہ ہماری دلیلوں کو توڑتے اپنی دلیلیں ان مسائل پر لاتے لیکن یہ تو علمی کارنامہ تھا اس سے عاجز آکر مؤلف راہِ صواب کہیں رکیک حملے کرتے ہیں کہیں بڑول بزرگوں کو کوستے ہیں کہیں تہمتیں اور بہتان رکھتے ہیں کہیں غیر متعلقہ بحثیں چھیڑتے ہیں۔ کوئی پوچھے کہ قرأت فاتحہ خلف الامام کو یارسول اللہ کی ندا سے کونسا تعلق تھا؟ لیکن جب مسکین کے پاس تیر ختم ہوتے ہیں تو پتھر پھینکتے ہیں جب وہ بھی ختم ہوتے ہیں تو خاک اڑانے لگتے ہیں جب وہ بھی نہیں ملتی تو کیچڑ اچھالنے لگتے ہیں پھر اس کے خاتمے پہ منہ چڑانے لگتے ہیں ::

اس کے بعد ان کا اعتراض ہے کہ ایک آیت کے شان نزول دو کیوں ہو گئے؟ اے جناب اگر آپ کو قرآن کریم سے کوئی لگاؤ ہوتا تو آپ اس اعتراض کو زبان پر نہ لاتے ایک ایک آیت کے کئی کئی شان نزول بھی ہوتے ہیں۔ اور خود جناب نے جو تسلیم کیا ہے کہ حنفی مذہب میں آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے شانِ نزول ہیں خطبہ اور نماز۔ پس اپنا اعتراض آپ نے خود ہی واپس لے لیا۔

آپ کا یہ فرمانا کہ "تفسیر کبیر میں امام اعظم صاحبؒ کا قول معہ دلائل موجود ہے" یہ بھی ایک چوری ہے ورنہ اس تفسیر میں تو آپ کے مذہب کی پوری تردید ہے چنانچہ ص۲۴۲ پر ہے اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ وَهُوَ الْمُعْتَمَدُ اَنْ نَّقُوْلَ الْفُقَهَاءُ اَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّهٗ يَجُوْزُ تَخْصِيْصُ عُمُوْمِ الْقُرْاٰنِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ فَهَبْ اَنَّ عُمُوْمَ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا يُوْجِبُ سُکُوْتَ الْمَاْمُوْمِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ اِلَّا اَنَّ قَوْلَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَقَوْلَهٗ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ اَخَصُّ مِنْ ذٰلِكَ الْعُمُوْمِ وَثَبَتَ اَنَّ تَخْصِيْصَ عُمُوْمِ الْقُرْاٰنِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ لَازِمٌ فَوَجَبَ الْمَصِيْرُ اِلٰی تَخْصِيْصِ عُمُوْمِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ بِهٰذَا الْخَبَرِ وَهٰذَا السُّؤَالُ حَسَنٌ ۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ہم حنفیوں کی تمام چون وچرا کو تسلیم کر لیں تو بھی ہم کہتے ہیں کہ یہ تو اجماعاً ثابت ہے کہ قرآن کے عام کی تخصیص حدیث سے ہو سکتی ہے تو قرآن کی اس آیت میں جو عام طور پر چپ رہنے اور سننے کا حکم اس میں سے مقتدی کا

(تفسیر کبیر مصری ۱۳۰۸ھ جلد ۳)

الحمد امام کے پیچھے پڑھنا مخصوص ہے کیونکہ حدیث میں آچکا ہے کہ جو الحمد شریف نہ پڑھے اس کی نماز نہیں اور حدیث میں ہے کوئی نماز نماز نہیں بغیر سورہ فاتحہ کے اور سرّی نمازوں کے بارے میں لکھتے ہیں وَلَا دَلَالَةَ فِيْهَا عَلٰى هٰذِهِ الْحَالَةِ ؕ یعنی آیت کی کوئی دلالت اس پر نہیں۔ باوجود اس قدر کھلی تحریر کے پھر بھی اپنی بات کو غلط حوالے سے زوردار بنانا کتنی کمزوری ہے؟

یہ بھی خوب کہا کہ تفاسیر میں چاروں اماموں کے قول رہتے ہیں تاکہ ہر متعلقہ مقلد کو فائدہ پہنچے۔ بھائی تم دوسروں کے فائدے کے خواہاں ہوئے کب سے؟ تم چاروں مذہبوں والوں میں تو اتنی عداوت ہے کہ گویا باپ مارے کا بیر ہے۔ ہر ایک کی حد الگ الگ یہاں تک کہ کعبے میں تم نے نویں صدی میں چار مصلے قائم کئے ۸۰۱ھ میں تم نے خانہ خدا کو بھی چار حصوں میں تقسیم کردیا۔ تقریباً چھ سو سال تک تمہاری یہ بدعت جاری رہی اب چودھویں صدی میں مجدد اعظم ایدہ اللہ الودود حضرت سلطان ابن سعود نے اس بدعت کو مٹایا اور حکمِ قرآنی پر مخلوقِ خدا کو مجبور کردیا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ تمہارے مذہب کی کتاب سراجیہ میں ہے اِرْتَحَلَ اِلٰى مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ يُعَزَّرُ۔ یعنی جو حنفی ہو پھر شافعی ہوجائے تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔ تمہارے مذہب کی معتبر تر کتاب شامی میں تمہیں تعلیم دی گئی ہے کہ خبردار کسی کو ایسی دلیل نہ بتلانا جس سے تمہارا مذہب رد ہوتا ہو وہ تم سے کچھ بھی پوچھے تم اپنے مذہب کی ہی کہے جانا۔ عبارت ملاحظہ ہو لِاَنَّ عَلَيْهِ اَنْ يُّجِيْبَ بِمَا يَعْتَقِدُهٗ وَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّدُلَّهٗ عَلٰى مَا يَهْدِمُ مَذْهَبَهٗ ؕ ناظرین ذرا اِن مذاہب اربعہ کا میل جول دیکھیے۔ اور حنفی مذہب کے فقہا کی اس تعلیم پر غور کیجیے درمختار میں لکھا ہے لَوْ قِيْلَ لِحَنَفِيٍّ مَا مَذْهَبُ الْاِمَامِ الشَّافِعِيِّ فِيْ كَذَا وَجَبَ اَنْ يَّقُوْلَ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ كَذَا ؕ یعنی اگر کوئی شخص کسی حنفی مذہب والے سے پوچھے کہ فلاں مسئلہ میں امام شافعی کا قول کیا ہے؟ تو اس پر واجب ہے کہ جواب میں کہے کہ قول ابو حنیفہؒ یہ ہے۔ سنا آپ نے؟ سوال از آسمان جواب از ریسماں۔ یہ صرف اسلئے کہ کہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول پسند کرکے مطابقِ دلیل پاکر حنفی مذہب کو یا حنفی مذہب کے قول کو کوئی چھوڑ نہ دے اسلئے تعلیم دیجاتی ہے کہ گو سائل امام شافعیؒ کا قول پوچھے تم قولِ امام ابو حنیفہ ہی بتلاتے رہو۔

آپ کا یہ لکھنا کہ خطبے اور نماز دونوں کے لئے یہ آیت اتری ہے آپ کے راجکوٹی مجیب کے

چاروں مذہب والوں میں آپس کی عداوتیں

خلاف ہے انھوں نے تو کہا ہے کہ یہ قول کسی دانا آدمی کا ہو ہی نہیں سکتا۔ اب فرمایئے آپ دونوں میں سے کون دانا اور کون نادان؟

آپ کا کہنا کہ حنفیوں کے نزدیک خطبے میں بھی سُنلے اور چپ رہنے کا حکم ہے یہ بھی غلط ہے آپ کے مذہب کی کتاب بنایہ میں ہے کہ خطبے کے وقت امام سے آیت صَلُّوْا عَلَیْہِ الخ سُنکر دل میں درود پڑھ لے آپ کے مذہب کی کتاب درمختار میں ہے وَالصَّوَابُ اَنَّہٗ یُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ سَمَاعِ اِسْمِہٖ فِیْ نَفْسِہٖ یعنی حضورؐ کا اسم گرامی سُنکر دل میں درود پڑھ لے۔ بلکہ اسی کتاب میں ہے کَانَ اَبُوْ یُوْسُفَ یَنْظُرُ فِیْ کِتَابِہٖ وَیُصَحِّحُہٗ یعنی بحالتِ خطبہ امام ابو یوسفؒ اپنی کتاب دیکھتے اور اس کی صحت کرتے تھے۔ یہ ہے خطبے کا استماع اور یہ ہے اس کے لئے انصات۔

آپ کا یہ کہنا کہ ردِّ کفار صاحب تفسیر کبیر کا اپنا خیال ہے یہ بھی غلط ہے وہ تو کہتے ہیں وَفِی الْاٰیَۃِ قَوْلٌ خَامِسٌ اس آیت کی تفسیر میں پانچواں قول (مفسرین کا) یہ ہے۔ آپ کا یہ فرمان کہ سورہ فاتحہ کی مقتدیوں کے سوا اوروں کو حنفی مذہب میں تاکید شدید ہے یہ بھی آپ کی بے خبری کا علم ہے اور بے علمی کا جھنڈا ہے سنئے آپ کے مذہب کی کتاب ہدایہ میں میں ہے اَدْنٰی مَا یُجْزِئُ مِنَ الْقِرَاۃِ فِی الصَّلٰوۃِ اٰیَۃٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی کم سے کم ایک آیت کا پڑھ لینا نماز کی قراۃ کے لئے امام صاحبؒ کے نزدیک کافی ہے۔ بتلاؤ مقتدیوں کے علاوہ الحمد شریف کی تاکید شدید کہاں رہی؟ اور یہ بھی سن لو کہ امام صاحب کے نزدیک یہ آیت بھی ضروری نہیں بلکہ صرف اس کا ترجمہ ہی کر لینا کافی ہے ملاحظہ ہو ہی ہدایہ باب صفۃ الصلوٰۃ۔ پس کسی شخص کا "دو برگ سبز" "دو ہرے پتے" کہہ لینا قرأت کر لینا ہے۔ مدعی سست اور گواہ چست امام صاحب کچھ فرمائیں اور یہ دعوے داران تقلید اور ہی کچھ کہیں باقی رہی بحث آیت وَاِذَا قُرِئَ کی اس کے اکتالیس جواب بفضلہ میں نے دلائل محمدی میں دیئے ہیں جن میں سے ایک کا جواب بھی مولف صاحب سے نہیں بنا

شکر ہے مولف صاحب کو اس سترہویں صفحہ پر ایک حدیث لانے کی توفیق تو نصیب ہوئی۔ کہ امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ مولٰنا سنئے اس حدیث کے ایک راوی جابر جعفی ہیں جن کی نسبت حضرت امام ابو حنیفہؒ لکھتے ہیں کہ میری نگاہ سے تو اس سے زیادہ جھوٹا شخص کوئی گذرا ہی نہیں۔ کہو امام صاحبؒ کی مانو گے؟ اگر مانتے ہو تو خبردار اب نہ کہنا کہ

حدیث میں ہے کہ جس کا امام ہو اسکی قرأت اُسکی قرأت ہے۔ باقی جواب دلائل محمدی میں گذر چکے ہیں جنھیں مؤلف صاحب نے چھوا بھی نہیں۔

ہم پر تہمت کا ازالہ

یہ ہم پر تہمت ہے کہ ہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں یہ امام بخاری پر تہمت ہے کہ وہ امام شافعی کے مقلد ہیں۔ بندۂ خدا اگر امام بخاریؒ کو مقلد مانا تو پھر مقلد کی تقلید کیسی؟ پھر تو ہمیں شافعی ہی کہتے لیکن خدا کو تو آپ کے دروغ کا دامن چاک کرنا تھا۔ امام بخاریؒ کی نسبت انصاف میں شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے فَقَدْ خَالَفَہُ اَیْضًا فِی کَثِیْرٍ یعنی امام بخاریؒ نے امام شافعیؒ کے بہت سے مسائل میں خلاف کیا ہے۔ آیت میں بیشک قرآن کی قرأت کا ذکر ہے لیکن آپ کی پیش کردہ حدیث میں مطلق قرأت ہے جو شامل ہے اَلتَّحِیَّاتُ واذکارِ نماز وغیرہ سب پر۔

اجماع صحابہ

حضرت جابرؓ مع اور صحابہؓ وغیرہ امام کے پیچھے الحمد پڑھتے تھے اسے ہم نے بحوالہ ابن ماجہ نقل کیا تھا۔ اس پر معترض لکھتے ہیں کہ ایک وقت کے واقعہ سے دوام ثابت نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ آپ عربیت سے کورے ہیں اسلئے اسے ایک وقت کا واقعہ لکھتے ہیں حدیث کے لفظ کُنَّا نَقْرَأُ ہیں قواعد کی کتابوں کو دیکھئے کہ مضارع پر کُنَّا کے داخلے نے کیا تصرف کر دیا؟ ابن ماجہ کا حوالہ ہے راوی کا نام ہے کتاب کا صفحہ ہے لیکن مؤلف صاحب فرماتے ہیں "چلے صحابی کا نام لیتے ہوئے گویا کہ انہی سے سنکر نجد سے تشریف لا رہے ہیں" اور کیوں جناب؟ جب آپ فقہ کی کتابوں کے جملے نقل کرتے ہیں تو کیا اونہی سے سنکر کوفے سے تشریف لاتے ہیں؟

معترض کی حالت قابل رحم ہے۔ امام سندیؒ اسے صحیح کہتے ہیں کوئی مانے یا نہ مانے اس سے بحث نہیں لیکن آپ ماننا نہ ماننا اور صحیح غیر صحیح کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں فقروں کا مطلب الگ الگ ہے ایک نہیں۔

دلائل محمدی کے نمبر ۸ اور نمبر ۱۰ میں آپ کو فرق معلوم نہیں ہوتا سنئے نمبر ۸ میں اس کا ثبوت ہے کہ مخالف صرف حضرت جابرؓ کا نام لیتا ہے۔ نمبر ۱۰ میں ہماری طرف سے اجماع صحابہؓ کا بیان ہے کہو فرق معلوم ہوا یا نہیں؟ اسی طرح نمبر ۲ اور نمبر ۵ کا فرق بھی آپ پر مخفی ہے سنئے نمبر ۳ میں حنفیہ کا عمل ہے نمبر ۵ میں حنفیوں کا اصولی اقرار ہے۔

مؤلف کی اردو دانی

ہماری اردو پر جا بجا ذیبجا اعتراض ہے جسکا جواب ہم نے نہیں دیا نہ ان کی اردو پیش

کی ہے مگر یہاں تو بیساختہ جی چاہتا ہے کہ اردو کے اس ادیب کا ایک مختصر سا جملہ پیش کر ہی دوں تاکہ یہ گوشہ بھی بالکل خالی تو نہ رہے۔ لکھتے ہیں "کم ازکم اردو میں تو بھی کسی کے شاگرد ہو جاتے" کہو یہ کیسی اردو ہے؟ افسوس مؤلف صاحب علم کے ساتھ ہی تہذیب متانت سے بھی یکسر محروم ہیں اپنی کتاب کے اس صفحہ ۲ پر مفعول فاعل کی گردان شروع کردی ہے اور بھی اپنے رسالے میں کئی جگہ اسے لائے ہیں بھائی یہ باتیں لوطیوں کی ہوا کرتی ہیں ہم تو بفضلہٖ محمدی ہیں۔ آن کی علمیت اور ان کی کج بحثی کا اندازہ آپ اس سے فرمالیجئے کہ اسی صفحہ ۲ میں لکھا ہے "اگر پوشیدہ قرأت کا اقرار ہے تو اولیاء اللہ کی کرامات کا کیوں انکار ہے؟" سنا آپ نے؟ چانول کا رنگ سفید ہے اسلئے زمین گول۔ سنو نہ ہم اولیاء اللہ کے منکر نہ کرامات اولیاء اللہ کا ہمیں انکار۔ جو ایسا ہو اس پر صد پھٹکار اور جو مسلمانوں پر تہمت باندھے وہ فی النار۔ ہمارے عقائد میری کتاب عقیدۂ محمدی میں ملاحظہ فرمایئے کرامات اولیاء اللہ کے کئی مستقل مضامین میں نے اپنے اخبار محمدی میں بھی لکھے ہیں۔ الغرض یہ ہم پر تہمت ہے کہ ہم کرامات اولیاء اللہ کے منکر ہیں۔

اس کے بعد مؤلف صاحب نے ہمیں تقلید صحابی کی دعوت دی ہے ہم کہتے ہیں جناب تو آجتک تقلید صحابہؓ کے پاس بھی نہیں پھٹکتے آپ نے جن چار کی تقلید امت پر واجب کی ہے فرمایئے ان میں سے صحابی کون ہے؟

ہم نے اپنی کتاب دلائل محمدی حصہ دوم میں لکھا تھا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت جب قیاس کے خلاف ہو تو حنفی نہیں مانتے ان کے ہاں کا اصول ہی ہے۔ اس پر مؤلف صاحب نے لکھا ہے کہ "آپ نے زبردستی قیاس کے خلاف لکھ مارا" سنو مولانا ہم نے زبردستی نہیں لکھا یہ ہے آپ کے اصول کی کتاب اصول الشاشی اس کے صفحہ ۸۲ پر لکھا ہے

وَالْقِسْمُ الثَّانِي مِنَ الرُّوَاةِ هُمُ الْمَعْرُوْفُوْنَ بِالْحِفْظِ وَالْعَدَالَةِ دُوْنَ الْاِجْتِهَادِ وَالْفَتْوٰی كَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ فَاِذَا صَحَّتْ رِوَايَةُ مِثْلِهِمَا عِنْدَكَ فَاِنْ وَافَقَ الْخَبَرُ الْقِيَاسَ فَلَا خَفَاءَ فِيْ لُزُوْمِ الْعَمَلِ بِهٖ وَاِنْ خَالَفَهٗ كَانَ الْعَمَلُ بِالْقِيَاسِ اَوْلٰی

یعنی جو راوی عادل وحافظ تو ہیں لیکن فقیہ اور مفتی نہیں جیسے ابوہریرہؓ اور انسؓ جب ان جیسوں کی روایت تیرے نزدیک صحت کو پہنچ جائے تو اگر وہ حدیث مطابق قیاس ہو تو تو اس پر عمل کے لازم ہونے میں کوئی پوشیدگی نہیں ہاں اگر وہ حدیث خلافِ قیاس ہو تو

عقیدۂ محمدی

قیاس پر عمل کرنا ہی اولیٰ ہے۔ کہو مولوی جی صاف عبارت ہے یا نہیں؟ کہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے کوئی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہ سندِ صحیح مروی ہو اور ہو خلاف قیاس تو حنفی مذہب کے اصول کی تعلیم یہ ہے کہ ایسے وقت اس حدیث کو چھوڑ دیا جائے اور قیاس پر عمل کیا جائے۔ اس اصول میں اصولیوں نے کئی گناہوں کا ارتکاب کیا ہے۔ اول تو یہ کہ صحابیٔ رسولؐ کو غیر مجتہد غیر فقیہ یعنی صاف لفظوں میں بے سمجھ کہا ہے۔ دوسرے قیاس کو حدیث پر ترجیح دی ہے تیسرے خدا کے رسولؐ کی حدیث کو نہیں مانا۔ شانِ خدا ہے امام محمدؒ امام ابویوسف ہدایہ اور شرح وقایہ کے مصنف تو فقیہ ٹھہریں اور شاگردانِ رسولؐ اصحاب پیغمبر غیر فقیہ ٹھہریں؟ قیاسِ فقہا تو مقبول اور حدیث رسولؐ مردود فلاحول ولاقوۃ الاباللہ۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اسی کتاب میں اس کی مثال بھی دی ہے لکھتے ہیں وَعَلٰی هٰذَا تَرَكَ اَصْحَابُنَا رِوَايَةَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ مَسْئَلَةِ الْمُصَرَّاةِ بِالْقِيَاسِ یعنی اسی اصل کی بنا پر ہم حنفیوں نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کردہ حدیثِ رسولؐ کو دودھ روکے ہوئے جانور کی خرید فروخت کے مسئلے میں چھوڑ دیا ہے اور قیاس کو لے لیا ہے یہ تو تھا جواب مولوی قربان شاہ کے انکار کا۔ اب آگے سنئے مصنف اصول شاشی جو لکھتے ہیں کہ ہم نے اس حدیث کو اسلئے رد کر دیا یہ بھی ان کی تحقیق کی کمی ہے ورنہ یہ حدیث جیسے حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے ایسے ہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی مروی ہے کہئے آپ انھیں تو غیر فقیہ نہیں کہہ سکتے۔ اور ہے بھی وہ بخاری شریف میں مگر ان اصولیوں کی نظر بھی آگے بڑھی نہیں کیونکہ مذہب اس کے ماننے سے بگڑتا ہے اس لئے حدیث سے روٹھے اور بہت سے چھوٹے۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ کی نسبت اصول الشاشی وغیرہ میں جو لکھا ہے کہ وہ حضرت ابن عباسؓ کے اعتراض کو سنکر خاموش ہو گئے یہ بھی ان اصولی حضرات کی مسامحت ہے ورنہ ترمذی اور ابن ماجہ میں موجود ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے اس کے جواب میں کہا کہ بھتیجے حدیث رسولؐ سن کر اس کے سامنے مثالیں بیان نہیں کرتے۔ پس خاموش حضرت ابن عباسؓ ہوئے نہ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

لطف تو یہ ہے کہ اتنا کہہ کر مؤلف صاحب کو کچھ سوجھی تو حضرت ابوہریرہؓ پر جرح کرنی شروع کر دی۔ لکھتے ہیں کہ ان پر بی بی عائشہؓ کے اعتراض ہیں۔ ہم کہتے ہیں اس سے ان کی فقاہت پر کیا بٹہ لگ گیا؟ حضرت عائشہؓ نے تو حضرت ابن عمر پر بھی اعتراض کئے ہیں لیکن

اس حدیث کو حنفی نہیں مانتے

حضرت ابوہریرہ پر حضرت عائشہ کا اعتراض اور اس کا جواب

آپ کے نزدیک وہ فقہا میں داخل ہیں۔ مائی صدیقہؓ کے اعتراض سے کوئی شخص غیر فقیہ ہو جاتا ہے تو کیا وجہ کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو آپ کے اصولی حضرات نے غیر فقیہ نہیں لکھا؟ بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ جب حضرت عائشہؓ نے سنا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میت کو زندوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا یہ ان کی غلطی ہے۔ حضورؐ نے تو یہ یہودیوں کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ یہودیہ عورت اپنی قبر میں عذاب میں مبتلا ہے اور یہ اس پر رو رہے ہیں۔ بلکہ اگر آپ کے نزدیک کسی کے غیر فقیہ بے سمجھ ہونے کا یہی معیار ہے تو کہئے کہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی غیر فقیہ غیر مجتہد (یعنی نعوذ باللہ بے سمجھ نادان) تھے۔ کیونکہ یہی حدیث حضرت عمرؓ کی روایت سے جب مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنی تو آپ نے اس کا خلاف کیا۔ یہ روایت بھی بخاری مسلم میں موجود ہے۔ تیسرے یہ کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت کہ جنازہ اٹھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ ہمیں تو کہیں نہیں ملی اور ہمیں یقین ہے کہ یہ بھی مؤلف صاحب کے علمی باغ کا ایک بوٹا ہے۔ البتہ مشکوٰۃ کی حدیث میں یہ الفاظ تو ہیں وَمَنْ حَمَلَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ یعنی جو میت کو اٹھائے وہ وضو کرلے۔ اس کے معنی اگر آپ نے یہ کئے ہیں کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے تو یہ بھی جناب کے علم کے بوٹے کی ایک ناشگفتہ کلی ہے۔ اس کے معنی ہیں لِيَكُنْ عَلٰى وُضُوْءٍ ملاحظہ ہو آپ کے ہم مذہب حضرت ملا علی قاریؒ کی مرقاۃ۔ اور اگر یہ معنی لئے جائیں کہ نیا وضو کرلے تو یہ امر ندبی ہے نہ کہ وجوبی چھٹے یہ کہ آپ کا یہ کہنا بھی محض غلط ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں نہیں بلکہ وہ فرمانِ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نقل کرتے ہیں۔ ساتویں یہ کہ یہ روایت صحیح بھی نہیں ضَعَّفَهُ الْجُمْهُوْرُ (مرقاۃ) مکرم آپ تو مہربانی فرما کر حدیث کو ہاتھ بھی نہ لگایا کیجئے۔ پھکڑ بازی طعنہ بازی بہتان بازی مقفّٰی عبارت غلط سلط اردو کی ادبیت ہی جناب کا زیور اور آرائش کافی ہے۔ اور یہ آپ نے خوب کیا کہ غسل کے بیان کو الگ کردیا۔ بندۂ خدا وہ تو ایک ہی حدیث ہے کہ جو میت کو غسل دے وہ غسل کرلے اور جو اُسے اٹھائے وہ وضو کرلے۔ لیکن چونکہ ہمارے مولنا کے سامنے اصل کتاب نہیں۔ اسی وجہ سے آپ نے نہ عربی عبارت نقل کی نہ دو اور ایک میں تمیز کر سکے اُس جملے کے ترجمے میں بھی جناب نے غلطی کی کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ مُردے کو غسل دینے سے غسل واجب ہوتا ہے حدیث میں یہ الفاظ ہیں مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ

لیکن آپ نے واجب بنا کر چھوڑا۔ یہ بھی حضرت ابو ہریرہؓ کا قول نہیں بلکہ مرفوع حدیث کا جملہ ہے۔ اس کی نسبت بھی آپ کی مرقاۃ میں ہے وَالْاَمْرُ لِلْاِسْتِحْبَابِ۔ اچھا اب مہربانی فرما کر یہ جو حضرت عائشہؓ کے اعتراضات آپ نے نقل فرمانے کی زحمت اٹھائی ہے ذرا ان کا حوالہ تو دیجئے بے حوالہ بات ایسی ہے جیسے گدھے کی لات۔ یہ حدیث صرف حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی مروی نہیں بلکہ اس کے راوی حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ ملاحظہ ہو عون المعبود۔ تو کیا جناب کے نزدیک یہ بھی غیر فقیہ ہوئے؟ اور لو حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کُنَّا نَغْسِلُ الْمَیِّتَ فَمِنَّا مَنْ یَّغْتَسِلُ وَمِنَّا مَنْ لَّا یَغْتَسِلُ (خطیب) تو کیا جتنے صحابہؓ میت کو غسل دینے سے غسل کر لیا کرتے تھے آپ کے نزدیک غیر فقیہ ہوئے؟ ڈرو دوستو! خدا سے ڈرو! واللہ حضرت ابو ہریرہؓ کی دوستی ایمان ہے اور ان کی دشمنی بے ایمانی ہے۔ انھیں غیر فقیہ کہتے ہو؟ یاد رکھو اس زبان پر سانپ ڈسینگے۔ اچھا اب میں وہ حدیث سناؤں جس سے اس سارے قصے کا محض گھڑنت ہونا ثابت ہو جائے۔ ابوداؤد میں ہے عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا حَدَّثَتْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَغْتَسِلُ مِنْ اَرْبَعٍ مِّنَ الْجَنَابَۃِ وَیَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَمِنَ الْحِجَامَۃِ وَغُسْلِ الْمَیِّتِ۔ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزوں سے غسل کیا کرتے تھے جنابت سے۔ جمعہ کے دن پچھنے لگوانے سے۔ اور میت کو غسل دینے سے۔ کہہ دو کہ حضرت عائشہؓ بھی فقہ سے دور تھیں۔ ہاں یہ جو حاشیے پر آپ نے شیخی کی ہے کہ حضرت عائشہؓ کے تفقہ پر حنفیوں کا عمل ہے۔ یہ اب کہاں گئی؟ یہی حضرت عائشہؓ ہیں جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث سنتی ہیں جس میں ہے کہ نمازی کے آگے سے عورت یا کتا یا گدھا گذر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے تو فرماتی ہیں بِئْسَ مَا عَدَلْتُمُوْنَا بِالْحِمَارِ وَالْکَلْبِ یعنی یہ بات تو تمہاری بہت ہی بری ہے کہ تم نے ہم عورتوں کو گدھوں اور کتوں کے برابر کر دیا اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں حضرت ابوذرؓ ہیں اور بھی بزرگ صحابہؓ ہیں تو کہئے حضرت عائشہؓ کے انکار سے یہ سب بزرگ آپ کے نزدیک غیر فقیہ ٹھیر گئے؟۔ حضرت ابن عمرؓ کے اس قول پر کہ غسل کے وقت عورتیں اپنے سر کے بال کھول لیا کریں آپ فرماتی ہیں یونہی کیوں نہ کہدو کہ عورتیں بال منڈوا دیں؟ تو کیا ابن عمرؓ غیر فقیہ ہو گئے؟ اور کیا ان کی حدیث کو بھی آپ کے فقہا کے قیاس کے خلاف کے وقت چھوڑ دینی چاہیے؟۔

یہ بھی آپ لکھتے ہیں کہ حنفی قیاس کے خلاف والی حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث نہیں لیتے یہ غلط ہے پھر حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیثوں کو نہ لینے کیلئے دلیلیں بھی لکھتے ہیں۔ پھر حضرت عائشہؓ کو فقیہ مان کر ان کا خلاف حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کر کے حضرت ابو ہریرہؓ کو غیر فقیہ بھی مانتے ہیں یہ کیا اندھیر ہے؟ حضرت عائشہؓ کے سامنے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفارِ قریش کے بدری مقتولین سے کلام کرنے کا ذکر آتا ہے تو آپ اس پر بھی انکار فرماتی ہیں تو ان صحابہ کی جو اس حدیث کے راوی ہیں روایت کردہ کل حدیثیں مجروح اور ناقابلِ عمل ہو جائینگی؟ سباطۂ قوم پر بول بحالت قیام کا ذکر سنکر بھی مائی صاحبہؓ انکار کرتی ہیں تو کیا اس حدیث کے کل راوی بھی غیر فقیہ اور ان کی روایتیں بھی قابل ترک ہو جائیں گی؟ بدشگونی والی روایت مشکوٰۃ شریف میں حضرت سعد بن مالکؓ سے مروی ہے۔ حضرت صدیقہ کا اس پر بھی اعتراض ہے تو کیا جناب ان پر بھی ہاتھ صاف فرمائینگے کہ یہ غیر فقیہ ہیں ہے سمجھ ہیں؟ یہ بیس جواب تو سر دست لیجئے۔ کیا اب بھی آپ کے نقل کردہ بے حوالہ تین اعتراضات میں سے کسی میں جان رہی؟ مزید ملاحظہ فرمانا ہو تو اخبار محمدی کے فائلوں میں میرے وہ مضامین دیکھئے جو مسلسل کئی نمبروں میں حضرت ابو ہریرہؓ کے متعلق نکلا کئے ہیں۔ اس کے بعد مولف نے گالیاں بکنی شروع کی ہیں نجدی اور خارجی اور جھوٹے اور بے ایمان اور نجد کے شیطان اور متعصب اور نہ جانے کیا کیا؟ ان باتوں کا جواب نہ ہم نے اس سے پہلے لکھا نہ اب لکھیں کیونکہ جانتے ہیں کہ اگر کسی شریف انسان کے پاؤں پر کتا کاٹ لے تو وہ اس کے بدلے سے دست برداری ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد مولف نے نور الانوار کے حوالے سے ایک عبارت لکھی ہے گویا یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ امام مالکؒ کے مذہب میں تو قیاس خبرِ واحد پر مقدم ہے مگر ہمارے مذہب میں نہیں جس سے مقصود یہ ہے کہ گویا حنفی مذہب میں یہ نہیں کہ غیر فقیہ راوی کی بیان کردہ حدیث اگر خلاف قیاس ہو تو ترک کر دی جائے گی۔ اس کی نسبت گذارش ہے کہ جناب یہ تو بحث ہے خبرِ واحد کی۔ نہ کہ حدیث غیر فقیہ کی۔ آپ نے خاک اڑا کر چاند کو چھپانے کی بے فائدہ کوشش کیوں کی؟ یہاں اس کی بحث نہیں جس کی بحث ہے اور جو ہم نے لکھا ہے وہ تو آپ کی اسی کتاب نور الانوار میں بہت وضاحت سے مذکور ہے اسی لئے آپ نے فَقَطْ تک عبارت لکھ کر چھوڑ دی ہے۔ اسی سے آگے کی عبارت یہ ہے وَاِنْ عُرِفَ بِالْعَدَالَۃِ وَالضَّبْطِ

دُوْنَ الْفِقْہِ کَاَنَسٍ وَّاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اِنْ وَّافَقَ حَدِیْثُہُ الْقِیَاسَ عُمِلَ بِہٖ وَھُوَ اِنْ خَالَفَہٗ لَمْ یُتْرَکْ اِلَّا بِالضَّرُوْرَۃِ۔ وَھِیَ اَنَّہٗ لَوْ عُمِلَ بِالْحَدِیْثِ لَانْسَدَّ بَابُ الرَّاْیِ۔ یعنی اگر راوی عادل ہو ضابط ہو لیکن فقیہ نہ ہو جیسے انسؓ اور ابو ہریرہؓ تو اگر ان کی روایت کردہ حدیث مطابق قیاس ہے تو تو اس پر عمل کر لیا جائیگا اور اگر خلاف قیاس ہے تو بالضرورت چھوڑ دی جائیگی اسلئے کہ اگر حدیث پر عمل کیا جلئے تو رلئے کا دروازہ بند ہو جلئے۔

ناظرین یہ ہے نور الانوار! آپ اسے دیکھ لیجئے اور خدا کیلئے دھوکے سے بچیں۔ عبارت صاف ہے حضرت ابو ہریرہؓ کو غیر فقیہ کہا جا رہا ہے ان کی روایت کردہ حدیث رسولؐ پر قیاس کو مقدم کیا جاتا ہے اُس حدیث رسولؐ کو جو خلافِ قیاس ان کی روایت سے مروی ہو چھوڑنے کی ہدایت کی جا رہی ہے لیکن قربان صاحب ہیں کہ ان سب باتوں کا انکار کر کے سرخرو بنا چاہتے ہیں اور جن مقامات پر اس کی بحث نہیں وہ پیش کر کے سستے چھوٹنا چاہتے ہیں۔ پھر مذہب کو جاتا دیکھ کر حدیث ابو ہریرہ پر اعتراض بھی جماتے جا رہے ہیں مولانا شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب الانصاف میں تحریر فرماتے ہیں اَصَّلُوْا اَنَّہٗ لَا یَجِبُ الْعَمَلُ بِحَدِیْثِ غَیْرِ الْفُقَھَاءِ اِذَا انْسَدَّ بِہٖ بَابُ الرَّاْیِ الخ یعنی حنفیوں نے جو غلط اصول وضع کئے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ غیر فقیہ راوی کی حدیث پر عمل واجب نہیں ورنہ رائے قیاس کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ پھر لطف یہ ہے کہ حنفی خود اپنے اس اصول کو نبھا نہیں سکے۔ قہقہہ کی بالکل ضعیف حدیث انہی سے مروی ہے لیکن چونکہ ان کا مذہب بھی یہی ہے اسلئے آنکھیں بند کر کے یہ حدیث لے لی۔ روزے میں۔ بھولے سے کھا لینے سے روزہ نہ ٹوٹنے کی حدیث کے راوی بھی یہی ہیں لیکن چونکہ حنفی مذہب کا مسئلہ بھی یہی ہے۔ یہاں بھی حنفیوں نے یہ حدیث اپنے اصول کے خلاف لے لی غرض جہاں لینے سے مذہب بنتا تھا لے لی جہاں مذہب بگڑتا دیکھا اصول کو لیکر حدیث چھوڑ دی۔

حنفیوں کا اپنے اصول کو توڑنا

ناظرین پر واضح رہے کہ اصل کتاب نور الانوار جس سے ہم نے مندرجہ بالا عبارت نقل کی ہے اس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے ساتھ نہ رضی اللہ لکھا ہے نہ علامت رضؓ بنائی ہے اور مولف کے نزدیک یہ حرکت ان بزرگوں کے ساتھ دشمنی رکھنے کا ثبوت ہے پس اس بنا پر معلوم ہوا کہ مصنف نور الانوار ان بزرگوں کے دشمن تھے۔ یا پھر اپنے قول سے مولف صاحب توبہ کریں

اور ہمیں کسی بزرگ کا دشمن نہ کہیں۔ ناظرین اگر چاہیں اصل کتاب دیکھیں مطبوعہ یوسفی لکھنو سنہ ۱۷۹۔ یہاں ہمیں ناظرین ایک مزید بات کہنے کی بھی اجازت دیں وہ یہ کہ یہ سب کچھ لکھکر پھر مصنف نورالانوار صاحب تحریر فرماتے ہیں وَهٰذَا لَيْسَ ازْدِرَاءً بِأَبِي هُرَيْرَةَ وَاسْتِخْفَافًا بِهٖ یعنی اس میں نہ تو حضرت ابوہریرہ کی تحقیر ہے نہ توہین۔ تعجب ہے انھیں اتنا نا سمجھ بتلایا کہ ان کی روایت کردہ حدیثِ رسولؐ بھی متروک کردی گئی۔ لیکن ابھی تک نہ ان کی تحقیر ہوئی ہے نہ توہین تو اب کیا گالیاں دوگے؟ کیا مار پیٹ کروگے؟ اللہ سے ڈرو اور صحابۂ رسولؐ کی توہین سے توبہ کرو۔

سنو امام حنظلیؒ فرماتے ہیں۔ ثَبَتَ عِنْدَنَا الْاَحْكَامُ بِثَلَاثَةِ اٰلَافِ حَدِيْثٍ رَوٰى اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْهَا اَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ یعنی احکام کے بیان کی حدیثیں کل تین ہزار ہیں جن میں سے ڈیڑھ ہزار صرف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہیں آپ آنحضرتؐ کے صحابہؓ کے زمانے میں فتوے دیتے تھے۔ آٹھ سو صحابہؓ اور تابعین ان کے شاگرد ہیں۔ پانچ ہزار تین سو چوہتر حدیثیں ان سے مروی ہیں انھیں غیر فقیہ کہنے والے سے زیادہ بے سمجھ اور بے ادب دنیا میں کوئی نہیں نہ ہوگا۔

سنو! مسلمانو! میرا ایمان تو یہ ہے کہ مصنف نورالانوار اور مصنف اصول شاشی جیسے ایک کروڑ بھی جمع ہوجائیں تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایک کروڑویں درجے کو بھی نہیں پاسکتے ان حضرات کا حضرت ابوہریرہؓ کو غیر فقیہ کہنا محض لغو و باطل ہے تذکرۃ الحفاظ میں ہے اَبُوْهُرَيْرَةَ الدَّوْسِيُّ الْيَمَانِيُّ الْحَافِظُ الْفَقِيْهُ۔ . . . . مِنْ كِبَارِ اَئِمَّةِ الْفَتْوٰى۔ غایۃ المقصود میں ہے کہ ابن عباسؓ ابن عمرؓ جابرؓ انسؓ واثلہ بن اسقعؓ وغیرہ جیسے جلیل القدر صحابہؓ ان کے شاگرد ہیں تمام صحابہ سے زیادہ حدیثیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی آئی ہیں حضورؐ نے ان کے لئے دعا کی تھی کہ یہ حدیث بھول نہ جائیں۔ آپ کی دعا قبول ہوئی اور حدیث رسولؐ کے سب صحابہ سے زیادہ حافظ حضرت ابوہریرہؓ تھے رضی اللہ عنہ۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم کی اولاد میں سے نو سو بزرگوں نے آپ کی شاگردی کی ہے خود حضرت ابوہریرہؓ کا قول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے بعد میں ایک حدیث بھی بھولا نہیں ہوں۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ جن کے اقوال ہمارے مؤلف صاحب لائے ہیں۔ وہ بھی

حضرت ابوہریرہؓ کے اوصاف اور بڑائی

ہماری طرف سے بحیثیت گواہ پیش ہو سکتے ہیں آپ تحریر فرماتے ہیں اَمَّا اَصْحَابُ الرَّأْيِ فَإِنَّ اَمْرَهُمْ فِيْ بَابِ الْخَبَرِ وَالْقِيَاسِ عَجِيْبٌ فَتَارَةً يُّرَجِّحُوْنَ الْقِيَاسَ عَلَى الْخَبَرِ۔ یعنی رائے والوں کا عجیب حال ہے یہ کبھی قیاس کو حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔ مولانا آپ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو تو بخوبی جانتے ہوں گے اور ان کی فقاہت تو آپ کے نزدیک بھی مسلّم ہو گی آپ کو یاد ہوگا کہ حضرت عبداللہؓ نے فتویٰ دیا کہ حاملہ عورت کے فوت شدہ خاوند کی عدت اس کے ذمے دونوں عدتوں میں جو دیر کی ہو وہ ہے یعنی چار ماہ دس دن اور بچے کا ہونا ان میں سے جو دیر سے ہو وہی اس کی عدت ہے حضرت ابوہریرہؓ نے وہیں اس کی تردید کی اور فتویٰ دیا کہ اس کی عدت حمل کا وضع ہونا ہے۔ وہ چاہے جب ہو پھر انھیں غیر فقیہ کیسے کہا جا رہا ہے؟ جن بڑے بڑے صحابہؓ پر علم دین مسائل شرع علم حدیث علم فقہ حدیث کا دار و مدار تھا ان میں بڑے پایے کے بزرگ حضرت ابوہریرہؓ تھے ملاحظہ ہو کتب محدثین اور الروض الباسم وغیرہ۔

قیاس کو حدیث پر مقدم کرنا

ہمارا شیر بھی عجیب مزے کا انسان ہے۔ ہم نے دلائل محمدی میں لکھا تھا کہ جو معنی اس حدیث کے ہیں کہ اس کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ اس کی نماز نہیں جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔ اس پر شیر صاحب لکھتے ہیں یہ ابلیسی قیاس ہے بھائی دونوں حدیثوں کے یکساں الفاظ ہیں اس میں قیاس کی بات ہی کونسی ہے؟ اللہ تمہیں سمجھ دے۔ ہاں اور یہ جناب قیاس سے کہاں بھاگنے لگے؟ ادھر دیکھئے اے جناب آپ نے اور آپ کے آباؤ اجداد نے حتیٰ کہ آپ کی فقہ کے اصول وضع کرنے والوں نے تو قیاس کو وہ درجہ دیا جو ابھی آپ سن آئے ہیں کہ قیاس کے خلاف جو حدیث حضرت ابوہریرہؓ وغیرہ بیان فرمائیں ہم اُسے چھوڑ دینگے نہ مانیں گے۔ اتنا لکھکر پھر اپنی عادت سے مجبور ہو کر مؤلف نے کوسنا شروع کیا ہے لکھا ہے کمبخت ہیں وہابی ہیں نہ اِدھر کے ہیں نہ اُدھر کے ہیں خیر اسے تو ہم پھر نظر انداز کرتے ہیں۔

اہل حدیث دشمن امام نہیں

اس کے بعد قربان صاحب نے ہمارا متعصب ہونا ثابت کرنے کیلئے لکھا ہے کہ ابوحنیفہؒ کے بعد ہم نے نہ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے نہ رح لکھا ہے۔ ہم کہتے ہیں یہ جناب کے تعصب کا مظاہرہ ہے ایک خیانت تو آپ نے یہیں کی ہے کہ ہم نے امام لکھا ہے اسے بھی آپ نے نقل نہیں کیا دوسرے اسی کتاب میں جگہ جگہ رحمۃ اللہ علیہ امام صاحبؒ کے نام کے ساتھ

لکھا ہوا ہے۔ وہ کیا آپ کی نگاہ سے نہیں گذرا؟ تیسرے آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۴ میں امام دارقطنی لکھا ہے اور اس کے بعد نہ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے نہ رح بنایا ہے کہئے ہم آپ کو وہی کیوں نہ کہیں جو آپ نے ہمیں کہا ہے۔ اسی صفحہ میں صحابیؓ لکھکر بھی آپ نے نہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے نہ رضہ بنایا ہے۔ اسی طرح کئی ایک مقامات اور بھی ہیں ہم نے اپنے رسالے میں اور نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے میں جس چیز کو بدعت کہا ہے وہ بدعت ہی ہے ورنہ اگر کچھ علم تھا تو اسے سنت ثابت کرتے۔ منہ چڑانے سے کیا نتیجہ؟ یہ تو ہم پر تہمت ہے کہ ہم مردوں کی ثواب رسانی کے قائل نہیں۔ ہم قائل ہیں اور جو ہم پر تہمت رکھے اس سے خدا سمجھے ہاں یہ ہم ضرور کہتے ہیں کہ ثواب رسانی کے طریقے وہی ہونے چاہئیں جو شرع محمدی میں ہیں نہ وہ جو ہندوؤں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں بھی سرایت کر گئے ہیں اس مسئلے کی پوری وضاحت میری کتاب درود محمدی میں ملاحظہ فرمایئے۔

ثواب رسانی

درود محمدی

تحسین ترمذی

اس کے بعد امام ترمذیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبادہؓ والی حدیث کو جو حسن کہا ہے اس پر آپ نے لکھا ہے کہ تم نے ان کی تحسین فلاں جگہ تسلیم نہیں کی۔ ہم کہتے ہیں وہاں تسلیم کے لائق نہ تھی اس کی دلیلیں وہیں موجود ہیں یہاں تسلیم کے لائق ہے۔ ورنہ آپ ہی کوئی جرح کر کے بتلایئے مگر آپ نے تو ہتھیار ڈال دیئے۔ میں نے تو اپنے رسالہ دلائل محمدی میں اور بھی بہت سے محدثین سے اس کی تصحیح اور تحسین نقل کی ہے بلکہ خود آپ کے مذہب سے اس حدیث کا صحیح ہونا ثابت کیا ہے۔ لیکن آپ سے نہ اس کا جواب بن پڑا ہے نہ میری کسی ایک بات کا۔ خارج از بحث امور پر آپ نے گفتگو کی ہے دلائل کو تو چھوا بھی نہیں جس سے ظاہر ہے کہ خدا کے فضل سے ہمارے قوی دلائل کے سامنے آپ کی پشت خم ہے اور آپ کی نگاہیں نیچی ہیں فالحمد للہ۔

اصول حدیث

واہ علامہ دہر آپ نے یہ خوب اعتراض کیا کہ صحابی کا نام نہیں۔ نہ ہو آپ اصول سے بے بہرہ ہیں ورنہ آپ کو معلوم ہوتا کہ اَلصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ عُدُوْلٌ صحابہؓ سارے کے سارے عادل ہیں اسلئے نام نہ ہونا حدیث میں کوئی ضعف پیدا نہیں کرتا۔ یہ تو حنفی اہلحدیث دونوں کے نزدیک مسلم ہے لیکن آپ کی جانے بلا؟ کہ اصول ہیں کیا؟ صرف راویوں کی ثقاہت ہی بیان نہیں کی بلکہ حدیث کو حسن بھی کہا ہے۔ اور میں نے یہ سب نقل بھی کیا ہے لیکن آپ سے اس کا بھی جواب کوئی بن نہیں پڑا۔ یہاں بھی مؤلف ہم پر بہتان بازی کرنے سے نہیں چوکے

بہتان بازی

لکھا ہے کہ ہم نے دلائل محمدی ص۱۰ میں صحابی کے قول کو بصورت عدم مخالفت قابل تقلید کہا ہے حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ ناظرین خود دلائل محمدی دیکھ لیں۔ اس کے بعد آپ نے امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کو مردو لکھا ہے اس کے جواب میں ہم تو کچھ نہیں لکھتے لیکن اگر کسی بگڑے دل کے قلم سے یہی لفظ کسی وقت احمد رضا خان بریلوی کے لئے نکل جائے تو برا تو نہ لگیگا؟ چاروں مصلوں کی اور تقلید کی بحث پوری دیکھنی ہو تو میری کتاب طریق محمدی دیکھئے اس کتاب میں بھی شروع کے حصے میں کافی بحث گذر چکی ہے۔ اس پر دوبارہ نظر ڈال جایئے۔ اس کے بعد آپ نے کہا ہے " حضورؐ کا ارشاد ہے كَلَامِیْ لَا يَنْسَخُ كَلَامَ اللهِ وَكَلَامُ اللهِ يَنْسَخُ كَلَامِیْ یعنی میرا قول خدا کے قول کو منسوخ نہیں کرتا اور خدا کا قول میرے قول کو منسوخ کرتا ہے۔ اس کی نسبت عرض ہے کہ اگر آپ اس حدیث کی صحت ثابت کر دیں اس کی سند غیر مجروح پیش کر دیں تو میں آپ کو انعام دونگا تم جیسے مقلدوں کا حدیث میں دخل دینا ایسا ہی ہے جیسے کسی نامرد کا جورو کرنا۔ سنئے اس کی سند میں جبرون بن واقد افریقی ہیں جن پر حدیثوں کے گھڑنے کا الزام ہے پس یہ حدیث انتہا درجہ کی ضعیف بلکہ تقریباً موضوع ہے ثابت وصحیح نہیں۔ اور آپ کو تو یہ خبر بھی نہ ہوگی سنئے اگر یہ مان لیا جائے تو پھر تو حنفی مذہب پورا کا پورا ارنڈ کے درخت کی طرح جڑ سے اکھڑ جائیگا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ مذہب ہے کہ حدیث شریف سے کلام اللہ شریف منسوخ ہو سکتا ہے آپ کے مذہب کی اسی کتاب نورالانوار میں ہے فَيَجُوْزُ نَسْخُ الْكِتَابِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ یعنی کتاب اللہ منسوخ ہو سکتی ہے خود کتاب اللہ سے بھی اور حدیث رسول اللہ سے بھی۔ والدین اور اقرباء کے لئے وصیت کا حکم کلام اللہ میں موجود ہے لیکن حدیث میں ہے کہ وارث کیلئے کوئی وصیت نہیں سارے حنفی اسے مانتے ہیں کہو نسخ کلام اللہ حدیث سے جائز ہے یا نہیں؟ عام مسلمانوں کو میراث کا حکم قرآن ہے لیکن حدیث نے میراث پیغمبری کو اس میں سے مخصوص کر دیا ہے کہئے آپ بھی مانتے ہیں یا نہیں؟ آپ سنی ہیں یا کچھ اور؟ اسی طرح کے اور بھی بہت سے مسائل ہیں۔ ہاں ایک اور نہایت گہرا اور عمدہ مطلب بھی عربیت کے قاعدہ سے ہو سکتا ہے خدا جانے آپ اسے سمجھ بھی سکیں یا نہیں؟ مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے بعد اس کے متصل ہی اور حدیث ہے اس میں ہے اِنَّ اَحَادِيْثَنَا يَنْسَخُ بَعْضُهَا بَعْضًا كَنَسْخِ الْقُرْاٰنِ یعنی ہماری حدیثیں آپس میں ایک دوسری کو

حدیث سے کلام اللہ شریف کا نسخ

منسوخ کرتی ہیں مثل نسخ قرآن کے ۔ یعنی جس طرح ہماری حدیثیں قرآن کریم کی ناسخ ہیں اسی طرح حدیث کی بھی وہ ناسخ ہو سکتی ہیں ۔ اس صورت میں مطلب اور بھی واضح ہوگیا ۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ ، یعنی مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اسی جیسی چیز اور بھی اسی کے ہمراہ دی گئی ہے (رواہ ابوداؤد) پس آپ کی حدیث بھی مثل قرآن ہے ۔ ماننے کے لحاظ سے تعمیل تسلیم کے لحاظ سے دونوں بالکل یکساں ہیں جو حکم قرآن کا وہی حدیث کا ۔ سنو بھائی مولوی قربان علی صاحب تم تو بہت چھوٹے ہو تمہارے بڑوں نے بھی حدیثوں میں بکثرت ٹھوکریں کھائی ہیں یاد رنہ ہو تو میری کتاب درایت محمدی ملاحظہ فرمائیے ۔ اس موقعہ پر ہم مولف صاحب کو چار مسائل بتلاتے ہیں جو باوجودیکہ قرآن کے خلاف ہیں صحیح حدیث سے ثابت بھی نہیں لیکن حنفی ان ہی بیجان دلائل کو لیکر قرآن کا خلاف کرتے ہیں اور ان سے آیات قرآنیہ کو گویا منسوخ مانتے ہیں (۱) کہتے ہیں کہ وتر واجب ہے (۲) کہتے ہیں کہ نبیذ یعنی کھجور کے شیرے سے وضو جائز ہے (۳) کہتے ہیں کہ دس درہم سے کم کا مہر نہ ہونا چاہیئے (۴) کہتے ہیں کہ دس درہم سے کم کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹنے چاہئیں دیکھئے یہ مسائل قرآن کے خلاف ہیں اور ان کے ثبوت کی حدیثیں بھی نہیں تاہم حنفی حضرات ان مسائل کو مانتے ہیں کہئے قرآن کا نسخ غیر ثابت حدیثوں کی بنا پر آپ نے کیسے کر لیا ؟ قرآن پر احادیث سے زیادتی کی کامل بحث جو صاحب دیکھنا چاہیں وہ میری کتاب دین محمدی ترجمہ اعلام الموقعین کے حصہ چہارم کا ۵۸ سے ۱۰۵ تک ملاحظہ فرمائیں انشاء اللہ ان کے دل میں نور چمکنے لگیگا ۔ مصنف نورالانوار نے نسخ کتاب بالسنۃ کی مثال میں آیت لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ اور حدیث عائشہؓ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَخْبَرَهَا بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَبَاحَ لَهُ النِّسَاءَ مَا شَاءَ پیش کی ہے لیکن مولوی قربان علی شاہ صاحب ان تمام باتوں سے محض بے خبر ہیں اور ہاں مولوی صاحب یہ تو آپنے خوب ہی کس مزے سے لکھا کہ " اربعین محمدی ص۱۱ میں ائمہ اربعہ کے ساتھ یہ زبان درازی ہے ۔ سے

ما اہل حدیثیم و دغا را نہ شناسیم ✤ باب الحیل ایں فقہا را نہ شناسیم

آخر یہ تو فرمائیے کہ اس شعر میں ائمہ اربعہ کا ذکر ہی کیا ہے ؟ کیا باب الحیل امام ابوحنیفہ رح نے لکھا ہے ؟ یا ان اور ائمہ میں سے کسی نے لکھا ہے ؟ سنو یقیناً جس نے باب الحیل کھولا ہے اس نے خدا کی تمام شریعت کو بدل دیا ہے ۔ اسے اگر آپ بسط سے دیکھنا چاہتے ہوں تو میرے مضامین اخبار محمدی جلد سوم کے ۱۴ سے ۱۷ تک ملاحظہ فرمائیے ۔

مؤلف صاحب کا یہ سلیقہ بھی قابل داد ہے کہ اگر کہیں عربی نقل کرتے ہیں تو ترجمہ نہیں کہیں سے ترجمہ نقل کرتے ہیں تو اصل عربی نقل نہیں کرتے ۔ اپنی اسی عادت کے مطابق یہاں بھی مؤلف نے ایک ترجمہ نقل کیا ہے اور حوالہ دیا ہے شاہ ولی اللہؒ کی کتاب انصاف کا ۔ ہم نے انصاف کو اول سے آخر تک دیکھا ہمیں تو اس میں مؤلف کی نقل کردہ عبارت نہ ملی ۔ نہ ترجمہ نظر سے گذرا ۔ خدا ہی جانتا ہے کہ مؤلف کو اس غلط حوالے کی کونسی ضرورت پیش آئی تھی ؟

دوسرا حوالہ دیا ہے عقد الجید کا اس کی نسبت سنئے اولاً تو لفظ "جان تو" یہ اصل عبارت کے علاوہ ہے۔ دوسرے شاہ صاحب خبر دیتے ہیں ماضی کے لفظ سے لکھتے ہیں اعتمدوا لیکن ہمارے علامہ صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں اعتماد کریں، عبارت میں لئلا یخرج پر عطف ہے وینبنی علیہا کا لیکن علامہ مولف ترجمہ کرتے ہیں" اور چاہیئے کہ بنا کرے اس میں ان سے جو پہلے اس کے ہیں" ناظرین اردو کے اس جملے پر توجہ فرمائیں کیا فصاحت و بلاغت ہے؟ میرے خیال سے تو اردو کے ایک سو اعلیٰ ادیب انسان جمع ہو جائیں تو بھی علامہ کے اس فقرے کو سمجھ بھی نہ سکیں گے۔ یہ ہیں جنھیں ہماری اردو دانی پر اعتراض ہے۔ پھر اس فصاحت و لطافت پر جس عربی عبارت کا یہ ترجمہ کہا جاتا ہے اس کا ترجمہ بھی نہیں پھر اس جملے کے بعد اصل عربی میں ایک جملہ اور ہے اوسے اور اسے مخلوط کر دیا گیا ہے پھر اس پوری عبارت کو چھوڑ دیا ہے۔ لِاَنَّ جَمِيعَ الصِّنَاعَاتِ كَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَالطِّبِّ وَالشِّعْرِ وَالْحِدَادَةِ وَالتِّجَارَةِ وَالصِّيَاغَةِ لَمْ يَتَيَسَّرْ لِاَحَدٍ اِلَّا بِمُلَازَمَةِ اَهْلِهَا وَغَيْرُ ذَالِكَ نَادِرٌ بَعِيدٌ لَمْ يَقَعْ وَاِنْ كَانَ جَائِزًا فِي الْعَقْلِ ۔ اس پوری عبارت کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے ہم نے اگر کہیں سے غیر متعلقہ عبارت حذف کی تھی تو نقطے لگا دیئے تھے کہ پڑھنے والا اسے سمجھ لے اس پر تو جناب کو اعتراض تھا پھر یہ کھلی خیانت اور اس طرح ملی جلی کہ کسی کو پتہ بھی نہ چلے یہ کیوں؟ پھر عبارت میں مخدومہ کا لفظ ہے اس کا مطلب چونکہ مؤلف کو معلوم نہیں ہو سکا لہٰذا اس لفظ کا ترجمہ ہی نہیں کیا۔ پھر یہاں بھی ان کی اردو ملاحظہ ہو لکھتے ہیں" اور یہ کہ ہو مخدومہ یعنی بیان کیا جائے راجح محتملات ان کی سے۔" بھائی حیدر آبادی صاحب یہ کونسی جناتی زبان بول رہے ہو؟ آپ کو تو اردو میں ادیب ہونے کا دعویٰ تھا پھر آپ کے دعوے کو کونسی دیمک چاٹ گئی؟ اور ہاں حضرت یہ راجح کے کیا معنیٰ ہوئے؟ ذرا سمجھو تو سہی کہ لکھتے کیا ہو؟ چونکہ مؤلف کو انہی چیزوں پر اعتراض تھا اور اسے جا بجا اچھالتے رہتے تھے اس لئے میں نے بھی ذرا قلم چلا دیا ہے ورنہ ہم تو ان کی ایسی غلطیوں سے چشم پوشی ہی کرتے رہے یہ ساری عبارت ان کی پڑھنے کے لائق ہے۔ اب اصل عبارت کا جواب ملاحظہ ہو۔ جس انصاف کا آپ نے حوالہ دیا ہے اسے شاہ صاحبؒ ختم اس عبارت پر کرتے ہیں وَلَمْ يَاْتِ قَرْنٌ بَعْدَ ذَالِكَ اِلَّا وَهُوَ اَكْثَرُ فِتْنَةً وَاَوْفَرُ تَقْلِيدًا الخ یعنی اب تو جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے فتنے بڑھتے جاتے ہیں لوگ تقلید میں مضبوط ہوتے

جواب

جارہے ہیں دلوں میں سے امانتِ خداوندی اٹھتی چلی جا رہی ہے لوگوں نے دینِ خدا کی تحقیق چھوڑ دی ہے اور صرف تقلید پر جم گئے ہیں صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اگلوں کی اور بڑوں کی روش پر قائم ہیں۔ پس اس خرابی کی شکایت ہم دربارِ خداوندی میں کرنے کے سوا اور کیا کریں؟ اور جگہ اسی انصاف میں ولیِ کامل حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ اِنَّهُمْ اِطْمَأَنُّوْا بِالتَّقْلِيْدِ وَدَبَّ التَّقْلِيْدُ فِيْ صُدُوْرِهِمْ دَبَّ النَّمْلِ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ٥ یعنی یہ مقلدین تقلید پر جم گئے اور تقلید ان کے دلوں میں چیونٹی کی چال کی طرح ان کی بے خبری میں رچ گئی۔ صحابہ اور تابعین کی بابت آپ اپنی اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں وَقَدْ تَوَاتَرَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا بَلَغَهُمُ الْحَدِيْثُ يَعْمَلُوْنَ بِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّلَاحِظُوْا شَرْطًا ط یعنی تواتر کے ساتھ یہ بات ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ صحابہؓ اور تابعینؒ کو جب کبھی کوئی حدیث ملتی وہ فوراً اس پر عمل شروع کر دیتے تھے کسی اور شرط کی طرف نگاہ بھی نہ اٹھاتے یعنی یہ عادت نہ تھی کہ فلاں نے اگر اس حدیث کو لی ہے تو ہم بھی لیں گے ورنہ نہیں۔ یعنی تقلید کا شائبہ بھی ان میں نہ تھا۔ فرمائیے اب تو غالباً آپ کو بھی اطمینان ہو گیا ہو گا کہ تقلید بدترین بدعت ہے اور خیر و بہتری کے زمانوں کے بعد ایجاد ہوئی ہے صحابہ تابعین اس بدعت سے بالکل بعید تھے رضی اللہ عنہم اجمعین آؤ شاہ صاحبؒ کی بات ہمیں منوانے سے پہلے خود ہی مان جاؤ آپ وصیت نامہ میں لکھتے ہیں دائماً تفریعاتِ فقہیہ را بر کتاب و سنت عرض نمودن انچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالائے بد بریش خاوند دادن۔ امت را بہیچ وجہ از عرض مجتہدات بر کتاب و سنت استغنا حاصل نیست۔ و سخن متقشفہ فقہا را کہ تقلید عالمے را دستاویز ساختہ تتبع کتاب سنت را ترک کردہ نہ شنیدن و بدیشاں التفات نہ کردن و قربتِ خدا جستن بدوری ایشاں۔ (وصیت نامہ) یعنی ہمیشہ فقہ کی جزئیات کو قرآن و حدیث پر پیش کیا کرو۔ فقہ کا جو مسئلہ مطابق قرآن و حدیث ہو اسے قبول کر لو اور جو ان کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔ امت میں سے کسی کو بھی اس بات سے بے نیازی ہو ہی نہیں سکتی کہ وہ اماموں کے اجتہادات کو کتاب و سنت سے نہ ملائے۔ ہرگز ان فقہا کی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آنا چاہیئے جو کسی امام کی تقلید کو دستاویز بنائے ہوئے ہیں۔ بلکہ انکی طرف توجہ تک نہ کرنی چاہیئے ان سے دوری میں خدا کی نزدیکی کی تلاش ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا فرمان ترک تقلید

ناظرین کرام وہ لوگ تو خیر حق کا ارادہ اور مقصود صرف لڑائی جھگڑے خلاف اور مخالفت کا ہی ہے جو اختلاف پہ مٹے ہوئے ہیں۔ لیکن آپ کی زندہ ضمیرے میں اپیل کرتا ہوں کہ کیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت نے معاملے کو ختم نہیں کر دیا۔ کیا موجودہ تقلید شخصی کی رگِ جان اس تحریر نے کاٹ نہیں دی؟ اہلحدیث وہی کہتے ہیں جو شاہ صاحبؒ فرما رہے ہیں۔ ان کے مجمل اقوال لاکر غلط نتائج نکال کر دنیا کو تقلیدی زندان کا قیدی بنانا اچھا؟ یا اُن کے بے لاگ اور بہت صاف اور پاک اقوال کو لیکر مسلمانوں کو اس اندھیرے والے جیل خانے سے نکالنا اچھا؟ مسلمانو! کیا اندھیر کر رہے ہو؟ ایک طرف سے تمہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں دوسری طرف سے آواز آتی ہے کہ آؤ امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کریں۔ ایمان سے بتلاؤ کس کی آواز قابل قبول ہے؟ ایک طرف سے کہا جاتا ہے کہ فقہ کی کتابوں میں انہوں کے جو رائے قیاس ہیں انھیں مانو۔ دوسری طرف سے تمہیں رغبت دلائی جاتی ہے کہ حدیث کی کتابوں میں جو فرمانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انھیں تسلیم کرو۔ بتلاؤ کس کی بات قابلِ قبول ہے؟ مَالِیْٓ اَدْعُوْکُمْ اِلَی النَّجٰوۃِ وَ تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ کیا بات ہے؟ کہ ہم تمہیں نجات کی طرف بلا رہے ہیں اور تم ہمیں آگ کی طرف آوازیں دے رہے ہو؟ دوستو! تقلیدِ امام کا چھوڑنا آسان ہے اور اتباعِ رسول سے ہٹنا کفر ہے اسی عقد الجید میں یہی حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلنَّاسُ لَمْ یَزَالُوْا عَلٰی ذٰلِكَ یَسْئَلُوْنَ مَنِ اتَّفَقَ مِنَ الْعُلَمَآءِ مِنْ غَیْرِ تَقْلِیْدٍ لِمَذْھَبٍ یعنی ان مذاہب اربعہ اور ان متعصب مقلدوں کے ظاہر ہونے سے پہلے دنیائے اسلام کا یہی قاعدہ تھا کہ جس عالم سے موقعہ پڑا مسئلہ دینی دریافت کر لیا۔ اور اسکی بتلائی ہوئی قرآن وحدیث کی دلیل پر عمل کر لیا کسی خاص مذہب یا کسی مخصوص عالم کے وہ پابند نہ تھے۔ لیکن افسوس اس زمانے کے متعصب مقلدوں نے تو گویا اپنے اپنے اماموں کو نبی مان لیا ہے۔ اگرچہ ائمہ کا قول قرآن وحدیث سے کوسوں دور کیوں نہ ہو؟ مگر ان کی گردنوں میں سے تقلید کی پھانسی نہیں نکلتی پر نہیں نکلتی بھلا اس گمراہی اور حق سے دوری کو کوئی عقلمند بھی پسند کر سکتا ہے؟

جو عبارت تم نے پیش کی ہے اس میں بھی تقلید کی دراصل ممانعت ہے اس میں اتباعِ سلف کی ترغیب ہے۔ لیکن تم اتباع اور تقلید کے فرق کو کیا جانو؟ اعلام الموقعین

جواب وعظ

اتباع اور تقلید

دیکھکر اپنی علمیت بڑھاؤ اور ان دونوں کے فرق کا احساس کرو۔ آپ کی پیش کردہ عبارت میں آخری فقرہ جو چاروں مذاہب کی کتابوں کی بابت ہے اس سے بھی یہ مطلب نہیں کہ ان میں سے کسی مخصوص مذہب کی اندھی تقلید کیا کرو۔ بلکہ ان کے اقوال لیکر حدیث قرآن سے ملاکر جس مذہب کا جو قول کتاب وسنت سے مل جائے اسے لے لو۔ جو جو خلاف نظر آئے اُس سے نگاہیں پھیر لو۔ یہی مطلب خود شاہ صاحب کے الفاظ میں بیان ہو چکا دوبارہ نظر ڈال لیجئے۔ شاہ صاحب کی اسی کتاب عقید الجید میں موجود ہے اور یہی عبارت ساری کتاب کا خلاصہ ہے اور واقعی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے ہم مولوی قربان علی صاحب کو اور دوسرے اپنے بھائیوں کو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی قبولیت کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ فَاِنْ بَلَغَنَا حَدِیْثٌ مِّنَ الرَّسُوْلِ الْمَعْصُوْمِ الَّذِیْ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْنَا طَاعَتَہٗ بِسَنَدٍ صَالِحٍ یَّدُلُّ عَلٰی خِلَافِ مَذْھَبِہٖ وَتَرَکْنَا حَدِیْثَہٗ وَاتَّبَعْنَا ذَالِكَ التَّخْمِیْنَ فَمَنْ اَظْلَمُ مِنَّا وَمَا عُذْرُنَا یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٭ یعنی جب ہمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث صحیح سند سے پہنچے جو تابعداری کے لائق اور معصوم محض ہیں اور وہ حدیث ہمارے مذہب کے خلاف ہو۔ اس وقت اگر ہم اُس حدیث رسولؐ کو چھوڑ کر اس مذہبی تخمینہ پر جمے رہیں تو ہم سے بڑھکر ظالم کوئی نہیں اور قیامت کے دن جبکہ سب لوگ رب العالمین کے دربار میں پیش ہوں گے ہمارا کوئی عذر نہ چل سکیگا یاد رکھنا شاہ صاحبؒ کی جس کسی کتاب میں تقلید کا جواز کسی طرح سے بھی کوئی بھی بالفرض نکال لے تو بھی تقلید سے مراد یہی ہے کہ قولِ امام کو حدیث وقرآن کی موافقت کی صورت میں ماننا اور مخالفت کی صورت میں پس پشت پھینک دینا۔ چنانچہ خود شاہ صاحب اسی کتاب عقد الجید میں تحریر فرماتے ہیں یَکُوْنُ عَمَلُہٗ بِقَوْلِ الْمُجْتَھِدِ کَالْمَشْرُوْطِ بِکَوْنِہٖ مُوَافِقًا لِلسُّنَّۃِ فَلَا یَزَالُ مُتَفَحِّصًا عَنِ السُّنَّۃِ بِقَدْرِ الْاِمْکَانِ فَمَتٰی یَجِدُ حَدِیْثًا یُّخَالِفُ قَوْلَہٗ نَبَذَہٗ وَاَخَذَ بِالْحَدِیْثِ۔ وَاِلَیْہِ اَشَارَ الْاَئِمَّۃُ قَالَ الشَّافِعِیُّ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ۔ وَاِذَا رَأَیْتُمْ کَلَامِیْ یُخَالِفُ الْحَدِیْثَ فَاعْمَلُوْا بِالْحَدِیْثِ وَاضْرِبُوْا بِکَلَامِیْ الْحَائِطَ۔ وَقَالَ مَالِكٌ مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَمَأْخُوْذٌ مِّنْ کَلَامِہٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَیْہِ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ

شاہ صاحب کا منصفانہ

علماء احناف کا فرمان

لَا یَنْبَغِیْ لِمَنْ لَمْ یَعْرِفْ دَلِیْلِیْ اَنْ یُّفْتِیَ بِکَلَامِیْ وَقَالَ اَحْمَدُ لَا تُقَلِّدْنِیْ وَلَا تُقَلِّدَنَّ مَالِکًا وَلَا غَیْرَہٗ وَخُذِ الْاَحْکَامَ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ۔

اے میرے وہ بھائیو جن کی نظریں ان سطروں پر اس وقت ہیں۔ آپ سے عرض ہے کہ خدارا اس عبارت پر غور کیجئے اور حق کو قبول کرنے میں عار اور شرم نہ کیجئے۔ اے مولوی قربان علی صاحب خدا آپ کو ہدایت دے آپ بھی ذرا اس پر تامل کیجئے یہ فرمان اُن ہی کا ہے جن کا قول آپ نے بطور دلیل پیش فرمایا ہے سنئے! شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور اپنے فرمان کو چاروں اماموں کے قول سے مؤید اور مدلل کر کے فرماتے ہیں اللہ ان چاروں اماموں کی روح کو راحت پہنچائے اور ان پر اپنی رحمتوں کی جھوم جھوم کر برسنے والی بدلیوں میں سے بے شمار رحمتیں برسائے۔ فرماتے ہیں کہ امام ومجتہد کے قول پر عمل اس شرط سے رکھو کہ قرآن حدیث کے مطابق اگر اس بزرگ کا قول ہوگا تو مانوں گا۔ اور ہمیشہ حدیث کی تلاش میں رہو جسقدر تم میں طاقت ہو۔ جب کبھی جس کسی مسئلے میں اپنے امام اور مجتہد کے قول کو حدیث وقرآن کے خلاف پاؤ وہاں امام کے قول کو پھینکدو اور حدیث شریف کو مضبوطی سے تھام لو۔ سنو ائمہ کرام کے ارشادات بھی یہی ہیں حضرت امام شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے۔ جب میرا کوئی مسئلہ خلافِ حدیث دیکھو تو حدیث پر عمل کرو اور میری بات کو دیوار پر مار دو۔ حضرت امام مالکؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کوئی ایسا نہیں جس کی بعض باتیں لینے کے اور بعض چھوڑنے کے قابل نہ ہوں بجز رسول اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کی تمام باتیں قطعاً واجب التعمیل والتسلیم ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جسے میری دلیل معلوم نہ ہو اسے صرف میری بات پر فتوٰی دینا جائز ہی نہیں۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسلمانو! نہ میری تقلید کرنا نہ امام مالکؒ کی تقلید کرنا نہ کسی اور کی بلکہ احکام اسلام وہاں سے لینا جہاں سے ان بزرگوں نے لئے ہیں یعنی قرآن حدیث سے۔ برادران کیا حرمتِ تقلیدِ مروج میں یہ عبارت نصِ قطعی نہیں؟ پھر اس عبارت کے لکھنے والے سے اسی کتاب سے فرضیت تقلیدِ مروّج کے پیچھے لگنا کیا دین ودیانت کے خلاف نہیں؟ اسی عبارت کے متصل شاہ صاحب حرمتِ تقلید کی ایک اور وجہ قائم کرتے ہیں فرماتے ہیں وَالْوَجْہُ الثَّانِیْ

(الی ان قال) اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْہِ یعنی حرمت تقلید کی دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی امام کی نسبت یہ حسن ظنی کرلے کہ وہ انتہائی درجہ کو پہنچ چکا ہے ناممکن ہے کہ اس کا بتلایا ہوا مسئلہ غلط ہو۔ اب اسے اگر کوئی صریح صحیح حدیثِ رسول پہنچے جو قولِ امام کے خلاف ہو تاہم قولِ امام کی تقلید کو نہ چھوڑے۔ یا یہ سمجھ لے کہ جب میں اس امام کی تقلید کا اقرار کرچکا تو اب میں اس کی تمام باتیں ماننے پر مجبور ہوں ورنہ تقلید ٹوٹے گی۔ پھر ایسا ہوکر بیٹھ رہے جیسے کوئی کم عقل شخص جسے اس کے مال میں تصرف کرنے سے روک دیا گیا ہو۔ اب اُسے حدیثیں پہنچیں اور ان کی صحت یقینی ہو تاہم انھیں قبول نہ کرے کیونکہ اس نے اپنے ذمے تقلید کی پچ لگا رکھی ہے یہ عقیدہ بالکل فاسد ہے اور یہ قول بالکل نکما اور محض غلط ہے عقلاً نقلاً اس کا شاہد ہے ہی نہیں۔ سلف میں ایسا کرنے والا ایک بھی نہیں گذرا۔ اس مقلد نے دو بڑی بھاری غلطیاں کی ہیں اول تو یہ کہ فقیہ اور امام کو جو خطا اور غلطی سے پاک نہیں اس نے معصوم اور غلطی سے پاک سمجھکر اس کی نسبت یہ خیال کرلیا کہ اس کے تمام مسائل برحق ہیں یا تو حقیقتہً یا حق عمل میں۔ دوسری ڈبل غلطی یہ کی کہ یہ خیال کر بیٹھا کہ مجھ پر اس کی تقلید ضروری ہے خدا نے مجھ پر واجب کردی ہے ایسے ہی مقلدوں کے حق میں قرآن کریم کا یہ فرمان ہے کہ اگلے زمانے کے کفار کہا کرتے تھے کہ ہم نے تو اپنے بڑوں کو جس پر پایا ہم تو انہی کے قدم بقدم چلیں گے۔ دوسری عبارت جو آپنے عقد الجید سے نقل کی ہے۔ اس میں ایک تو لفظ کلہا کی تحریف کرکے آپ نے کل لکھا ہے۔ دوسرے چونکہ اس کا ترجمہ کرنے سے آپ کا بھرم کھل جاتا۔ پردہ پوشی اسی میں تھی کہ اس کا ترجمہ نہ کیا جائے لوگ سمجھ لیں گے کہ یہ عبارت بھی ہمارے مفید مدعا ہوگی بدیں وجہ جناب نے اس کا ترجمہ بھی نہیں کیا۔ تیسرے مصلحۃٌ عظیمۃٌ پر آپ نے پیش غلط لگائے ہیں وہ اِنَّ کا اسم ہے اور اسم اِنَّ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے لیکن آپ کی جانے بلا اب سنئے اس عبارت میں یہ ہے کہ چاروں مذہبوں سے اعراض مفسدہ کبیرہ ہے چاروں کا مجموعہ الگ چیز ہے اور چار میں سے ہر ایک الگ چیز ہے۔ چار چوانیاں اگر ہوں اور کوئی کہے کہ ان چاروں کا ایک روپیہ ہوتا ہے تو کوئی عقلمند ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک روپیہ سمجھ لے یہ محض اس کی عقل کی زیادتی ہے کہنے والے کا قصور نہیں پھر شاہ صاحب اُسے بھی شرعی حکم وجوب و فرض کی صورت میں نہیں بتلاتے عامیوں کیلئے

ایک مصلحت جانتے ہیں۔ مصلحت اور ہوتی ہے اور مسئلہ اور ہوتا ہے۔ غرض جناب نے شاہ صاحب کی نسبت اور اُن کی تصنیفات کی نسبت جو لکھا وہ محض غلط ہے۔

بدعتیوں کی جبلت میں یہ بات داخل ہے کہ بزرگوں کو اُن کے حقیقی مرتبوں سے بہت بڑھا دیں۔ مؤلف نے اس کے بعد لکھا ہے کہ امام اعظمؒ تابعی ہیں صحابہ کرام سے بالمشافہ روایت کی ہے اور اور بھی جا بجا ایسے بہت سے جملے لکھے ہیں۔ سنئے امام صاحبؒ کی بہتری اور بزرگی کو ہم مانتے ہیں لیکن شاید کیا بلکہ یقیناً آپ کی نگاہیں تاریخ ابن خلکان پر نہ پڑی ہونگی جس میں تحریر ہے کہ امام صاحب کے بہت بڑے شاگرد آپ کے مذہب کے رکن اعظم امام محمدؒ سے حضرت امام شافعیؒ دریافت فرماتے ہیں کہ (۱) بتلاؤ تمہارے استاد حضرت امام ابو حنیفہؒ قرآن کریم کے زیادہ جاننے والے تھے یا ہمارے استاد حضرت امام مالکؒ؟ جواب دیا کہ خدا کی قسم علم قرآن میں ہمارے استاد سے آپ کے استاد زیادہ ماہر تھے۔ (۲) اچھا یہ بتلاؤ حدیث رسول اللہ کا علم ہمارے استاد کو زیادہ تھا یا آپ کے استاد کو؟ جواب ملا کہ خدا کی قسم آپ کے استاد کو۔ پھر پوچھا کہ آپ کو خدا کی قسم سچ بتلاؤ کہ متقدمین صحابہؓ کے اقوال کا زیادہ عالم کون تھا؟ امام مالکؒ یا امام ابو حنیفہؒ؟ اس کے جواب میں بھی یہی فرمایا کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ پس امام صاحبؒ نے فرمایا اب سوائے قیاس کے اور کیا باقی رہا؟ اور قیاس انہی چیزوں پر ہوتا ہے جب ان میں امام مالکؒ یہ اقرار تمہارے بڑھے ہوئے ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ صحیح قیاس میں بھی وہ امام ابو حنیفہؒ سے آگے ہی رہیں گے۔ یہ ہیں بزرگوں کی تصریحات اس کے خلاف آپ جیسوں کا کچھ لکھنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ یہ لکھنا بھی صریح جھوٹ ہے کہ امام صاحبؒ نے صحابہؓ سے بالمشافہ روایت کی ہے۔ اے جناب ۸۰ھ میں تو امام صاحب تولد ہوتے ہیں پھر سن شعور کو پہنچکر آپ آبائی تجارت میں مشغول ہو جاتے ہیں آپ کے ہاں کی معتبر کتاب شامی میں ہے اِنَّہٗ اَوَّلَ اَمْرِہٖ اشْتَغَلَ بِالْاِکْتِسَابِ کم سے کم اگر بیس برس بھی آپ کی صغر سنی اور تجارت کے رکھ لئے جائیں تو ایک صدی پوری اسلام پر گذر چکنے تک تو آپ علمی میدان میں بھی نہ آئے تھے۔ آپ کے مذہب کے ایک صاحب یعنی مولانا شبلی اپنی کتاب سیرۃ النعمان میں لکھتے ہیں کہ بیس برس سے کم عمر کا شخص حدیث کی درسگاہ میں شامل نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر لکھتے ہیں غالباً یہی قید تھی جس نے امام ابو حنیفہؒ کو

امام ابو حنیفہؒ نے کسی صحابی سے نہیں پڑھا

ایسے بڑے شرف سے محروم رکھا۔ یعنی صحابہؓ کی شاگردی سے۔ اس سے پہلے اسی صفحہ میں مولانا تحریر فرماتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام ابو حنیفہؒ نے کسی سے بھی کوئی حدیث روایت کی۔ یعنی کسی صحابہؓ سے آپ نے کوئی ایک روایت بھی نہیں سنی۔ چنانچہ خود مصنف سیرۃ النعمان کے الفاظ اسی صفحہ میں یہ ہیں "واقعہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے کسی صحابی سے کوئی حدیث نہیں سنی" اگر امام صاحبؒ کو یہ شرف حاصل ہوا ہوتا تو آنکھوں سکھ کلیجے ٹھنڈک۔ لیکن کسی بزرگ کی بزرگی اسی میں منحصر نہیں کہ جو مرتبہ اُسے حاصل نہ ہو وہ خواہ مخواہ اس میں مان لیا جائے آیئے تاریخی طور پر اس کی تحقیق کریں۔ کوفے میں سب سے آخر جو صحابی انتقال کرتے ہیں وہ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفےؓ ہیں ان کے سن انتقال کی بابت تین قول ہیں ۸۶ھ ۸۷ھ ۸۸ھ لیکن آخری قول کو بھی معتبر مانیں تو امام صاحب کی عمر اس وقت آٹھ سال کی ہوتی ہے جو بچپن کا زمانہ ہے۔ تمام صحابہؓ میں علی الاطلاق سب سے آخر جن کا انتقال ہوتا ہے وہ حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ کا انتقال مکہ شریف میں ۱۱۰ھ میں ہوتا ہے لیکن امام صاحب کا ان سے حدیث سننا تو کہاں؟ ملاقات کرنا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ پس یہ ثابت ہونا بالکل محال ہے کہ امام صاحبؒ نے صحابہؓ سے بالمشافہ حدیث سنی!!! یہی وجہ ہے کہ سیرۃ النعمان کے مصنف کو بھی باوجودیکہ وہ امام صاحبؒ کی تعریف میں رطب و یابس سب کچھ بے تحقیق جمع کئے چلے جاتے ہیں اس بات کا اقرار کرنا پڑا کہ امام صاحبؒ نے کسی صحابی سے کوئی روایت بالمشافہ نہیں سنی وہ خود کہتے ہیں کہ "صاف بات یہ ہے کہ امامؒ نے صحابہؓ سے ایک بھی روایت کی ہوتی تو سب سے پہلے امام کے تلامذۂ خاص اس کو شہرت دیتے" تحقیقی طور پر امام صاحبؒ کے تابعی ہونے میں بھی کلام ہے لیکن مؤلف صاحب تو لکھ چکے کہ انھوں نے صحابہؓ سے بالمشافہ حدیثیں روایت کی ہیں۔ تاریخ ابن خلکان میں صاف موجود ہے کہ امام صاحب کو کسی صحابیؓ سے ملاقات اور روایت حاصل نہیں ہوئی۔ اسی طرح امام صاحبؒ کے مناقب کی حدیثیں بھی سب موضوع ہیں جن میں امام صاحبؒ کا نام ہے ملاحظہ ہو موضوعات کبیر ملا علی قاری حنفیؒ اسی طرح یہ بات کہ حضرت علیؓ نے امام صاحبؒ کے بچپن میں انھیں دیکھکر ان کیلئے دعا کی محض گپ ہے حضرت علیؓ کا انتقال ۴۰ھ میں ہوا اور امام صاحبؒ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہے بس یہ سب خوش گپیاں ہیں۔

الاصلاح ج۱ ص۱۱

مؤلف کی نادانی

رحمۃ اللہ علیہ کسی نام پر نہ لکھا گیا ہو تو اُسے تعصب سمجھنا یہ آپ کے متعصب دماغ کی اپج ہے ورنہ آپ کی کتاب میں بھی یہ عیب موجود ہے۔ جو عبارتیں ہم نے سیرۃ النعمان کی نقل کی ہیں اس میں بھی بیسیوں جگہ نام ہے اور نہ رحمۃ اللہ ہے نہ رح ہے۔ کہو انھیں بھی متعصب کہوگے؟

اتنا لکھکر پھر مولف نے گالیاں بکی ہیں۔ جن کا جواب بجز سکوت کے اور مناسب نہیں ناظرین! اگر آپ میں سے کوئی ان کی دیانت یا ان کے علم کی حقیقت دیکھنا چاہے وہ دلائل محمدی کو دیکھ لے اور پھر اس کی تحریر کو دیکھ لے تو سمجھ لیگا کہ واقعہ کیا ہے؟ دلائل محمدی میں عربی کی تین عبارتیں ہیں پھر تینوں کا ترجمہ ہے اس میں پہلی عبارت یہ ہے ھُوَ اِسْمٌ مِّنْ اَسْمَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی الخ اس کا ترجمہ ہے کہ آمین اللہ کا نام ہے لیکن مؤلف صاحب صریح بددیانتی سے کام لیکر اپنی کتاب میں تالیف فرماتے ہیں کہ "خاتم کے معنی نا اُختُم ہے ہیں آپنے نام ترجمہ کیا جو غلط در غلط اور بے ربط ہے" اس کے بعد پھر گالیاں بکنی شروع کردی ہیں اب ناظرین خود ہی بتلائیں ہم نے صحیح لکھا ہے یا مؤلف نے؟ اس کے بعد خود بے ربطی کی ہے۔ جس کا کوئی ذکر فکر نہیں اُس بات کو لاکھڑی کی ہے۔ یعنی کہا ہے کہ "آپ کو سرکار کے خاتم النبیین ہونے سے انکار ہے" اس بے ادب بے خبر شخص سے کوئی

اظہار بیجا تہمت کا ازالہ

کہدے کہ حضور ختم المرسلین کو جو خاتم النبیین نہ مانے اور آپ کے بعد کسی کو نبی مانے ہم تو اُسے کافر سمجھتے ہیں۔ اور جو مسلمانوں پر بلا وجہ تہمت لگائے اسے جہنم کا کیڑا جانتے ہیں۔ مولویو! خدا سے ڈرو بہتان باندھکر مسلمانوں میں پھوٹ نہ ڈلواؤ۔ ہمارے عقائد میری کتاب عقیدۂ محمدی میں دیکھو۔ جھوٹ بول کر لعنتِ خدا مول نہ لو۔ ہاں ایک حدیث مولف نے لکھی ہے لکھتے ہیں موافق حدیث آمین کے معنی ہیں "دعا قبول کر" ہم کہتے ہیں جناب آپ نے پھر حدیث کا نام لیا؟ آپ جیسے مست تقلید کو اس سے کام کیا؟ مہربانی فرما کر یہ حدیث دکھائیے ورنہ شرمائیے منہ چھپائیے۔

آپ نے لکھا ہے کہ یہ فتویٰ کہ آمین دعا نہیں جہل آمیز ہے اس کے جواب میں صرف اتنا لکھنا کافی ہے کہ خود امام ابو حنیفہ رح سے آمین کا دعا نہ ہونا ہم نے بسوط کے حوالے سے دلائل محمدی میں نقل کر دیا ہے اور حوالے بھی وہیں ہیں اب آپ کے یہ الفاظ کس پر پڑے؟ اگر تمیز ہے تو جان جائیے اور نقصان نہ اٹھائیے۔ اے جناب ہم نے تو آمین کو دعا مان کر پھر بھی اسے باوازِ بلند کہنے کے ...... بہت سے دلائل اپنی کتاب دلائل محمدی میں لکھے تھے

لیکن آپ سے نہ ہو سکا کہ اُن میں سے ایک کو بھی توڑتے یا اپنی ٹوٹی ہوئی دلیلوں کو جوڑتے؟

دو سو صحابہ کی بلند آواز کی آمین

ناظرین! ہمارے مؤلف صاحب کی علمی ناتجربہ کاری کا برہنہ فوٹو ملاحظہ فرمائیے۔ ہم نے لکھا تھا کہ بقول حضرت امام عطاءؒ استاد حضرت امام ابوحنیفہؒ "دو سو صحابہؓ باواز بلند آمین کہا کرتے تھے جن کی آوازِ آمین حضرت عطاءؒ نے سنی اس پر مؤلف صاحب لکھتے ہیں کہ ایک کو دو سو بنا دیا۔ سنئے جناب ایک کا بیان ہے وہ دو سو کا فعل نقل کرتے ہیں پس فاعل اور عامل دو سو ہوئے نہ کہ ایک۔ اس روایت میں ہے کہ اُن کی آمین کی بلند آوازیں گونج پیدا کر دیتی تھیں۔ اس پر مؤلف صاحب لکھتے ہیں کھجور کے پتوں کی مسجد میں گونج کہاں؟ اے جناب یہ آپ کے کان میں کس نے کہہ دیا کہ کھجور کے پتے تھے۔ بندۂ خدا علم سے نہیں تو عقل سے آدمیت سے ہی کام لیا ہوتا۔ کہیں کھجور کے پتوں کی مسجد بنی بھی ہے؟ اور اگر جناب نے کبھی کسی واعظ کی زبانی سُن لیا ہو کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے پتوں کی تھی تو گذارش ہے کہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ بھی پکی بن گئی تھی۔ اور حضرت عطاء تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۱۱۵ھ میں ہوتا ہے۔ تو یہ واقعہ اس وقت کا نہیں جب چھت کھجور کے پتوں کی تھی پھر آوازوں کی گونج کو مسجد کی چھت کے کچا ہونے سے کیا مطلب؟ بہت سی آوازوں کا ملنا ہی آوازمیں گونج پیدا کر دیتا ہے بلند آوازوں کے خلط ملط ہونے کا نام ہی عربی میں رجّہ ہے۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ مکی ہیں۔ آپ نے خدا جانے کھجور کے پتوں کی مسجد کیسے سمجھ لی؟ پھر آپ لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ ایک وقت کا ہے یہ بھی نادرست ہے۔ کیونکہ روایت میں لفظ اِذَا ہے پس جب بھی نماز ہوتی اور امام وَلَا الضَّالِّيْن۝ باواز بلند پڑھتا تو مقتدی اونچی آواز سے آمین کہتے۔ یہ تھی ہمارے مؤلف صاحب کی تین سطری عبارت!!!

مولف کی بدحواسی

یہ بدحواسی بھی قابل داد ہے کہ ہم نے معترض کی عبارت دلائل محمدی میں نقل کی تھی کہ وہ آیت اُدْعُوْا رَبَّكُمْ کا ترجمہ یہ لکھتے ہیں لیکن مؤلف نے اُسے ہماری عبارت قرار دیکر پھر اور حوالے دیکر گویا تعارض ثابت کیا ہے۔ یہ نہیں معلوم کہ یہ آپ کا قصورِ فہم ہے یہ لکھنا کہ ہم نے خُفْيَةً کے معنی یا تفسیر بیان نہیں کی یہ صریح دروغ بے فروغ ہے خود آپ نے اپنی کتاب میں ہمارے رسالہ سے نقل کیا ہے۔ اِعْلَانًا وَّاِسْرَارًا۔ آخر یہ اسرارًا

کس لفظ کے معنی اور کس لفظ کی تفسیر ہے؟ یہ بھی آپ نے محض جرأت سے کام لیا ہے جو تفسیر حسینی کی ایک لمبی عبارت نقل کی ہے۔ بھائی میں نے تفسیر نقل کی ہے آیت تَدْعُوْنَہٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً کی وہاں تفسیر حسینی میں آپ کی نقل کردہ عبارت نہیں ہے۔

شان خدا ہے۔ باوجود ان باتوں کے لکھنے کے پھر بھی ہمارے مولف کے قلم سے ایک سچا جملہ نکل ہی گیا ہے۔ لکھتے ہیں "آمین نماز میں درمیان سر و جہر کہنے کی افضلیت پر قرآن ناطق ہے۔ یہی حضرت امام اعظم کا ارشاد ہے۔" میں کہتا ہوں یہ ہے حق جو آپ کی زبان سے نکلا۔ خدا کرے آپ کو اس پر عمل بھی نصیب ہو کہ بہت بلند اور بالکل پست نہیں بلکہ درمیانہ اونچی آواز سے آمین کہا کریں۔ یہی میں نے اپنی کتاب دلائل محمدی میں لکھا تھا۔ جسے خود آپ نے بھی صلہ ۲۸ پر نقل کیا ہے۔ جہر و سر کے درمیان کی اونچی آواز۔ آپ کے ہم مذہب نے اور خود آپ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد جو سری آواز سے دل میں آمین کہنے کی کہی تھی وہ آپ کی اس تحریر سے سوخت ہو گئی۔ فالحمد للہ۔ ناظرین مولوی صاحب نے اردو میں جو فقرہ لکھا ہے میں چاہتا ہوں کہ ذرا سی توجہ آپ اس پر کریں کیا مزے کی اردو ہے؟ اور کس قدر فصاحت بلکہ بلاغت بھری ہے؟ "کہنے کے افضلیت" اس فقرے پر بےساختہ زبان سے نکلتا ہے کہ کسی گونگے کی زبان ہے۔ اس کے بعد مولف نے ہمارے چند مسائل گنوائے ہیں گو ان کا جواب بفضلہ بار بار ہو چکا ہے لیکن بریلوی گروہ انہی اوچھے ہتھیاروں سے ہمیشہ حملہ آور ہوتا رہتا ہے اسلئے پھر بھی ان مسائل کے جوابات یہاں لکھے جاتے ہیں غور سے ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) ہمارا پہلا مسئلہ یہ لکھا ہے کہ پانی اگرچہ بالکل ہی تھوڑا ہو تاہم نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ رنگ اور بو اور مزہ نہ بدلے۔ اس کی بابت گذارش ہے کہ اس مسئلے کی نسبت ہماری طرف غلط ہے۔ ہاں جب پانی دو قلے ہو جائے تو بیشک جب تک اس کا مزہ یا بو یا رنگ کسی نجاست کے پڑنے کی وجہ سے نہ بدلے وہ پاک رہتا ہے یہ ہے ہمارا مسئلہ۔ پس اسی میں تم نے دو جھوٹ بولے ہیں۔ توبہ کیجئے ورنہ منہ کالا ہو گا اب اس کی دلیل سنئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِذَا کَانَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ (ابوداؤد) اور روایت میں ہے اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰی رِیْحِہٖ وَطَعْمِہٖ وَلَوْنِہٖ (ابن ماجہ) یعنی پانی جب دو قلے ہو تو ناپاکی کے پڑنے سے وہ ناپاک نہ ہو گا۔ جب تک کہ

پانی کی پاکی کا مسئلہ

اُس کا رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے۔ اس حدیث کے مطابق اہلحدیث کا یہی مذہب ہے آپ اگر حدیث کو نہ مانیں اور اپنے مذہب کی فقہ پر اسے قربان کردیں تو یہ آپ کا فعل ہے ہم اہلحدیث تو حدیث کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ یہ اعتراض ہم پر نہیں حدیث رسولؐ پر ہے۔ پس اسے واپس لیجئے۔ ترمذی میں ہے کہ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسحاقؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۲) لکھا ہے کہ اہلحدیث کے نزدیک شیرخوار لڑکے کا پیشاب پاک ہے اس کی نسبت بھی سن لیجئے پاک ناپاک کی بحث نہیں۔ بات یہ ہے کہ اہلحدیث کہتے ہیں کہ چھوٹا دودھ پیتا لڑکا اگر کسی کے کپڑوں پر یا جسم پر پیشاب کردے تو صرف پانی کا چھینٹا دے لینے سے وہ پاک ہوجائے گا۔ اس کی دلیل سنئے! حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے چھوٹے لڑکے کو جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا حضورؐ کے پاس لائی آپ نے اُسے اپنی گود میں بٹھالیا بچے نے وہیں پیشاب کردیا فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهٗ وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔ تو آپ نے اس پر پانی کا چھینٹا دے لیا اور اسے دھویا نہیں (متفق علیہ) آپ چونکہ حنفی مذہب کے مقید ہیں اسلئے آپ کا اس صحیح صریح حدیث پر ایمان نہیں۔ لیکن فدایان نبوت اس پر اور اللہ کے رسولؐ کے ہر کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسلئے ان کا مسلک وہی ہے جو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور حدیث میں حضورؐ کا فرمان موجود ہے اِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْاُنْثٰى وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ (احمد ابوداؤد ابن ماجہ) یعنی لڑکی کا پیشاب تو دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے دیدیئے جائیں۔ پس یہی مذہب اہلحدیث کا ہے باقی جو آپ نے لکھا ہے تہمت ہے ہم ہر حرام جانور کے پیشاب پاخانے کو نجس اور ناپاک جانتے ہیں

(۳) مولوی صاحب آپ تو خیالی پلاؤ پکاتے ہیں مٹی کے طوطے اڑاتے ہیں۔ کسی خاص شخص کی تحقیق اور اس کا خیال جماعت کا مذہب نہیں کہا جاسکتا۔ اگر بالفرض کسی کی یہی تحقیق ہو کہ مالِ تجارت اور زیورات پر زکوٰۃ نہیں تو ہو۔ جیسے حنفیوں میں بیسیوں مسائل میں آپس میں اختلاف موجود ہے یا جیسے حنفی شافعی کا سارا مذہب جداگانہ ہے لیکن شافعیہ کے مسائل سے حنفیوں کو اور حنفیہ کے مسائل سے شوافع کو الزام دینا صریح بے انصافی ہے اسی طرح کسی کی تحریر کو اہلحدیث جماعت کا مسئلہ بتلانا بھی بدترین جرم ہے۔ سنو ہمارا مذہب وہ ہے جو قرآن میں ہو۔ وہ ہے جو صحیح حدیث میں ہو بس۔ پس لوگوں کے ادھر اُدھر کے

اقوال سے نہیں الزام دینا دیانت صداقت اور علمیت کے صریح خلاف ہے۔ تاہم سنئے مال تجارت میں زکوٰۃ ہے زیور میں زکوٰۃ ہے ہمارا مذہب ہے ملاحظہ ہو ابوداؤد وغیرہ میں حدیثیں موجود ہیں۔

استنجا کا مسئلہ

(۴) لکھتے ہیں کہ پیشاب کے بعد ڈھیلا لینا یا پانی سے استنجا کرنا ہمارے نزدیک بدعت ہے تعجب ہے اگر کسی کی ہیئے کی چوٹ گئی ہوں لیکن چہرے کی موجود ہوں وہ بھی ایسے بیہودہ الزام قائم نہیں کر سکتا۔ کسی دن آ کر خود ملاحظہ فرمائیں کہ اہلحدیث ڈھیلا لیتے ہیں یا نہیں؟ اور پانی سے استنجا کرتے ہیں یا نہیں؟ بھائی آخر تم رہتے کہاں ہو؟ کہ تمہیں اب تک یہ بھی نہیں معلوم؟ کوئی ایسا ہے بھی کہ پیشاب کرکے نہ ڈھیلا لے نہ پانی لے اور اسے شرعی مسئلہ کہے؟ یہ بھی تہمت ہے آپ کو اس سے توبہ کرنی چاہیے۔

غسل کا مسئلہ

(۵) پھر لکھا ہے کہ بلا انزال غسل ہمارے نزدیک واجب نہیں۔ اس کی نسبت سنئے آپ اس مسئلے کو بخاری شریف میں دیکھئے جہاں لکھا ہے وَالْغُسْلُ اَحْوَطُ یعنی احتیاط اور بہتری غسل کرنے میں ہی ہے وَذَاکَ اَنْقٰی یعنی پانی ہی زیادہ پاک صاف کرنے والا ہے۔ ان اعتراض کا اور ان جیسے اور اعتراضوں کا مفصل جواب میری کتاب عملے محمدی اور فتح محمدی اور صدائے محمدی وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

عملے محمدی

پانچ سو روپے کا انعام

یہ تو تھے آپ کے اعتراض اور ان کے جوابات اب ہوش حواس درست کرکے ہمارے اعتراضات سنئے۔ اور اگر ہو سکے تو ان کے جوابات اور دلائل بھی تلاش کر لائیے اور یقین مانئے کہ نہ تو ہم نے انھیں آپ کے ہاں کی نامعتبر کتابوں سے نقل کیا ہے نہ آپ پر تہمتیں باندھی ہیں بلکہ ہم تو صاف کہتے ہیں کہ اگر ایک عبارت بھی آپ کو نہ ملے تو ہم ایکسو روپیہ دینگے۔ سنئے۔

حنفی مذہب کا ایک عجیب مسئلہ

(۱) حنفی مذہب کی کتاب تجنیس میں صاحب ہدایہ نے حنفی مذہب کا مختار مسئلہ لکھا ہے ور عیف فَلَتَبَ الْفَاتِحَۃَ بِالدَّمِ عَلٰی جَبْهَتِهٖ وَاَنْفِهٖ جَازَ لِلْاِسْتِشْفَآءِ وَبِالْبَوْلِ اَیْضًا اِنْ عَلِمَ اَنَّ فِیْهِ شِفَآءً لَا بَأْسَ بِهٖ مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی بہترین اور افضل ترین سورت سورۂ فاتحہ کو پیشانی پر اور ناک پر خون سے اور پیشاب سے وہ شخص لکھ سکتا ہے جسے نکسیر پھوٹنے کی بیماری ہو اور وہ اس کا علاج اس سے کرتا ہو جب وہ اپنے علم میں اس میں شفا جانے تو بیشک لکھ لے کوئی حرج نہیں۔ نعوذ باللہ ایمان کی بات تو یہ ہے کہ صرف یہی ایک مسئلہ قیاسی مسائل کا فوٹو پیش کرنے کیلئے کافی ہے اللہ کے کلام کو جو پیشاب سے

لکھنا صرف اپنی شفا یابی کیلئے جائز مانے۔ سمجھ لیجئے کہ اس کے دل میں کلام خدا کی کیا کچھ عزت ہے اور اس کے نزدیک یہ قرآن کریم کس درجے کا ہے؟ توبہ توبہ خدا کا کلام بھی مانتے ہیں پھر اسے خون اور پیشاب سے لکھتے بھی ہیں۔ اللہ بچائے۔ دنیا میں اس سے بھی بڑھکر کوئی برائی ہو سکتی ہے؟ اس سے بھی زیادہ کوئی بے ادبی توہین اور تحقیر کلام اللہ شریف کی ہو سکتی ہے؟ بھائیو! خدیکیئے ان مسائل سے توبہ کرو۔ اور اسے مؤلف صاحب اگر کوئی دلیل اس کی ہے تو پیش کرو۔ ورنہ آئندہ سے اہل حدیث کے منہ لگنے سے توبہ کرلو۔

(۳) حنفی مذہب کی معتبر کتاب درمختار میں ہے کہ شراب اصطلاح میں کہتے ہیں اسے جو نشہ لائے اس کی آٹھ قسمیں ہیں چار قسمیں حرام ہیں وَالْحَرَامُ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ اَنْوَاعٍ اور اس کی چار قسمیں حلال ہیں مسلمانو! سن رہے ہو شراب نشے والی شراب کی چار قسموں کو یہ حلال کہہ رہے ہیں۔ تم نے سنا ہوگا اور دنیا جانتی ہے کہ اسلام میں شراب کا ایک گھونٹ پینا بھی حرام ہے خواہ وہ کسی چیز کی ہو کسی قسم کی ہو لیکن حنفی مذہب کی فقہ کی کتابوں میں کھلے لفظوں میں لکھا ہوا موجود ہے اور آپ کے سامنے ہے کہ چار قسم کی نشے والی شراب حلال ہے۔ کہئے مولوی جی ہے کوئی دلیل؟ جس سے آپ اپنے ہاں کے اس مسئلے کو ثابت کر سکیں حنفی دوستو! خیر خواہانہ پھر ایک مرتبہ عرض ہے کہ للہ ان مسائل سے توبہ کرلو۔ کیوں مذہب اسلام کی صورت مسخ کر رہے ہو؟ کہیں پیشاب سے الحمد شریف کی سورت لکھنے کا جواز کہیں نشہ اور شراب کی قسمیں حلال۔ اللہ سے ڈرو! اور ان غلط قیاسات کو ترک کر دو۔

جلد ۴ صفحہ ۲۸۰

(۴) حنفی مذہب کی معتبر کتاب درمختار میں ہے وَاَمَّا فِیْ دُبُرِ نَفْسِہٖ فَیُرَجَّحُ فِی النَّہْرِ عَدَمُ الْوُجُوْبِ اِلَّا بِالْاِنْزَالِ یعنی اگر کسی شخص نے اپنے ذکر کو خود اپنی ہی دبر میں داخل کیا تو راجح مسئلہ یہ ہے کہ اگر انزال ہوا ہے تو غسل واجب ہے انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں۔ حنفی دوستو! کیا یہ مسائل شرعیہ ہیں؟ عقلمندو! دنیا میں ایسا ہو بھی سکتا ہے؟ مولانا صاحب مہربانی فرما کر اس کی دلیلیں تو بیان کرو! شیشے کا گھر بنا کر پھر دوسروں کے پختہ قلعوں پر پتھر پھینکتے ہو؟ فقہ کی کتابوں میں اس ٹائپ کے مسائل جمع کرکے حدیث کے مسائل پر اعتراض کرتے ہو؟ اللہ سے ڈرو! آؤ ہمارے ساتھ ہو جاؤ! قرآن و حدیث کو سراسر حق جانو اوروں کی سب باتیں نہ مانو!

جلد ۱ صفحہ ۲۸

(۴) آپ کے مذہب کی کتاب درمختار میں ہے وَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَيْسَ الْكَلْبُ بِنَجِسِ الْعَيْنِ عِنْدَ الْاِمَامِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَاِنْ رَجَّحَ بَعْضُهُمُ النَّجَاسَةَ كَمَا بَسَطَهٗ ابْنُ الشِّحْنَةِ فَيُبَاعُ وَيُؤْجَرُ وَيُضْمَنُ وَيُتَّخَذُ جِلْدُهٗ مُصَلًّى وَدَلْوًا وَلَوْ اُخْرِجَ حَيًّا وَلَمْ يُصِبْ فَمُهُ الْمَاءَ لَا يُفْسِدُ مَاءَ الْبِئْرِ وَلَا الثَّوْبُ بِانْتِفَاضِهٖ وَلَا بِعَضِّهٖ مَالَمْ يُرَ رِيْقُهٗ وَلَا صَلٰوةُ حَامِلِهٖ وَلَوْ كَبِيْرًا وَشَرَطَ الْحَلْوَانِيُّ شَدَّ فَمِهٖ وَلَا خِلَافَ فِیْ نَجَاسَةِ لَحْمِهٖ وَطَهَارَةِ شَعْرِهٖ ؎ یعنی یہ جان لے کہ کتا بذاتِ خود نجس نہیں وہ نجس العین نہیں ہے امام ابوحنیفہؒ کا یہی مسئلہ ہے۔ اور حنفی مذہب کا مفتیٰ بہا مسئلہ بھی یہی ہے۔ گو بعض نے نجاست کو ترجیح دی ہے۔ جیسے کہ ابن شحنہ نے بہ بسط بیان کیا ہے۔ پس کتے کی تجارت خرید فروخت جائز ہے اسے اجرت پر دینا اور کسی سے اس کی اجرت لینا بھی جائز ہے۔ اگر کسی کا کتا دوسرے کے ہاتھ سے تلف ہو جائے تو وہ اس کے ذمے ہے۔ کتے کی کھال کی جانماز بنانی بھی جائز ہے۔ کتے کی کھال کا ڈول بنانا بھی جائز ہے۔ کتا اگر پانی میں گر پڑے اور اسے زندہ ہی نکال لیا جائے تو اگر اس کا منہ پانی میں نہیں پہنچا تو کنوئیں کا پانی بگڑیگا نہیں گیلے بدن والا کتا اگر جھرجھری لے اور اس کی چھینٹیں کسی کے کپڑوں پر اڑیں تو کپڑا ناپاک نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کتا کسی کو کاٹ لے تو بھی جہاں اس نے کاٹا وہ کپڑا ناپاک نہیں جب تک کہ اس کا تھوک دکھائی نہ دے۔ کتے کو اٹھا کر اگر کوئی نماز پڑھے تو اس کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔ خواہ کتے کا پلا ہو یا بڑا کتا ہو۔ نماز ہو جائیگی۔ حلوانی نے اس کے منہ کے بندھا ہوا ہونے کی شرط لگائی ہے۔ اس کے گوشت کی نجاست میں خلاف نہیں۔ کتے کے بال تمام حنفیوں کے نزدیک پاک ہیں۔ حنفیہ کا اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ مولانا آنکھیں کھلیں؟ خدا کرے آپ کو انصاف کی سوجھے۔ واللہ میرا مقصود صرف یہی ہے کہ آپ ان خلافِ شرع مسائل سے ہٹ جائیں یہ تو وہ مشہور مسئلہ ہے کہ مسلمان بچے بچے کی زبان پر ہے کہ کتا ناپاک ہے لیکن فقہ کی جن کتابوں کو آپ دین مذہب کی جڑ مانتے ہیں جن کو حنفی مذہب کی جان سمجھتے ہیں جن پر آنکھیں بند کر کے عمل کرتے ہیں جن کی جانچ پڑتال کرنے پر آپ ہم سے ناخوش ہوتے ہیں جن کی پابندی کو آپ حنفی ہونا خیال کرتے ہیں ان کتابوں کا یہ نقشہ ہے پس للہ ان مسائل سے توبہ کیجئے قرآن حدیث کے مطابق قرآن کی توہین کو شراب کے

؎ درمختار کتا نجس العین نہیں

حلال کر لینے کو گندگی کے افعال کو پاک صاف ماننے کو ناپاکی کو پاکیزگی سمجھنے کو ترک کر دیں خدا تمہیں توفیق دے اگر یہ نہیں تو پھر مہربانی فرما کر ان مسائل کے دلائل قرآن حدیث سے پیش کر دیجئے۔ اور ہم سے اپنے یہ مسائل منوا لیجئے۔

(۵) کاشکے ہمارے مؤلف صاحب ہم پر اعتراض جڑنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لیتے سنئے جناب اور کسی ادھر اُدھر کی کتاب سے نہیں درمختار جیسی بہت ہی معتبر کتاب سے سنئے لکھتے ہیں۔ وَلَا عِنْدَ وَطْيِ بَهِيْمَةٍ اَوْ مَيْتَةٍ اَوْ صَغِيْرَةٍ غَيْرِ مُشْتَهَاةٍ بِاَنْ تَصِيْرَ مُفْضَاةً بِالْوَطْءِ وَاِنْ غَابَتِ الْحَشَفَةُ وَلَا يَنْتَقِضُ الْوُضُوْءُ فَلَا يَلْزَمُ اِلَّا غَسْلُ الذَّكَرِ قهستانی عن النظم وَسَيَجِيْءُ اَنَّ رُطُوْبَةَ الْفَرْجِ طَاهِرَةٌ عِنْدَهٗ فَتَنَبَّهْ بِلَا اِنْزَالٍ لِقُصُوْرِ الشَّهْوَةِ اَمَّا بِهٖ فَيُحَالُ عَلَيْهِ ۔ یعنی غسل واجب نہیں جانور سے وطی کرنے سے مردہ عورت سے وطی کرنے سے چھوٹی بچی سے وطی کرنے سے کہ اس کے دونوں راستے ایک ہو جائیں اگرچہ سر ذکر داخل بھی ہو گیا ہو۔ جب تک کہ انزال نہ ہو جائے اور وضو بھی نہیں ٹوٹتا صرف ذکر کا دھو لینا لازم ہے۔ (قہستانی عن النظم) یہ بھی عنقریب بیان ہو گا کہ امام صاحب کے نزدیک فرج کی رطوبت پاک ہے اسے سمجھ لے۔ وجہ اس کی قصور شہوت ہے۔ ہاں جب انزال ہو جائے تو بوجہ انزال غسل واجب ہو جائے گا۔ سنا مولانا! اگر جانور سے مردہ سے صغیرہ سے کرے تو نہ وضو ٹوٹا نہ غسل واجب ہوا جب تک انزال نہ ہو کہئے اور ایمان سے کہئے کہ کیا پاک صاف ستھرے دین اسلام کا ایسا حکم ہو سکتا ہے؟ یہ ہے فقہ کا نمونہ؟ یہ ہیں وہ مسائل جنھیں ہم اہلحدیث نہیں مانتے اور آپ ہمارے سر ہو رہے ہیں۔ ہم تو پھر بھی آپ سے کہیں گے کہ اگر ان مسائل کی دلیلیں قرآن حدیث سے ہیں تو ہمیں بھی اپنے ساتھ ملا لیجئے ورنہ آیئے مصافحہ کر لیجئے اور ان مسائل کو ترک کر کے ہماری طرح اہلحدیث ہو جائیے۔ مسلمانو! واللہ آج یہ مسائل اگر چھوڑ دیئے جائیں تو یہ تفرقہ جو ہم تم میں ہے دور ہو جائے۔ ہم کسی امام کے کسی بزرگ کے دشمن نہیں ہم کسی کے مذہب کو برا نہیں کہتے ہاں جن اصول میں ہم سب یکساں ہیں وہ جہاں ٹوٹتا ہے ہم تمہیں تنبیہ کرتے ہیں کہ دیکھو اسلام چلا اُسے نہ جانے دو۔ اصل یہی قرآن حدیث ہے۔ فقہ تو فرع ہے اصل کے مطابق ہے تو قبول ورنہ اس سے دست برداری! اگر یہ نہیں اور ہم غلطی پر ہیں تو

ان مسائل کی دلیلیں پیش کر کے ہمیں رہنا کر دیجئے۔ الحمد للہ ہم تو آپ کے اعتراضات کے جواب دے چکے دیکھیں آپ اپنا قرضہ کب ادا کرتے ہیں؟

ایمان کی بات تو یہ ہے کہ ہمیں تو آج تک اتنے بڑے علامہ سے سابقہ ہی نہیں پڑا تھا دلائل محمدی حصہ دوم میں ہم نے ایک جواب دیا تھا کہ اگر سر دعا کو دل میں ہی مانگنا چاہئے تو فرض نمازوں کے بعد کی دعا تم اونچی آوازوں سے کیوں مانگتے ہو؟ ایک جواب دیا تھا اگر تمہاری پیش کردہ آیت اپنے عموم پر بقول تمہارے مان لی جائے تو جن دعاؤں میں حضورؐ سے جہر ثابت ہے تم اس کا کیا کرو گے؟ الغرض مختلف دلیلیں قائم کر کے حنفیوں کا یہ دعویٰ توڑا تھا لیکن علامہ نے کمال کیا صاف کہہ دیا کہ تمہاری باتوں میں تعارض ہے پھر کوسنے لگے کہ خدا وہابیوں کو غارت کرے وغیرہ۔ اب فرمائیے ایسا علامہ بھی آپ نے دیکھا ہے؟ وہ تو کہئے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے مناظرے کے وقت نمرودی بارگاہ میں یہ نہ تھے ورنہ جیسے ہی حضرت ابراہیمؑ ایک دلیل کے بعد دوسری پیش کرتے تو علامہ صاحب وہیں تالی بجا دیتے کہ ہار گئے۔ اگر پہلی دلیل سچ ہے تو دوسری کیوں پیش کی؟ اس بندۂ خدا کے نزدیک آواز کو پست کرنا اور اونچی آواز سے دعا مانگنا یہ بھی دو متضاد حقیقتیں ہیں۔ بھائی اونچی آواز ایک تو وہ ہے جو مؤذن کی ہوتی ہے ایک وہ ہے جو دو آدمی آپس میں باتیں کرتے ہوئے آواز نکالتے ہیں یہ ہے آواز کو پست کرنا اور وہ ہے آواز کو بلند کرنا لیکن دونوں صورتوں میں آواز ہے ہاں دل میں کہہ لینا خفیہ کہہ لینا چپ رہنا آواز نہ نکالنا یہ ہے آواز نکالنے کے خلاف حنفیوں کا یہ عمل نہیں کہ وہ اونچی آواز سے جو درمیانہ ہو آمین کہیں بلکہ وہ تو دل میں کہتے ہیں۔ اور کیا خبر کہتے بھی ہیں یا نہیں؟ پس یہ قصہ ہے جس پر آپ کا غصہ ہے۔ اردو پر ناز کرنے والوں کی اردو ملاحظہ ہو لکھتے ہیں "باقی رہی آواز اور پست ہیں کو تو جواب حوالہ ص۲۴ ملاحظہ ہو" کچھ آپ سمجھے بھی کہ یہ کیا لکھ رہے ہیں؟ آپ جو کہ حدیث سے ناواقف ہیں رجالِ حدیث کو کیا جانیں؟ بخاری شریف میں جو احادیث ہیں ان کی نسبت تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے مَا اَدْخَلْتُ فِيْهِ اِلَّا مَا قَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی میں نے اپنی اس کتاب میں اسی مرفوع حدیث کو لیا ہے جو حضورؐ سے صحت کے ساتھ ثبوت کو پہنچ چکی ہے آپ جیسے لوگ اعتراض کریں تو بخاری میں کوئی نقصان پیدا نہیں

معارضہ کچھ نہیں

بخاری پر اعتراض کرنے والا اجنبی ہے

ہوتا چاند چڑھتا ہے تو بہت سے کتے بھونکنے لگتے ہیں وہی شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کے اقوال آپ نے اس سے پہلے نقل فرمائے تھے حجۃ اللہ میں صاف لکھتے ہیں کہ بخاری پر اعتراض کرنے والا بدعتی ہے۔ محدثین کا فیصلہ امام بخاری کے متعلق یہی ہے نَذْرُ الْبُخَارِيِّ اَدَقُّ مِنْ اَنْ يُّعْتَرَضَ عَلَيْهِ ہم نے تو تجربۃً یہی دیکھا ہے کہ صحیح بخاری شریف پر اعتراض انہی لوگوں کا ہوتا ہے جو دشمنانِ حدیث ہوتے ہیں۔ جنھیں کلام الرسول سے بیر ہوتا ہے۔ مؤلف نے نثر لکھتے لکھتے خیر سے نظم لکھنی شروع کردی ہے آپ مصرع موزوں فرماتے ہیں۔ مثل نگینہ کام دے آواز و پست ایں۔ یا اللہ! حیرت ہے یہ کسی انسان کی زبان ہے؟

ان سے پہلے راجکوٹی صاحب حضرت وائل صحابیؓ کو حضرت سفیان کا شاگرد لکھ چکے تھے اس پر ہمارا اعتراض پڑھکر حیدر آبادی صاحب لکھتے ہیں کہ وائل ایک تابعی ہیں۔ اے جناب حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کو آپ کے راجکوٹی نے سفیانؒ کا شاگرد لکھا وائل نامی کوئی تابعی ہوں تبع تابعی ہوں ان سے بھی بعد کے ہوں اس کا کسے انکار ہے؟ اس کی بحث ہی کب ہے؟ کہ وائل نام رکھنا ہی مسلمانوں نے چھوڑ دیا تھا۔ ہم اپنے حیدر آبادی دوست کو مطلع کرتے ہیں کہ نہ ہم حضرت امام ابن تیمیہ کے مقلد ہیں نہ ہم حضرت امام محمدؒ کے مقلد ہیں نہ ہم کسی صحابی کے منکر ہیں نہ خدا کے نیک بندوں کے دشمن ہیں نہ کسی بزرگ کے بے ادب یہ تو آپ ہی کو مبارک ہو کہ کہیں کسی بزرگ کو شیطان کہتے ہو کہیں انھیں فتنی کہتے ہو۔ جو خدا رسولؐ کے کلام کا پابند ہو وہ ہمارا ہے جو ان دونوں سے خارج ہو ہم اس سے الگ ہیں۔ ناظرین کرام کیا بتلاؤں؟ اگر ہو سکے تو میری کتاب دلائل محمدی ایڈیشن اول کا ص۳۶ آپ پورا دیکھ جائیے۔ وہاں جو بحث ہی نہیں ہے وہ ہمارے علامہ اس صفحہ کے حوالے سے اس کتاب کی طرف منسوب کرتے ہیں جن کی دیانت کا یہ حال ہے انھیں کونسا جھوٹ بولنا محال ہے؟ پھر ہماری نسبت لکھا ہے کہ "خود ہی آمین سے چڑنا مقتدے بازی کرنا فتنہ و فساد مچانا" مولانا آپ کی غلطی تو نہیں ہو رہی؟ جب آپ اونچی آواز سے آمین کہتے ہی نہیں تو آپ کی آمین سے چڑیگا کون؟ یہ آپ نے الٹی گنگا کیوں بہائی؟ رہا حنفی شافعی کا تعلق اس کی نسبت تو ہم پہلے اپنی اسی کتاب کے ص۲ میں آپ کے مذہب کی فقہ کی کتابوں سے تحریر کر آئے ہیں کہ اگر کوئی حنفی شافعی ہو جائے تو اُسے ڈنڈے مارے جائیں سزا دی جائے

مؤلف کی تحریر و جہالت

حنفی شافعی کی لڑائی پر مذہبی

ہم لکھ چکے ہیں اور تمہاری کتابوں سے ثابت کر آئے ہیں کہ تم تو شافعی مذہب کے آدمی کو بھی حنفی مذہب کا ہی مسئلہ بتلانے کے مکلف ہو۔ تمہارے تعصب کا تو یہ حال ہے کہ کعبۃ اللہ میں جا کر بھی تم نے چار ٹکڑے کر دیئے حنفی مصلیٰ الگ ہوا اور شافعی مصلیٰ الگ ہوا۔ اے جناب دائی سے پیٹ چھپانا؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ تمہارے مذہب کی اہم تر کتاب ہدایہ ساری کی ساری شافعی مذہب کی تردید سے بھری پڑی ہے؟ پھر آج کس منہ سے ہم سے کہہ رہے ہو کہ حنفی شافعی ایک ہیں نہ ایک ہوئے نہ ایک ہو سکیں۔ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ۝ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ ۝ اچھا جانے دیجئے اس بحث کو اور سنئے! اگر یہ سچ ہے اور آپ لوگ فی الواقع شافعیہ سے نہیں جھڑتے ان کے مسائل کو سچ جانتے ہیں تو جب ہم آمین بالجہر کہتے ہیں رفع الیدین کرتے ہیں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں تو آپ کے جذبات بے طرح کیوں برانگیختہ ہو جاتے ہیں؟ اور باوجود رحم کے پتلے بننے کے آپ حضرات ظلم کے پتلے کیوں بن جاتے ہیں؟ آپ تو شافعی مذہب کے مطابق نماز پڑھنے سے ہمارے پیچھے اس طرح پڑ جاتے ہو جس طرح ہندو بچہ گاؤ کی وجہ سے مسلمانوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ بھولے مؤلف ہم نے کبھی کہیں ایک مقدمہ بھی دائر نہیں کیا کہ حنفی دل میں آمین کہتے ہیں یا نہیں کہتے اسلئے انھیں مسجد میں نہ آنے دینا چاہئے۔ ایسے سارے فتنے آپ حضرات کی تعلیم کا نتیجہ ہیں۔ خدا شاہد ہے ہم تو چاہتے ہیں کہ مسلمان ملے جلے رہیں مسائل کا اختلاف دلوں کی پھوٹ کا باعث نہ بنے لیکن جہاں اوچھے علم والے کند ہتھیار والے ٹیڑھی زبان والے ہوں وہاں بھلا امن وامان کا کیا کام؟ آپ جو لکھتے ہیں کہ آپ کے مذہب کا ہر مسئلہ قرآن و حدیث و اجماع صحابہ کرام ؓ سے مستنبط ہے۔ یہ محض غلط ہے یاد رکھو مجتہد کی بابت تو ہمارا آپ کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ اس سے کبھی غلطی بھی ہوتی ہے پھر اس دعوے کے کیا معنیٰ؟ اور اگر اپنے دعوے میں سچے تو پانچ مسائل جو ؎ میں پیش کئے گئے ہیں ان کی دلیل آیت اور حدیث اور اجماع سے ذرا بتا تو دو اور ساتھ ہی ان مسائل کے دلائل بھی دیدو جو میری کتاب صدایت محمدی درایت محمدی سیف محمدی صدائے محمدی عصائے محمدی وغیرہ میں ہیں؟ یہ دعویٰ تو آپ نے کرلیا کہ مذہب حنفی کی فقہ کا ہر مسئلہ تحت حدیث ہے لیکن اس کا ثبوت ایسا ہی مشکل ہے۔ جیسا رات کو دن ثابت کرنا مشکل ہے۔

ہماری منشا

امام صاحب ضعیف حدیث کو رائے سے اچھا جانتے ہیں

جناب نے الارشاد میں جو عبارت دیکھی ہے ممکن ہے ہو اور اگر نہ بھی ہوتا ہم ہمارا تو ایمان ہے ہم تو ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے تو صاف فرما دیا ہے کہ اِیَّاکُمْ وَالرَّاْیَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ یعنی دین میں رائے نہ لگاؤ۔ آپ کا تو یہ قول مشہور ہے کہ ضَعِیْفُ الْحَدِیْثِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ آرَاءِ الرِّجَالِ ۔ یعنی تمام دنیا کی رائے سے ایک ضعیف حدیث بھی مجھے بہت زیادہ محبوب ہے۔ یہ تو ہے تعلیم امام ہمام علیہ رحمۃ اللہ العلام کی لیکن ان کے نام لیوا اس پر نہیں رہے انھوں نے تو رائے کے پوٹھ تیار کرلئے اور ان کے ہزارہا مسائل قیاسیہ کو امام صاحبؒ کے ذمے تھوپ کر آج اسی کو مذہب حنفی قرار دے لیا۔ ہم آپکی اس پنچایت کے خلاف ہیں نہ کہ امام صاحب کے خلاف ہوں۔ انھیں تو ہم امام اور بزرگ مانتے ہیں۔ مولوی صاحب تمہیں تمہارے پیدا کرنے والے کی قسم ہے آؤ ہمت باندھو اور مذہب حنفی کی فقہ کی جتنی معتبر کتابیں ہیں ان میں جو مسائل ہیں ذرا ان کی سندیں حضرت امام صاحبؒ تک صحت کے ساتھ پہنچا تو دو بتاؤ تو تم نے جو مسئلہ اپنی کتاب درمختار میں لکھ رکھا ہے کہ (۱) انگلی اور چھاتی نجس ہوگئی ہو تو تین مرتبہ چاٹ لینے سے پاک ہو جاتی ہے اس کی دلیل کیا؟ اور امام صاحب تک اس کی سند کیا ہے؟ (۲) بتلاؤ یہ جو تم نے اپنے ہاں درمختار میں مسئلہ لکھ رکھا ہے کہ دودھ شہد شیرہ انگور میں اگر نجاست پڑ جائے تو تین مرتبہ جوش دے لینے سے پاک ہو جاتا ہے یہ کس حدیث میں ہے اور امام صاحبؒ تک اس کی کیا سند ہے؟ (۳) تمہاری اسی کتاب درمختار میں جو لکھا ہے کہ پیشاب پاخانے کے وقت سورج چاند کی طرف منہ نہ کرے؟ یہ کس حدیث میں ہے؟ اور امام صاحب تک اس کی سند کیا ہے؟ (۴) تم نے جو اپنے ہاں شامی میں یہ مسئلہ لکھ رکھا ہے کہ اگر مشت زنی کی وجہ سے زنا سے یقیناً بچاؤ ہوتا ہو تو مشت زنی کر لینی یعنی اپنے ہاتھ سے اپنا خاص پانی نکال ڈالنا واجب ہے۔ یہ تم نے کس حدیث سے لیا ہے؟ اور امام صاحبؒ تک اس کی سند کیا ہے؟ (۵) یہ جو تم نے ہدایہ درمختار وغیرہ کتابوں میں لکھ رکھا ہے کہ فلاں فلاں قسم کی نشہ آور شراب کی وہ مقدار جو نشہ نہ لائے اس کا پینا حرام نہیں یہ تم نے کس حدیث سے لیا؟ اور اس کی سند کیا ہے اسی طرح پہلے کے پانچ مسائل کی بھی۔

حنفی مذہب کی فقہ کے کچھ مسائل

مولوی جی خدا سے ڈرو بات کو سمجھو تعصب یہاں اگر اونچا دکھا بھی دے تو وہاں تو نیچا کر کے ہی چھوڑیگا۔ اللہ کے دین پر رحم کرو ایک بزرگ پر تہمتیں رکھ کر اس کے نام پر اپنے

نکالے ہوئے ہزارہا قیاسات کے مجموعے کو منسوب کر کے دنیا کی گمراہی کا باعث نہ ۔ خدایا تو ہمیں حق کو حق دکھا۔

بحث ہے اس میں کہ ایک فقیہ کو امام مان کر اسکی تقلید کرنی۔ آپ ہمیں الزام دیتے ہیں کہ جب اسے نہیں مانتے تو روزانہ پانچ وقتہ نمازوں میں امام کی اقتدا کیوں کرتے ہو؟ خوب! (خدا بنی) ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ کل کہدینا کہ میں خدا ہوں کیونکہ میں بھی دیکھتا سنتا ہوں اور خدا بھی دیکھتا سنتا ہے۔ ایسے ہی قیاسات ہیں تو یقیناً ایک روز آپ کو معراج ہوگی۔ مولوی قربان علی شاہ کس مسکینی سے لکھتے ہیں کہ ابن عبدالوہاب نے نبوت کا دعویٰ کیا سنو جو حضورؐ کے بعد مدعیِ نبوت ہوا ہو اس پر لعنت اور جو کسی ناکردہ گناہ پر الزام رکھے اس پر صد پھٹکار۔ لکھتے ہیں کہ تم لوگوں کو قاضی شوکانی وغیرہ کے اجتہادات کی طرف بلاتے ہو؟ اس میں جناب نے ایک نام لکھا ہے شریف حسین۔ اے جناب ان کے اجتہادات ہیں کہاں؟ اور نیز آپ سے کہا کس نے؟ سنو ہم تو کسی کے اجتہاد کو قرآن حدیث کا مرتبہ نہیں دیتے نہ کسی کے اجتہاد کی طرف مسلمانوں کو بلاتے ہیں ہماری دعوت تو یہی ہے کہ خدا کی مانو خدا کے رسولؐ کی مانو اگر نہ مانوگے تو خدا کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

شکر ہے آدھی کتاب لکھ کر مؤلف کو خیال آیا صـ۳۳ پر ائمہ اربعہؒ کو اہلحدیث لکھا۔ اب کہو جو برائیاں تم نے اس سے پہلے اور اس کے بعد اہلحدیث کی بیان کی تھیں وہ سب ان ائمہ پر بھی تھیں؟ توبہ کرو جلد توجہ کرو دم کا بھروسہ نہیں۔ ابن ماجہ کی حدیث میں جن چار راہوں کی برائی آئی ہے اس سے نہ تو کسی نے ائمہ اربعہ مراد لی ہے نہ ان بزرگوں کی نسبت کسی نے زبان کھولی ہے۔ ہاں مروجہ مذاہب اربعہ یہ تو خود اُن ائمہ کے بھی خلاف ہیں اسی کتاب کے صـ۱۶ میں آپ ائمہ اربعہؒ کے اقوال پڑھ آئے ہیں کہ اس تقلید کو انھوں نے حرام کہا ہے اور زیادہ بسط سے ان چاروں بزرگوں کے کلام میری کتاب طریق محمدی میں ملاحظہ (طریق محمدی) فرمائیے۔ پس تقلیدی راہوں کی مذمت جس طرح حدیث میں ہے خود ائمہ سے بھی مروی ہے۔ کس خوبصورتی سے آپ نے لکھا ہے کہ اہلحدیث امام شافعیؒ کے مقلد ہیں، ہماری بلی اور ہمیں سے میاؤں؟ ہماری گود میں بیٹھکر ہماری ہی ڈاڑھی نوچنے لگے؟ اے جناب آپ خود ہمیں گلا پھاڑ پھاڑ کر غیر مقلد غیر مقلد کہتے چلے آرہے ہیں یہ یہاں آواز کیوں بدل دی؟ اب مقلد اور وہ بھی شافعی لکھ مارا بھلا تمہارا یہ جھوٹ چلیگا بھی؟ اولی الامر سے مراد اگر علماء بھی

لے لیں تو ان کی تقلید کا تو حکم نہیں بلکہ ان کی اطاعت تو مستقل ہے ہی نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ساتھ ہی فرما دیا ہے۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اگر تم میں کچھ جھگڑا ہو تو اُسے خدا رسولؐ کی طرف پھیرو۔ اگر تم میں ایمان ہے پس جس مسئلے میں شافعی حنفی کا اختلاف ہو اس مسئلہ کا فیصلہ ان دونوں مذہبوں میں سے کسی سے چاہنا نری بے ایمانی ہے۔ بلکہ اب فیصلہ قرآن حدیث سے طلب کرنا پڑیگا صاف ثابت ہو گیا کہ مستقل اطاعت اور مسائل کے تصفیہ کی صورت صرف حدیث و قرآن ہے اور سب بیجان ہے یہ تو ایمان ہے ورنہ دین دنیا کا خسران ہے۔ مزید تفصیل اس کی اس کتاب کے صا۴ میں ملاحظہ ہو اور میری کتاب طریق محمدی میں جو ڈیڑھ سو صفحات کی کتاب صرف اسی تقلید میں ہے اس سے بھی زیادہ وضاحت کی ضرورت ہو تو کتاب اعلام الموقعین کا میرا کیا ہوا ترجمہ دین محمدیؐ ملاحظہ ہو۔

یہاں مؤلف نے جو عبارت نقل کی ہے وہ صیغۂ مریض کے ساتھ ہے جو خود ظاہر کرتی ہے کہ یہ قول مریض ہے تندرست نہیں اسلئے آپ نے پانی سے پہلے پاڑ باندھ لی حاشیے پر اپنا یہ خوف ظاہر کر دیا۔ لیکن ہمیں تو آپ کی غیب دانی کا یقین نہیں اور شکر ہے کہ آپ کی غیب دانی بھی آپ کے علم ظاہری کی طرح غلط ہی نکلی۔

اس کے بعد آپ نے غنیۃ الطالبین کا حوالہ دیکر اپنا اہلسنت والجماعت ہونا ظاہر کیا ہے اس کی نسبت سنئے اسی کتاب میں اُن بہتر گروہ کا مفصل ذکر ہے جو جہنم میں جانیوالے ہیں ان میں ایک فرقہ مرجیہ ہے ان کی بارہ شاخیں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہیں ان میں ایک شاخ کا بیان صا۲۲۹ پر ان الفاظ میں ہے وَاَمَّا الْحَنَفِیَّۃُ فَھُمْ اَصْحَابُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ یعنی ان مرجیوں کے ایک فرقے کا نام حنفی ہے یہ لوگ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے مقلد ہیں کہئے مولوی صاحب کچھ آنکھیں کھلیں؟ آپ کی نسبت تو شاہ عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ آپ لوگ مرجیہ ہیں پس آپ کا یہ فرمانا کہ بقول شاہ صاحب آپ اہل سنت والجماعت ہیں غلط ٹھیرا۔ اپنی اسی کتاب غنیۃ الطالبین کے صا۱۹۷ میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں وَاعْلَمْ اَنَّ لِاَھْلِ الْبِدَعِ عَلَامَاتٍ یُعْرَفُوْنَ بِھَا فَعَلَامَۃُ اَھْلِ الْبِدْعَۃِ الْوَقِیْعَۃُ فِیْ اَھْلِ الْاَثَرِ یعنی بدعتیوں کی بہت سی نشانیاں ہیں جن سے

حضرت پیران پیر کے نزدیک حنفی اہل سنت نہیں

علامات اہل بدعت

پیرانِ پیر کے نزدیک ناجی جماعت اہلحدیث ہی ہے

ان کی شناخت ہو جاتی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ لوگ اہل حدیث کی بدگوئی اور بدی کیا کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت پیر صاحب تحریر فرماتے ہیں وَعَلَامَةُ الزَّنَادِقَةِ تَسْمِيَتُهُمْ اَهْلَ الْاَثَرِ مُجْبِرَةً اَلْحَشْوِيَّةَ وَيُرِيْدُوْنَ اِبْطَالَ الْاٰثَارِ وَعَلَامَةُ الْقَدَرِيَّةِ تَسْمِيَتُهُمْ اَهْلَ الْاَثَرِ مُجْبِرَةً وَعَلَامَةُ الْجَهْمِيَّةِ تَسْمِيَتُهُمْ اَهْلَ السُّنَّةِ مُشَبِّهَةً وَعَلَامَةُ الرَّافِضِيَّةِ تَسْمِيَتُهُمْ اَهْلَ الْاَثَرِ نَاصِبَةً وَكُلُّ ذَالِكَ عَصَبِيَّةٌ وَغِيَاظٌ لِاَهْلِ السُّنَّةِ وَلَا اِسْمَ لَهُمْ اِلَّا اِسْمٌ وَّاحِدٌ وَّهُوَ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ وَلَا يَلْتَصِقُ بِهِمْ مَا لَقَّبُوْهُمْ اَهْلُ الْبِدَعِ كَمَا لَمْ يَلْتَصِقْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْمِيَةُ كُفَّارِ مَكَّةَ سَاحِرًا وَّشَاعِرًا وَّمَجْنُوْنًا وَّمَفْتُوْنًا وَّكَاهِنًا وَّلَمْ يَكُنْ اِسْمُهٗ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ مَلَآئِكَتِهٖ وَعِنْدَ اِنْسِهٖ وَجِنِّهٖ وَسَائِرِ خَلْقِهٖ اِلَّا رَسُوْلًا نَبِيًّا بَرِيًّا مِّنَ الْعَاهَاتِ كُلِّهَا ؁ یعنی بددین فرقے کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کا نام حشویہ رکھتے ہیں اور حدیثوں کو باطل کرنا چاہتے ہیں قدریہ کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو مجبرہ کہتے ہیں جہمیہ کی علامت یہ ہے کہ وہ انھیں مشتبہ کہتے ہیں رافضیوں کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو ناصبہ بتلاتے ہیں یہ سب باتیں محض تعصب اور غصہ کی وجہ سے ہیں اہل سنت والجماعت کا صرف ایک ہی نام ہے اور کوئی نام نہیں اور وہ نام اہلِ حدیث ہے بدعتی انھیں کچھ بھی کہا کریں اس سے ان کا کچھ بھی بگڑ نہیں سکتا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ نہ بگڑا کفارِ مکہ نے آپ کے بھی بہت سے نام تراش لئے تھے مثلاً جادوگر شاعر مجنون مفتون کاہن وغیرہ۔ دراصل حضورؐ کا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں خدا کے نزدیک فرشتوں کے نزدیک انسانوں اور جنوں کے نزدیک اور ساری مخلوق کے نزدیک ان میں سے کوئی نام نہ تھا آپ کا اسم گرامی صرف رسولؐ و نبیؐ ہی تھا اور آپ ان تمام آفات و بلیات سے بفضل خدا پاک اور بری تھے شاہ صاحب نے اس حدیث کی شرح بیان فرمائی ہے جس میں تہتر فرقوں کا بیان ہے ان کی اصل دس گروہ بتلائے ہیں پھر ہر گروہ کے اندرونی گروہ گنوا کر تعداد پوری کی ہے ان میں ناجی گروہ اہل سنت والجماعت کا بتلایا ہے فرماتے ہیں وَاَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ یعنی نجات پانے والی جماعت اہل سنت والجماعت ہے پھر اہلسنت کی بابت تحریر فرماتے ہیں فَاَهْلُ السُّنَّةِ طَائِفَةٌ وَّاحِدَةٌ ؁ یعنی اہل سنت کا ایک ہی گروہ

(نہ کہ چار) پھر اہل سنت کی بابت لکھتے ہیں وَھُوَ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ یعنی اہل سنت کا ایک ہی نام ہے اور وہ اہل حدیث ہے۔ ناظرین کرام اب آپ کے ہاتھ انصاف ہے کیا ہماری نقل کردہ عبارتوں سے صاف واضح نہیں؟ کہ بفضل خدا شاہ صاحبؒ ہمیں ڈگری دے رہے ہیں۔ خدا کرے ہمارے مولوی قربان صاحب بھی شاہ صاحبؒ کی بات کو تسلیم کر لیں تو یہ سارا جھگڑا دفع ہو جائے آن مسائل میں جن کا بیان میری کتاب دلائل محمدی میں ہے اور جس کے رد میں قربان شاہ نے قلم اٹھایا ہے؟ کیا وہ اس پر راضی ہیں؟ کہ ان مسائل کا تصفیہ بھی شاہ صاحبؒ سے ہی کرالیں۔ آئیے شاہ صاحب کی اسی کتاب غنیہ کو ملاحظہ فرمائیے۔ شاہ صاحبؒ سورہ فاتحہ کو رکن نماز میں شمار کرتے ہیں ملاحظہ ہو ص۹

الزامی تصفیہ

رفع الیدین کی بابت ص۱۰ میں آپ لکھتے ہیں رَفْعُ الْیَدَیْنِ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ وَالرُّکُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْہُ یعنی نماز کی پہلی تکبیر میں رکوع کے وقت رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین کرنا چاہیے اسی صفحہ میں تحریر فرماتے ہیں وَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ فَوْقَ السُّرَّۃِ یعنی نماز میں ناف کے اوپر داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا۔ یاد رہے کہ حنفیوں کا مذہب ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا ہے۔ اسی صفحہ میں کہتے ہیں وَالْجَھْرُ بِالْقِرَاۃِ وَاٰمِیْنَ! یعنی جن نمازوں میں باوازِ بلند قرأت ہے ان میں اونچی آواز سے ہی آمین کہنا۔ الحمدللہ شاہ صاحب ان چاروں مسائل میں اہلحدیث کو ہی ڈگری دیتے ہیں کہیے مولوی قربان صاحب صرف گیارہویں کر کے ہی پیر صاحب کو راضی کرنا چاہو گے؟ یا ان کی علمی تحقیق بھی مانو گے؟ کیا محبت اس کا نام ہے کہ وہ کرو جو آپ نے نہ فرمایا ہو اور وہ نہ کرو جو آپ نے فرمایا ہو؟

پیرانِ پیر حضرت شاہ جیلاں رحمۃ اللہ علیہ اسی کتاب غنیہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

فَالسُّنَّۃُ مَا سَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْجَمَاعَۃُ مَا اتَّفَقَ عَلَیْہِ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی سنت سے مراد حضورؐ کا مقرر کردہ فعل و حکم ہے اور جماعت سے مراد صحابہ کا متفقہ اجماعی رویہ ہے۔ پس سنتِ رسول اور اتفاقِ صحابہ میں تقلیدِ شخصی نہ تھی۔ اس تقلید کا مارا ہوا انسان سنت والجماعت کی تعریف میں نہیں آسکتا۔ الحمدللہ ہم نے شاہ صاحب کی کتاب سے قدرے بسط کے ساتھ اس کا فیصلہ سنایا جس کے خلاف قربان شاہ نے نیو ڈالی تھی خدا کرے اس سے بندگانِ خدا نفع اٹھائیں۔ رہا جناب کا تفسیر مظہری سے کچھ کہنا اس کی بابت عرض ہے کہ یہ قول کہ

تفسیر مظہری کا مطلب

ان چاروں کے خلاف جو ہو باطل ہے اور یہ قول کہ ان چاروں میں سے ایک حق ہے یا ہر ایک حق ہے ان میں جو فرق ہے اُسے شاید جناب نے نہیں سمجھا۔ اگر آپ کہیں کہ ان چاروں میں سے ایک حق ہے تو تین باطل ٹھیرتے ہیں۔ اگر کہیں چاروں میں سے ہر ایک حق ہے تو یہ قول ہی باطل ہے کیونکہ حلال حرام کا فرق ہے اور حق ایک ہے یا تو حلال ہوگا یا حرام؟ ایک ہی چیز کے متعلق ایک مذہب کا فیصلہ کہ حلال دوسرے کا فیصلہ کہ حرام آپ کا فیصلہ کہ دونوں حق۔ یہ وہ فیصلہ ہے جو کسی صاحب عقل کا ہو ہی نہیں سکتا پس چاروں کا ایک ساتھ خلاف نہ کرنا یہی ہے کہ یہ اصول مضبوط تھام لیا جائے کہ قرآن و حدیث کے مطابق ان چاروں میں سے جس کا قول ہو مسلم جس کا قول ان کے خلاف ہو غلط۔ یہی اہلحدیث کہتے ہیں کہ حق وہ ہے جو کتاب و سنت میں ہو۔ خواہ اسے کسی امام نے لیا ہو یا نہ لیا ہو۔ معیارِ حق کسی مذہب میں ہونا نہیں ہے بلکہ خدا رسولؐ کی زبان سے نکلنا ہے اس تفسیر میں ہے کہ تمہارے یہ چاروں مذہب چوتھی یا پانچویں صدی میں نکلے ہیں۔ تم اپنے مذہب کی کتاب توضیح تلویح دیکھو جس میں تحریر ہے اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَهُمُ الَّذِيْنَ طَرِيْقَتُهُمْ طَرِيْقَةُ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ۔ یعنی اہل سنت وہی ہیں جن کا طریقہ وہی ہے جو طریقہ اللہ کے رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا تھا۔

اس کے بعد ہمارے مولانا نے رائے قیاس کا داخلِ دین یا خود دین ہونے کے دلائل پیش کئے ہیں پہلے تو قرآن کی آیت لکھی ہے فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ ۔ اے آنکھوں والو تم عبرت حاصل کرو۔ اوّلاً تو اس آیت کو تمہارے اس قیاس سے اور اس رائے سے جس سے تم دینِ خدا کو الٹ پلٹ کر ڈالتے ہو کیا لگاؤ؟ دوسرے اگر یہ آیت قیاس اور رائے سے مسائلِ دین ایجاد کرنے کا حکم دیتی ہے تو یہ منصب ہر ایک کو ہے۔ آیت عام ہے ہر مسلمان کو یہ حکم ہے۔ پس رائے قیاس کیلئے مجتہد ہونے کی ضرورت نہ رہی بلکہ ہر مسلمان رائے قیاس سے مسائل ایجاد کر سکتا ہے اور وہی دینِ خدا ہے۔ کہو سید صاحب یہی دین ہے کہ ہر ایک عالم جاہل کے دماغ کا فضلہ اس میں داخل ہے؟ اور اگر یہ ٹھیک ہے تو پھر ہر شخص رائے قیاس لگائیگا اور جو اس کی سمجھ میں آئے گا اُسے مانیگا پھر بھی آپ کی یہ تقلید تو رخصت پر ہی رہی۔ اس میں تو اپنے

رائے قیاس کی تردید

دماغ و عقل کو معطل کر دینا ہے نہ کہ اُسے کام میں لینا۔ سنئے جناب قیاس آپس میں متضاد ہوتا ہے ایک امام کا قیاس کچھ ہے دوسرے کا اس کے خلاف اور ہی کچھ ہے۔ تیسرے کا ان دونوں کے خلاف کچھ ہی قیاس ہے۔ چوتھا اپنی رائے ان تینوں کے خلاف اور ہی رکھتا ہے۔ پس اگر قیاس کو حجت شرعی مانا گیا تو مختلف اور متضاد اقوال کا بہ یک وقت حجت و دلیل اور مسئلہ شرعی ہونا لازم آئیگا اور مختلف و متضاد اقوال واقلیسہ پر عمل بیک وقت محال ہے پس ظاہر ہے کہ قیاس دلیل شرعی نہیں۔ خود آپ نے جو مقولہ امام نووی رح کا نقل کیا ہے اسی سے ثابت ہے کہ قیاس کی دو قسمیں ہیں ایک مقبول ایک مردود اسی عبارت میں خود آپ نے نقل فرمایا ہے کہ قیاس کی مذمت تابعین وغیرہ سے منقول ہے۔ پس قیاس مقبول وہ ہے جو مطابق حدیث و قرآن ہو اور مردود وہ ہے جو مطابق نہ ہو۔ جب یہ ہے تو جو مطابق ہے وہ بے ضرورت ہے جو مطابق نہیں وہ سرے سے مردود ہے۔ بہر دو صورت قیاس محض فضول اور بالکل بیکار چیز ٹھیری مولنا جن بزرگوں نے قیاس کو کہا ہے ان کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ جب کسی کو اس کی کمیِ علم کی وجہ سے حدیث و قرآن نہ ملے اور مسئلہ درپیش ہو تو قیاس سے کام چلالے لیکن پھر جب کبھی دلیل یعنی قرآن حدیث مل جائے قیاس کو ترک کر دے قیاس ایسا ہے جیسے مضطر کے لئے سور کا کھا لینا۔ پس سور غذا نہیں۔ حلال نہیں ہاں بوقت نہ ملنے حلال غذا کے صرف جان بچانے کیلئے اس کا کھا لینا مباح ہے۔ اسی طرح قیاس ہے کہ بوقت نہ ملنے قرآن حدیث کے اس سے کام چلالے لیکن یہ کوئی دلیلِ شرعی نہیں۔

سنئے جس مسئلے میں قیاس کیا جاتا ہے یا تو وہ قرآن حدیث میں ہے یا نہیں ہے۔ اگر ہے تو قیاس محض بے ضرورت چیز ہے۔ اگر نہیں تو قیاس کی خود دو صورتیں ہیں ممکن ہے غلط ہو اور ممکن ہے صحیح ہو۔ جب دونوں احتمال اس میں ہیں تو غلطی کے یا صحت کے کسی ایک پہلو کو راجح قرار دے لینا بے دلیل ہے اسلئے اس صورت میں بھی قیاس بیکار ہوا۔ پھر ایک مجتہد کے قیاس کے مقابلے میں دوسرے کا قیاس بھی ہے اور ان دونوں میں تضاد ہے۔ اور اختلاف ہے دونوں کا بہ یک وقت ماننا محال ہے۔ ایک کا ماننا دوسرے کو چھوڑنا ہے حالانکہ درجہ دونوں کا ایک ہے پھر ترجیح کی کیا وجہ؟ اور سنئے

رائے قیاس کے رد کی بہترین دلیل

شریعت میں یا تو کسی مسئلے کا بیان ہے یا نہیں ہے اگر ہے تو قیاس کی ضرورت نہ رہی۔ اگر نہیں تو فرمانِ رسولؐ ہے کہ جس کا بیان شرع میں نہ ہو وہ معاف ہے فرماتے ہیں فَاسَکَتَ عَنْہُ فَھُوَ عَفْوٌ ؀ جس سے سکوت ہو وہ معاف ہے۔ پس جس کا بیان شریعت میں نہیں اس میں قیاس کی حاجت نہیں کیونکہ وہ منجانب اللہ معافی میں داخل ہے جس کا بیان ہے وہاں قیاس کی ضرورت نہیں موافقت کی صورت میں وہ قرآن حدیث میں ہے ہی ناموافقت کی صورت میں اس پر عمل حرام ہے اب بتلاؤ قیاس رہا کہاں؟ مولانا ذرا آپ اپنی علمیت تو دیکھئے عبارت عربی آپ نے لکھی ہے ثم قس الامور عند رائک ؀ ترجمہ کرتے ہیں پھر اسے قیاس کرو لاحول ولا قوۃ الا باللہ بندۂ خدا آخر حیدرآباد میں عربی داں تو تھے اُن سے ہی اس کا ترجمہ کرالیتے۔ لفظ "اُن سے" کن معنیٰ یا کس کا مطلب ہے؟ جنابِ من آپ نے رائے کے بارے میں حضرت عمرؓ کا قول وارد کرنے کی زحمت کیوں اٹھائی؟ سنئے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ہماری رائے محض اٹکل ہے۔

رد رائے میں فیصلۂ فاروقی

فرماتے ہیں میری رائے اگر ٹھیک نکلے تو خدا کی طرف سے اگر ٹھیک نہ ہو تو میرا اپنا خیال ہے آپ فرماتے ہیں رائے کی خطا کو امت کیلئے سنّت نہ بناؤ۔ فرماتے ہیں رائے والے دشمنانِ حدیث ہیں۔ فرماتے ہیں اِتَّقُوا الرَّأْیَ فِیْ دِیْنِکُمْ یعنی دینی مسائل میں رائے زنی سے بچتے رہو۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے رائے کے رد میں اور بھی بہت سے اقوال ہیں کہاں تک انھیں لکھوں اگر آپ ان کی تفصیل دیکھنا چاہتے ہیں تو میری کتاب دینِ محمدی حصہ اول میں دیکھ لیجئے لیکن یہاں ایک قول خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا نقل کرتا ہوں جو اس بحث کا دو ٹوک فیصلہ کردیگا۔ اَصْحَابُ الرَّأْیِ اَعْدَاءُ السُّنَنِ اَعْیَتْھُمُ الْاَحَادِیْثُ اَنْ یَّحْفَظُوْھَا وَتَفَلَّتَتْ مِنْھُمْ اَنْ یَّعُوْھَا وَاسْتَحْیُوْا حِیْنَ سُئِلُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا لَا نَعْلَمُ فَعَارَضُوا السُّنَنَ بِرَأْیِھِمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ (اعلام الموقعین جلد اول مطبع ہند ص۱۹) یعنی اہل رائے حدیثوں کے دشمن ہیں انھیں حدیثیں یاد نہیں رہتیں ان کے حافظے سے نکل جاتی ہیں اور جب ان سے مسائل دریافت کئے جاتے ہیں تو انھیں شرم آتی ہے کہ یہ کہیں کہ ہم نہیں جانتے پس یہ لوگ اپنی رائے سے فتوے دیتے ہیں جو حدیثوں کے خلاف ہوتے ہیں مسلمانو تم ان سے الگ رہنا اور انھیں بھی اپنے

پاس نہ پھٹکنے دینا۔ اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ دین محمدی حصہ اول صلے ۲ مولانا بہت ممکن ہے کہ آپ کو اپنے مسلمات کے خلاف دلائل کے دیکھنے کا موقعہ نہ ملا ہو۔ اسلئے میں آپکے سامنے یہ حدیثیں پیش کر کے امید رکھتا ہوں کہ اہلِ اسلام کی حیثیت سے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی حیثیت سے ان حدیثوں پر ایمانداری کے ساتھ نظریں ڈال کر اپنے عقیدے کو درست کر لینگے۔ سنئے ابن عبد البرّ میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تَعْمَلُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ بُرْهَةً بِكِتَابِ اللّٰهِ وَبُرْهَةً بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَعْمَلُوْنَ بِالرَّأْيِ فَإِذَا فَعَلُوْا ذَالِكَ فَقَدْ ضَلُّوْا۔ یعنی میری امت کا عمل ایک زمانے تک تو قرآن و حدیث پر رہیگا لیکن اس کے بعد وہ رائے کے عامل بن جائیں گے اسوقت گمراہ ہوجائیں گے۔ مجمع الزوائد میں حدیث ہے آپ فرماتے ہیں أَعْظَمُهَا فِتْنَةً عَلَى أُمَّتِي قَوْمٌ يَقِيْسُوْنَ الْأُمُوْرَ بِرَأْيِهِمْ۔ یعنی حضور کا ارشاد ہے میری امت میں سب سے بڑا فتنی گروہ وہ ہے جو امور دین میں رائے قیاس کو داخل کریگا۔ پس رائے قیاس نہ امر دین ہے نہ امر دین میں داخل ہے انہوں کی رائے کو دین بنانے کے درپے آپ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی رائے کے متعلق فرماتے ہیں إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهِ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ (صحیح مسلم شریف) یعنی میں ایک انسان ہی ہوں تمہیں کسی دینی امر کا حکم دوں تو اُسے تو مضبوطی سے تھام لیا کرو۔ ہاں جب میں تمہیں اپنی رائے سے کوئی بات بتلاؤں تو میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔ یعنی اور انسانوں کی طرح ہو سکتا ہے کہ میری رائے درست نہ ہو۔ اس صورت میں وہ شرعی حکم نہیں۔ مدخل بیہقی میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا تَعْمَلُوْا بِرَأْيِكُمْ اپنی رائے پر عمل نہ کرو۔ علاوہ ان کے میں آپ کو آپ کے مذہب کے اصول کی دو عبارتیں بھی دکھا دوں اصول شاشی میں ہے إِنَّ الْعَمَلَ بِالرَّأْيِ إِنَّمَا يَكُوْنُ عِنْدَ انْعِدَامِ دَلِيْلٍ سِوَاهُ شَرْعًا یعنی رائے قیاس پر عمل صرف اسی وقت ہے جب کوئی اور شرعی دلیل نہ ہو اسی کتاب میں تحریر ہے فَإِنَّهُ لَا سَبِيْلَ إِلَى الْعَمَلِ بِالرَّأْيِ مَعَ إِمْكَانِ الْعَمَلِ بِالنَّصِّ یعنی جب تک قرآن حدیث پر عمل ممکن ہو رائے قیاس پر عمل کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اب میں آپ کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال بھی سنا دوں فرماتے ہیں إِيَّاكُمْ وَالْقَوْلَ

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ بِالرَّأْيِ - وَعَلَيْكُمْ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ فَمَنْ خَرَجَ عَنْهَا ضَلَّ (فتوحات)
لوگو خدا کے دین میں رائے قیاس سے بالکل بچتے رہو اور حدیث شریف کی تابعداری میں لگے رہو اگر سنت رسولؐ کی تابعداری چھوڑی تو راندۂ درگاہ بن جاؤ گے۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں هَلْ يُحْتَاجُ بَعْدَ النَّصِّ إِلَى قِيَاسٍ حدیث و قرآن کے ہوتے ہوئے قیاس کی مطلقاً ضرورت ہی نہیں۔ فرماتے ہیں ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ آرَاءِ الرِّجَالِ تمام دنیا کی رائے سے مجھے ایک ضعیف حدیث بھی زیادہ محبوب ہے۔ اعلام میں ہے آپ فرماتے ہیں بعض قیاس اس سے بھی بدتر ہیں کہ انسان مسجد میں پیشاب کر دے بھائیو اس رائے کی تعلیم نے کیسے کیسے مسائل ایجاد کئے ہیں یہ آپ کو معلوم ہو جائے اس لئے میں سر دست آپ کے سامنے یہ پانچ مسئلے حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتابوں سے پیش کرتا ہوں پھر آپ ہی کے زندہ ضمیر سے اپیل کروں گا کہ کیا آپ مان سکتے ہیں کہ یہ احکام شرع ہوں؟ یا حضرت امام ابو حنیفہؒ کے بتلائے ہوئے مسائل ہوں؟

حنفی مذہب کے پانچ مسائل جو خلاف عقل و نقل ہیں قیاسی ہیں

(۱) آپ کے مذہب کی معتبر کتاب درمختار میں ہے كَتَزَوُّجِ الْمَغْرِبِيِّ بِمَشْرِقِيَّةٍ بَيْنَهُمَا سَنَةٌ فَوَلَدَتْ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ مُذْ تَزَوَّجَهَا مطلب یہ ہے کہ ایک عورت مشرق میں رہتی ہے اس سے ایک مغرب میں رہنے والا نکاح کرتا ہے اب یہ یہاں سے اپنی عورت کے پاس جانا چاہے تو ایک سال کا راستہ ہے وہاں چھ ماہ گذرتے ہی اس عورت کو بچہ پیدا ہو گیا تو یہ بچہ اسی میاں کا حلالی بچہ سمجھا جائیگا سنا آپ نے یہ ہے قیاس کہ نہ میاں نے بیوی کو دیکھا نہ نیکبخت بیوی نے میاں کی صورت دیکھی کسی تیسرے شخص نے دونوں میں دو بول پڑھا دیئے اب اگر یہ حضرت اسی دن سے چلتے تو سال بھر میں پہنچتے لیکن ابھی چھ ہی ماہ گذرے تھے کہ اُس سبز قدم کے ہاں بچہ نمودار ہو گیا۔ حنفی مذہب کا قیاس کہتا ہے کہ یہ بچہ اسی کا ہے یہ ولد الحلال ہے جس طرح اور حلال بچے ہیں اُسی طرح یہ بھی۔ کہو دوستو کیا آپ کے اس قیاس کو ہم بھی مان لیں؟ حنفی بھائیو یہ ہیں وہ قیاسات جس سے اہلحدیث دور اور نفور ہیں۔ جہاں یہ قرآن و حدیث کے خلاف ہیں وہاں عقل صحیح کے بھی یکسر خلاف ہیں۔

(۲) اسی درمختار میں ہے يحل له وطی امراة . . . . وكذا الحل له . . . ولو قضى بطلاقها . . . حل للشاهد زورا الخ۔ ان تمام عبارتوں کا خلاصہ مطلب یہ ہے

کہ ایک عورت جو کسی کے نکاح وغیرہ میں نہیں اس پر کوئی مرد جھوٹا دعویٰ کرے کہ اس سے میرا نکاح ہوگیا ہے اور جھوٹے گواہ پیش کردے اور قاضی فیصلہ کردے تو اس شخص کے لئے شرعاً بھی اس عورت کو اپنی بیوی بناکر رکھنا اور اس سے صحبت و مجامعت کرنا حلال ہوگیا۔ اسی طرح اگر عورت نے کسی مرد پر ایسا ہی جھوٹا دعویٰ کیا ہے اور قاضی نے ڈگری دیدی ہے تو بھی دونوں آزادی کے ساتھ میاں بیوی بن کر رہیں خدا کے ہاں بھی انھیں پکڑ نہیں۔ اسی طرح اگر عورت نے خلافِ واقعہ جھوٹے گواہ گذار کر طلاق کا فیصلہ قاضی سے کرالیا تو اب وہ عنداللہ بھی آزاد ہوگئی جس سے چاہے نکاح کرلے اور اس کی بیوی بن کر رہے ۔بلکہ جن لوگوں نے جھوٹے گواہ بن کر جھوٹی گواہی دیدی ہے انھیں بھی اس عورت سے نکاح کرنا حلال ہے۔ یہ ہے قیاسی نکاح اور طلاق۔

مسلمانو! میں تو اس پر تبصرہ کیا کروں؟ آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ قیاسی مسائل مان لئے گئے اگر ان پر عمل درآمد شروع ہوگیا تو کیا دنیا میں کوئی گھر عزت وعفت کے ساتھ رہ سکتا ہے؟ کیا ان قیاسات کو حق مان لینے کے بعد کوئی نکاح اور کوئی طلاق اور کوئی اولاد اپنے حقیقی معنیٰ پر رہ سکتی ہے؟ دوستو! دنیا سے امن و امان سلامتی اور اسلام ان قیاسی فتووں پر عمل کرنے کے بعد اٹھ جائیگا حسب نسب برباد ہوجائیں گے بے حیائی بے شرمی بے غیرتی اور بے ایمانی کا دور دورہ ہوجائیگا۔ کیا غضب ہے کہ ایک انسان کے فیصلے کا تابع خدا کو بھی ٹھہرایا جاتا ہے؟ یہ جرأت وجسارت؟ کہ عورت جانتی ہے میرا دعویٰ جھوٹا ہے مرد جانتا ہے میرا دعویٰ جھوٹا ہے گواہ جانتے ہیں ہماری گواہی خلافِ واقعہ ہے لیکن قاضی جی نے چونکہ کہہ دیا ہے اسلئے میاں بیوی بن جائیں زندگی موج مزے سے گذاریں دنیا میں تو کیا خدا بھی ان کی کوئی پکڑ نہیں کریگا۔ کیونکہ حنفی جج کا فیصلہ اٹل ہے کیا مجال کہ کوئی اس کے خلاف لب ہلا سکے۔ دوستو یہ ہیں وہ قیاسات جنھیں اہلحدیث نہیں مانتے اور آپ سے بھی خدا کا واسطہ دیکر کہتے ہیں کہ نہ مانو۔ ورنہ اگر ایسے واقعات آپڑے تو اس وقت آنکھیں کھلیں گی بلکہ حجیپ کی وجہ سے ہمیشہ کو بند ہوجائینگی۔ اس وقت صحیح طور پہ معلوم ہوگا لو حسرت وافسوس سے کہوگے کہ یَا لَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ہ یَا وَیْلَتٰی لَیْتَنِی لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ہ ۔

(۳) ھدایہ میں ہے اِنْ تَعَمَّدَ الْحَدَثَ فِی ھٰذِہِ الْحَالَۃِ اَوْ تَکَلَّمَ ۔ ۔ تَمَّتْ صَلٰوتُہٗ

صلاۃ ۱۰۶

یعنی تشہد کے بعد اگر جان بوجھ کر گوز مار دے یا بات چیت کر لے تو نماز پوری ہو جائیگی۔ یعنی پچھلے راستے سے ہوا نکالدینا گویا نماز سے سلام پھیرنا ہے۔ درمختار میں ہے وَمِنْهَا الْخُرُوجُ بِصُنْعِهٖ یعنی نماز کے خلاف کسی کام کو اگر کر لے تو گویا سلام پھیر دیا یعنی بقدر تشہد پڑھنے کے بیٹھا رہا پڑھا کچھ بھی نہیں نہ التحیات نہ درود نہ دعا پھر بجائے سلام پھیرنے کے ہوا چھوڑ دی یا قہقہہ لگا کر ہنس دیا یا کسی سے بات چیت شروع کر دی یا اٹھ کر چلنے پھرنے لگا یہ سب قائم مقام سلام پھیرنے کے ہے۔ ملاحظہ ہو اسی کتاب کی شرح اور شرح ہدایہ وغیرہ۔ وغیرہ۔ یہ ہے قیاسی سلام نماز!

ناظرین کرام۔ آپ قیاسی مسائل کا نمونہ ملاحظہ کر رہے ہیں۔ فرمایئے۔ کیا یہ قیاسات ایسے ہیں؟ کہ انھیں داخلِ اسلام سمجھا جائے؟ میں تو سچ کہتا ہوں کہ اگر آج مسائل قیاسیہ کا درجہ بھی مسائل قرآنیہ اور مسائل حدیثیہ کا کر دیا جائے تو واللہ اسلام کا سارا نقشہ بدل جائیگا۔ پھر تو اسلام وہ ہو جائیگا کہ اس کی صورت دیکھ سے انسان کانپ اٹھے۔

(۴) درمختار میں نہر میں فتح القدیر میں کفایہ میں عالمگیری میں اور فقہ حنفی کی اور بھی کتابوں میں باختلافِ الفاظ موجود ہے یُبَاحُ اِسْقَاطُ الْوَلَدِ قَبْلَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ یعنی چار ماہ سے پہلے حمل کو گرا دینا جائز ہے۔ گو عورت اپنی مرضی سے اپنے خاوند کی بلا اجازت بھی ایسا کرے تو مباح ہے۔ کوئی گناہ نہیں۔ ماں کی چھاتیوں میں دودھ نہیں باپ کے پاس اتنا مال نہیں کہ کوئی دایہ مقرر کر سکے تو وہ عورت اپنا حمل چار ماہ کے اندر اندر جب چاہے گرا دے۔ عورت کو یہ بھی جائز ہے کہ اپنی بچہ دانی کا منہ بند کر لے تاکہ حمل ٹھیرے ہی نہیں خاوند کو جائز ہے کہ وہ جب مجامعت کرنے بیٹھے اور منی نکلنے کو ہو تو منی کو باہر نکال دے اندر جانے ہی نہ دے ایسا نہ ہو کہ حمل رہ جائے۔ خواہ اس بات سے بیوی ناراض ہی کیوں نہ ہو؟ یہ ہے شامی یہ ہے درمختار اور یہ ہیں حنفی مذہب کی اور کتابیں ان میں یہ مسائل کھلے لفظوں میں موجود ہیں۔ خیال فرمایئے کہ ایک ہونے والے انسان کی جڑ کاٹنے کی کتنی کتنی ترکیبیں پوشیدہ پوشیدہ ہو گئیں مرد کوشش کرے کہ اس کا نطفہ جانے ہی نہ پائے عورت کوشش کرے کہ نطفہ ٹھیرنا ہی نہ پائے نس پر بھی اگر نطفہ جم گیا تو حمل گرا دے کیوں دوستو! قیاسات کے باغ کی بہار دیکھی؟ کہو کیا اب بھی ان خونی مسائل کو اسلامی مسائل کہو گے؟ کیا اب بھی ان کے نہ ماننے سے ہمیں غیر مقلد کہو گے؟ کیا اب بھی قیاس کو دینِ خدا

قیاسی تعلیم قتل انسان کی

حنفی مذہب کی نماز کا نقشہ

میں داخل سمجھوگے؟ کیا اب بھی یہی کہے جاؤ گے کہ حنفی مذہب کا ایک ایک مسئلہ قرآن حدیث کے مطابق ہے؟ خدا سے ڈرو مذہب کے بدنام کرنے سے باز آؤ۔

(۵) ان آپ کے قیاسات پر عمل کر کے ان قیاسی مسائل کو سچ مان کر آپ کے مذہب کی جو جائز نماز ہوتی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کا نقشہ آپ کے سامنے پیش کر دوں کہ جس کم سے کم نماز کو حنفی مذہب کے قیاسات جائز جانتے ہیں وہ کیا ہے؟

جانور سے مردے سے چھوٹی لڑکی وغیرہ سے وطی کر کے بغیر انزال کے بے غسل آ جائے نماز پڑھ لے۔ کپڑے پر بدن پر عورت کی فرج کی رطوبت لگی ہو تو کوئی حرج نہیں، بچے کی ولادت کے وقت کی چکنائی لگی ہو تو حرج نہیں، جانور کے بچے کی یہ رطوبت ہو تو حرج نہیں کتے کی کھال بندر کی کھال اور جس درندے کی چاہے رنگی ہوئی کھال پہن لے اوڑھ لے، رنگی ہوئی نہ ہو تو بھی حرج نہیں، ذبح کیا ہوا بھیڑیا اور ذبح کئے ہوئے کتے کی کھال کی جانماز پر نماز پڑھ لے، ان کی کھال کا لباس پہن کر نماز پڑھ لے کتے کا شیر کا اور جس ذبح کئے ہوئے درندے کا چاہے گوشت اپنی جیبوں میں رکھ لے، کتے سور اور جس درندے کی ہڈیوں کا چاہے ہار پہن کر نماز پڑھ لے، کتے کی اسی کھال کے ڈول میں پانی بھر کر اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ ذبح کئے ہوئے سانپ اور چوہے کا گوشت لیکر بھی نماز پڑھ لے۔ کتے وغیرہ درندوں کی کھالیں ہڈیاں ناخن بال دانت آنت گوشت پوست چربی خون ان میں سے جس چیز کو چاہے اپنے ساتھ رکھ کر نماز پڑھ لے، کتے کے پلے کو بغل میں دبا کر نماز پڑھ لے بڑے کتے کو سر پر چڑھا کر نماز پڑھ لے، جس پانی میں کتا پڑ گیا ہو اگر اس کا منہ اس میں نہ لگا ہو تو اس پانی سے وضو کرے اور غسل بھی، نماز پڑھتے ہوئے نجس چڑیا سر پر بیٹھی ہو تو حرج نہیں، نجاست آلود کپڑوں والا بچہ گود میں بیٹھا ہو تو حرج نہیں۔ نمازی کے کپڑوں پر کتے کی چھینٹیں ہوں تو حرج نہیں، چوتھائی حصے سے کم کپڑا نجاست خفیفہ سے بھرا ہوا ہو تو نماز پڑھ لے، چمگادڑ کا پیشاب یا چمگادڑ کی بیٹ کپڑے پر یا بدن پر ہو تو نماز پڑھ لے کتے نے بدن پر یا کپڑے پر منہ مارا ہو اور تھوک نہ نظر آئے تو نماز پڑھ لے، پیشاب کی چھوٹی چھوٹی چھینٹوں سے اگر سارا کپڑا بھر جائے یا سارا بدن بھر جائے تو بھی نماز پڑھ لے۔ نماز میں کتے کو پچکار لے، نماز میں گدھے کو ہانک دے، نماز میں عورت کی شرمگاہ کو دیکھ لے نماز میں فقہ کی کتاب کو دیکھ لے اور سمجھ لے۔ کتے کے بالوں کی گھنڈیاں لگا کر نماز پڑھ لے

سور اور کتے کے بال پڑے ہوئے پانی سے وضو کرلے، بھیگی ہوئی کھجوروں کے شیرے سے وضو کرلے، اس طرح کہ پہلے پاؤں دھوئے پھر منہ دھوئے پھر کلی کرے۔ پھر مسح کرے۔ یعنی الٹا پلٹا وضو کرلے۔ اللہ اکبر کا ترجمہ کسی اور زبان میں کردے فقط ایک آیت کا ترجمہ اپنی زبان میں پڑھ دے، رکوع سجدے میں اطمینان نہ کرے، رکوع کیلئے ذرا جھک جانا کافی ہے۔ قومہ میں اور دونوں سجدوں کے درمیان ٹھیرنا ضروری نہیں، سلام کے بدلے گوز مار دے کتے یا بھیڑیے کے دانتوں والا ہار پہن کر نماز پڑھ لے، کافر اگر کتے ریچھ بندر وغیرہ پر چھری پھیر دے تو اس کا گوشت پوست لیکر نماز پڑھ لے۔ کتے کی رنگی ہوئی کھال کے ڈول میں پانی بھر کر اس پانی سے غسل کرے وضو کرلے نماز پڑھ لے؛ بوریہ پر بھیگا ہوا کتا بیٹھ گیا یا لیٹ گیا اگر اس پر نجاست کا اثر نہ ہو تو اس پر نماز پڑھ لے، کسی بڑے حوض میں کتا گر کر مرگیا اور سے پانی جما ہوا ہے تو اس سے وضو کرلے۔ امامت نماز کے لئے کچھ شرائط کی یکساں موجودگی کے بعد یہ شرط ہے کہ اس کی جورو سب کی جوروں سے زیادہ خوبصورت ہو، یہ بھی شرط ہے کہ خود امام شکیل اور خوبرو ہو، یہ بھی وجہ اختیار ہے کہ امام سب سے بڑا مالدار ہو، امام سب سے اچھے لباس والا ہو، امام کا عضو . . چھوٹا ہو، امام غلام نہ ہو، امام دیہاتی نہ ہو، امام اندھا نہ ہو، سجدے میں صرف پیشانی کا زمین پر لگ جانا کافی ہے اور صرف ناک کا لگ جانا بھی، التحیات میں بیٹھکر بجائے سلام کے زور سے ہنس دے بات چیت کرے گوز مار دے عورت کا پیٹ پاؤ سے کم ننگا ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ عورت کا سر پاؤ سے کم کھلا ہو اور اس نے نماز پڑھی تو نماز ہوگئی۔ عورت کی پنڈلی اور ران کا بھی یہی حکم ہے کہ پاؤ کھلا ہوا ہو تو نماز ہو جائیگی۔ مرد کے بیضے بھی اگر پاؤ سے کم ننگے ہوں تو نماز ہو جائے گی نمازی کے بدن پر یا کپڑے پر پاخانہ پیشاب وغیرہ جیسی غلیظ نجاست ہتیلی کی چوڑائی کے برابر یا ایک مثقال وزن کے برابر لگی ہو تو بھی نماز ہو جائیگی، حرام پرندوں کی بیٹ یا پیشاب اس سے زیادہ لگا ہوا ہو تو بھی نماز ہو جائے گی، وضو بے نیت کرلو۔ عورت کی شرمگاہ پاؤ سے کم ننگی ہو تو نماز ہو جائیگی۔ مرد کا آلۂ تناسل چوتھائی سے کم کھلا ہوا ہو تو نماز ہو جائیگی۔ نماز کے لیے بھی مسائل اور بھی بہت سارے ہیں ؛؛ جن کو ہمارے بھولے بھالے بھائی حنفی مذہب کہتے ہیں۔

برادران! یہ ہے موجودہ قیاسی حنفیت کا نقشہ، خدارا اس غلط راہ کو چھوڑ دو اور قرآن حدیث کی صحیح اور سیدھی راہ پر لگ جاؤ ؛؛ ہماری خیر خواہی کو قبول فرمالو۔

قسم خدا کی ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے۔ ہم سے نہیں ہو سکیگا کہ اس نماز کو اسلامی عبادت کہیں یہ نماز نہیں یہ نماز کا مذاق اڑانا ہے یہ نماز نہیں یہ خدا سے ہنسی اور دل لگی کرنا ہے کسی مذہب نے ایسی عبادت اپنے ماننے والوں کو نہیں سکھائی۔ دوستو جس طرح نماز جیسی اعلیٰ عبادت کی پاک صورت کو یہاں مسخ کی گئی ہے اسی طرح ہر ہر اسلامی حکم کی کایا پلٹی ان قیاسات نے کردی ہے بمشکل کوئی چیز اپنی جگہ رہی ہوگی۔ واللہ ہم نہیں مان سکتے کہ یہ نماز امام ابوحنیفہؒ کی بتلائی ہوئی ہو اللہ سے ڈرو دین کو نہ بدلو اور قیاس کو شریعت نہ بناؤ۔

مولانا کا جھوٹ

مولانا آپ نے اپنی کتاب کے صلا۳ پر کیا لکھ مارا؟ کہ امام محمد صاحبؒ کے قول پر فتویٰ ہو تو چاروں مذہب والے اس فتوے پر عمل کرتے ہیں۔ ناظرین کرام! آپ ہی کہیے مولانا سچ لکھ رہے ہیں؟ جھوٹ اور ایسا جھوٹ جس کے جھوٹ ہونے میں کلام نہیں۔ امام محمدؒ شاگرد امام ابوحنیفہ کے قول پر اور چاروں مذہبوں کا عمل؟ اس جھوٹ کا کیا کہنا؟۔ اس کے بعد مولانا نے اپنی عادت کے مطابق گالیاں دینی شروع کی ہیں لکھتے ہیں "آپ کے نفس پرست ائمہ اربعہ جن کے آپ مقلد ہیں ابن تیمیہ ابن قیم ابن حزم ابن عبدالوہاب" مولوی جی دیکھو بے ادبی اسے کہتے ہیں رب کے رحم سے جو محروم ہوتا ہے وہ تم جیسا ہی بدزبان بے ادب گستاخ اور بدتمیز ہوتا ہے۔ خدا اپنے دوستوں کے دشمنوں کا کالا منہ کرے۔ خدا لگتی بات تو یہ ہے بعض جہلا بھی کبھی کبھی قلم اٹھا لیتے ہیں وہ بھی دس باتوں میں ایک دو کام کی باتیں بھی کہہ ڈالتے ہیں لیکن اس وقت جس کتاب کا جواب ہم لکھ رہے ہیں یہ مسکین تو دو سو میں دو باتیں بھی کام کی نہیں لکھتا ہم نے دلائل محمدی میں رفع الیدین کرنے کی کئی ایک حدیثیں نقل کی تھیں ان پر جو اعتراض حنفیوں کے تھے ان کے جواب دیئے تھے حنفیوں کی جو دلیلیں اس کے خلاف تھیں ان کے جواب دیئے تھے ان میں ایک کا جواب یہ بھی تھا کہ حنفی جو حدیث پیش کرتے ہیں اس میں ہے کہ حضورؐ نے صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا پھر نہیں کیا۔ اگر اسے مان لیا جائے تو پھر کیا وجہ کہ حنفی وتر میں رفع الیدین کرتے ہیں؟ ان کا یہ رفع الیدین بھی اس حدیث کے خلاف ہے۔ اس کے جواب میں ہمارا بھولا مجیب لکھتا ہے کہ قنوت کے لئے رفع الیدین کرنے سے ہر جگہ رفع الیدین لازم نہیں آتا۔ کوئی اُسے اتنا تو کہے کہ بندۂ خدا بات تو پہلے سمجھ لیا کرو جب بات سمجھنے کی سوجھ نہیں تو پھر کیوں الجھ رہے ہو؟

حضرت عبداللہؓ کی نسبت ہم نے لکھا تھا اس پر مؤلف صاحب بڑے بگڑے ہیں اور ہمارے ایمان پر ہاتھ صاف کرنے والے شروع کر دی ہے ہم کہتے ہیں اگر تمہارے نزدیک ان کا ہر قول صحیح ہے قسم ہے تمہیں تمہارے پیدا کرنے والے کی کہ آج سے جب رکوع میں جاؤ دونوں ہاتھ ملا کر دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھ لیا کرنا دیکھو تم پر حرام ہے اگر انھیں گھٹنوں کے اوپر رکھو۔ اگر نہ رکھے تو پھر ہم بھی تم سے وہی کہیں گے جو تم نے ہمیں کہا جس کے لئے مہذب الفاظ ہمارے یہ ہوں گے کہ یہ کیسا ایمان ہے کہ تم صحابہؓ کی نہیں مانتے؟ اپنے مذہب کو سچا جانتے ہو اور صحابہؓ کو غلطی اور سہو و نسیان والا جانتے ہو؟ اپنے امام کی بات کو غلط کہنا آسان تھا اس سے کہ صحابی کی بات کو غلط کہو۔ اپنے مذہب کے غلط مسئلے کو صحیح کرنے کے لئے سینکڑوں گناہوں کے مرتکب ہوتے ہو؟

افسوس کہ آپ اپنے مذہب کے ایک بد سے بد انسان کو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ پر فوقیت دیتے ہیں ایک رنڈی جو حنفی المذہب ہے ایک بھڑوا جو اپنے تئیں حنفی المذہب کہتا ہے آپ کے نزدیک اس کا فعل درست ہے اور حضرت عبد اللہؓ کا درست نہیں اس کا ہر رکوع سنت کے مطابق ہے اور اُن کا نہیں توبہ توبہ۔ سنا مولوی صاحب یہ ہے آپ کے اعتراض کی حقیقت۔ بندۂ خدا کسی صحابی کے کسی فعل یا قول کو حدیث صریح صحیح کے خلاف پاکر چھوڑ دینا نہ تو اُن کی توہین ہے نہ ان کی دشمنی ہے ہم تو صحابہؓ کے دشمن کو رافضی سمجھتے ہیں۔ انبیا علیہم السلام ہمارے نزدیک معصوم ہیں احکامِ دینی میں اُن سے کسی غلطی کا ہونا جو باقی رہ جائے ناممکن ہے۔ ان کی عصمت کا ذمے دار خود خدا ہے بھائی قربان دیکھو تم تو پھر بہان جاؤ گے سچ تو یہ ہے کہ تم نے اپنا فیصلہ آپ کر لیا۔ تم نے لکھا ہے؟ احناف کی حالت نہ پوچھیے ؎

عاشقاں را چہ کار با تحقیق ✤ ہر کجا نام اوست قربانم

پس جبکہ آپ کو تحقیق سے مطلب نہیں تقلید کی قربان گاہ کی بھینٹ آپ چڑھ چکے ہیں تو آپ نے ایک محقق سے مناظرہ کرنے کی کیسے ٹھان لی؟ میری کتاب کا جواب لکھنا کیسے شروع کر دیا؟ جب تحقیق سے واسطہ نہیں جب دلیلوں سے مطلب نہیں تو آخر تم نے اتنی لمبی چوڑی کتاب کیوں لکھ ماری؟ بس یہ کافی تھا کہ تم لکھ دیتے کہ چونکہ حنفی مذہب میں آمین دل میں کہہ لینے کا حکم ہے لہٰذا خواہ کتنی ہی حدیثیں اور

حق پر حضرت عبداللہؓ کی بات ہے

تقلید کے لیے قربانی

آیتیں اونچی آمین کہنے کی ہوں ہم نہیں مانتے یہی الفاظ رفع الیدین سورۂ فاتحہ اور سینے پر ہاتھ باندھنے کی نسبت کہدیتے یہی ہتھیار تم سے پہلے کے مقلدین کا بھی تھا وہ بھی تعلیم رسول کے مقابلے میں یہی آواز اٹھاتے تھے اِنَّآ اَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا اور اِنَّا وَجَدۡنَآ اٰبَآءَنَا الخ ہم اپنے بزرگوں اور بڑوں کے مقلد ہیں۔ ہمیں تحقیق سے واسطہ کیا؟ امام کا نام آیا اور ہم قربان ہوئے بس ہزاروں دلیل کی ایک دلیل نام امام ہے انھوں نے جو کہا سچ اس کے سوا جو ہے جھوٹ۔ برادران! دیکھا آپ نے یہ ہے تقلید جس سے ہم آپ کو دور کرنا چاہتے ہیں دراصل یہ منصب نبوت ہے جو غیر نبی کو دیا جاتا ہے قرآن فرماتا ہے وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ غرض مستقل اطاعت جس کی فرض ہو جس کے نام کے ساتھ ہی تحقیق ختم ہوجاتی ہو وہ صرف ذاتِ رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کوئی اور نہیں دوسرے کو اس درجے پر جاننے والا منصب رسالت غیر نبی کو دیکر مشرک فی الرسالت بن کر ابدالآباد کیلئے جہنمی ہے۔ فرمان قرآن ہے۔ اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ حکم احکم الحاکمین ہے۔ اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ۔ کیا سوائے خدا کے ان کے شریک ایسے ہیں جنھوں نے ان کے لئے وہ شرع مقرر کی ہے جو اللہ کی شرع نہیں۔ انھوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا بنا لیا ہے سچے خدا کو چھوڑ کر۔

میں چاہتا ہوں کہ مولوی قربان صاحب نے اپنی کتاب میں اس کے بعد ایک بات لکھی ہے میں اسے آپ کو پوری سنادوں اس سے آپ کو یہ بھی اندازہ ہو جائے گا کہ ان کی تہذیب کیا ہے؟ ان کی اردو کیسی ہے؟ ان کی معلومات کہاں تک ہیں؟ وغیرہ سنئے ص۳۷ کی آخری سطر میں پھر ص۳۸ کے شروع میں ان کی عبارت یہ ہے "صبح کی نماز میں سنتوں کے بعد لیٹنا حضورؐ انور کا فعل مبارک اس لیے تھا کہ اکثر رات بھر عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ وہابیوں نے دیکھا نہ بھالا تمام رات خراٹے لیکر سونے کے باوجود مسجد میں سنتیں پڑھنے کے بعد یہاں سے وہاں تک چھوٹے کا لحاظ نہ بڑے کا قاعدہ ہمیشہ لیٹنا ہی شروع کردیا فرض شروع ہو چکی ہو تو بھی ضرور ایک لوٹنی مار ہی لیتے ہیں حضورؐ انور تکان اتارنے کو بعض اوقات تھوڑی سی استراحت فرمالیتے تھے کچھ تشدد سے ایسا حکم تو نہیں فرمایا"

انھوں نے تقلید کو منصب نبوت بنایا

مولوی قربان علی کی قابلیت

سب سے پہلے تو ان سے کوئی پوچھے کہ حضورؐ انور تکان اتارنے کیلئے لیٹتے تھے یہ تم نے کہاں سے نکالا؟ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی رَکْعَتَی الْفَجْرِ فَاِنْ کُنْتُ مُسْتَیْقِظَۃً حَدَّثَنِیْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ (مسلم) یعنی صبح کی دو سنتوں کے بعد اگر حضورؐ مجھے بیدار دیکھتے تو تو مجھ سے باتیں کرتے ورنہ لیٹ جاتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ لیٹنا تکان دور کرنے کیلئے نہ تھا بلکہ حضورؐ کی سنت تھی ورنہ اس کے عوض بات کر لینا کافی نہیں۔ آپ کی اردو دیکھئے اور آئندہ سے اردو دانی کے بڑے چڑھے دعوے بھی نہ کیجیے آپ لکھتے ہیں فرض شروع ہو چکی ہو یہ گلابی اردو؟ اور یہ دعوے زبان دانی؟ مندرجہ بالا احادیث کے سوا بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی دو سنتیں پڑھتے اپنی دائیں کروٹ پر لیٹتے۔ دنیا جانتی ہے کہ شرط و جزا میں تلازم ہے۔ اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ صبح کی دو سنتیں آپ ترک نہیں فرماتے تھے چنانچہ بخاری مسلم میں حدیث ہے لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِّنْہُ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ یعنی کسی نفلی نماز کی نگہبانی حضورؐ کو صبح کی دو سنتوں سے زیادہ نہ تھی۔ پس ہمیشہ آپ یہ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور اوپر حدیث گذری کہ جب یہ دو رکعتیں پڑھتے تو ان کے بعد لیٹ جاتے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ کسی سے باتیں کرنے میں مشغول ہو جائیں یہ تمہاری تہمت ہے کہ فرض نماز ہو رہی ہو تو بھی اسے اہم ضروری جانتے ہیں ہرگز نہیں۔ بالفرض اگر کسی نے ایسا کر لیا ہو تو اُسے شاید مسئلہ معلوم نہ ہو اسلئے اسے مذہب اہلحدیث سمجھنا فاش غلطی ہے۔ ہاں مؤلف صاحب کا یہ قول کہ آپ نے ایسا حکم نہیں دیا اس کی نسبت عرض ہے کہ تقلید کی ظلمت نے آپ کے دل سے نورِ حدیث محو کر دیا ہے۔ حدیثیں اُن کے سینوں میں محفوظ رہتی ہیں جو حدیثوں کے دلدادہ ہیں جو ان پر جان و دل سے فدا ہیں جسے نہ حدیث پر عمل کرنا ہو نہ اس سے مسئلہ لینا ہو۔ جو تحقیق کو آگ لگا چکا ہو۔ جو کولہو کے بیل کی طرح اپنی آنکھوں پر پٹیاں باندھ چکا ہو۔ جو امتی کا امتی بن چکا ہو۔ اسے حدیثوں سے کیا غرض؟ اُسے حدیث کا کیا علم؟ سنو ترمذی اور ابوداؤد میں ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ

رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیَضْطَجِعْ عَلٰی یَمِیْنِہٖ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو شخص صبح کی دو سنتیں پڑھے وہ اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جائے مولوی صاحب خدا سے ڈرو افعل و قول رسولؐ کا مذاق نہ اڑاؤ عملِ سنت پر پھبتیاں نہ کسو۔ سنت کی سبکائی کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے دیکھئے آپ کے مذہب کی معتبر کتاب شامی میں ہے لَوْ لَمْ یَرَ السُّنَّۃَ حَقًّا کَفَرَ لِاَنَّہٗ اِسْتِخْفَافٌ ۔ یعنی سنت کو حق نہ سمجھنے والا کافر ہے اس لئے کہ اس میں توہینِ سنت ہے اور آپ نے تو اپنے لفظوں میں اس سنتِ رسولؐ کی توہین کی ہے " لوٹنی مارنا " لکھا ہے اس سنت کے عاملوں کو بیہودہ بتلایا ہے۔ مولوی جی توبہ کرو۔ حضورؐ کے عام حکم نے کہ صبح کی دو سنتوں کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹ جایا کرو آپ کی اس تاویل کے بھی ٹکڑے اڑا دیئے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضورؐ اکثر رات بھر عباداتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ بلکہ یہ حکم تہجد گذار اور غیر متہجد سب کو ہو رہا ہے۔ مسلمانو آپ اس کا یقین کر لیجئے کہ پابندیٔ تقلید کے بعد انسان حدیث پر عمل کرنے کیلئے آزاد رہ نہیں سکتا۔ وہ تو کوشش کر کر کے سنتوں کو چھوڑیگا اور توڑے گا ہر اس سنت کا گلا گھونٹ دیگا جو اس کے مذہب کے خلاف پڑے آپ اگر اس سین کو آنکھ کی طرح دیکھنا چاہتے ہوں تو میری کتاب شمع محمدی کو ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح صحیح صریح سینکڑوں حدیثوں کو چھوڑا اور موڑا اور توڑا گیا ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ لیٹنا آپ کا مکان پر تھا نہ کہ مسجد میں تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ سنتیں بھی آپ مکان پر ہی پڑھتے تھے اسلئے وہیں لیٹتے تھے حکم عام ہے جو جہاں سنت پڑھیگا وہیں لیٹے گا۔ اگر کسی نے مسجد میں سنت پڑھی ہے تو ظاہر ہے کہ لیٹے گا بھی وہیں۔ امام ترمذیؒ اس حدیث کو وارد کر کے لکھتے ہیں۔ وَقَدْ رَأٰی بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنْ یُّفْعَلَ ھٰذَا اسْتِحْبَابًا ۔ یعنی بعض اہل علم اس لیٹنے کو مستحب دیکھتے ہیں۔ زاد المعاد میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ حضرت رافع بن خدیج حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم بھی صبح کی سنتوں کے بعد لیٹ جایا کرتے تھے اور دوسرے لوگوں کو بھی یہی حکم فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بھی یہی فعل تھا رضی اللہ عنہ بہت سے بڑے بڑے تابعین رحمہم اللہ کا بھی یہی فعل ہے۔ آپ اپنی عینی دیکھئے جس میں ہے کہ امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب اسے سنت بتلاتے ہیں۔ کیا میں امید رکھوں؟ کہ مولوی قربان صاحب اتنے دلائل ملاحظہ فرما کر راہِ راست پر آجائیں گے؟ آپ کے مذہب کی کتاب

تلویح میں ہے تَرْكُ السُّنَّةِ الْمُؤَكَّدَةِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْحَرَامِ ؕ یعنی سنت مؤکدہ کو چھوڑنا قریب قریب حرام ہے حنفی دوستو! اس سنت کو ترک کرکے حرام کے مرتکب نہ بنو اور اس کے انکار اور اس کے مذاق سے بچو ورنہ کفر لازم آئیگا جیسے کہ تم نے ابھی ابھی پڑھا۔

اس کے بعد مؤلف صاحب نے حضرت نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے ہمیں الزام دیا ہے ہم کہتے ہیں کہ جو عبارت تم نے نقل کی ہے وہ تو نواب صاحب کی کتاب میں ہمیں ملی نہیں تم نقل کرتے ہو اور دو رسالوں سے اسلئے قطعاً تم جھوٹے ہو اور تم نے یہ تہمت باندھی ہے۔ ہم اُن تمام اوراد و وظائف کے قائل ہیں جو حدیث سے ثابت ہوں اور وہ اتنے ہیں کہ انسان کو پوری زندگی کے لئے دن رات کے ہے چوبیس گھنٹوں کیلئے کافی ہیں اور وقت ہی نہ بچیگا جو وہ پیروں فقیروں کے وہ وظائف رٹے جو حدیثوں سے ثابت ہی نہیں۔ اسی طرح ہم مُردوں کو ثواب پہنچانے اور انھیں پہنچنے کے بھی قائل ہیں ہاں یہ ضروری ہے کہ اس کا بھی طور و طریق وہی ہو جو پیغمبر عربی مکی مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ نہ وہ جو پیٹ کے بھوکوں نے ایجاد کیا ہے کہ چالیس دن تک روح آتی ہے تیجا ہو دسواں ہو بیسواں ہو چالیسواں ہو برسی ہو عرس ہو شب برات ہو تبارک ہو چنے ہوں پھول ہوں یہ سب تمہاری ایجاد کردہ بدعتیں ہیں جس سے شریعت اور سنت رسول پاک ہے۔ جن حنفی بھائیوں کے ہاتھ میں میری یہ کتاب ہو ان کی تشفی کے لئے میں یہاں حوالہ نقل کر دیتا ہوں۔ مزید تفصیل اور پورے بسط کے ساتھ اگر آپ اس مسئلہ کو معلوم کرنا چاہتے ہوں تو میری کتاب درود محمدی پڑھ لیجئے۔ مولانا حضرت شاہ ولی اللہ علیہ رحمۃ اللہ کے حوالے ہمارے مؤلف صاحب دیا کرتے ہیں گو وہ غلط سلط اور خلاف اصل مطلب ہوں لیکن یہ تو ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک شاہ صاحب کی ہستی ایک قابلِ قدر ہے ہم بھی آپ ہی کی تصنیف وصیت نامہ میں سے ایک عبارت پیش کرتے ہیں اور جناب مؤلف صاحب کو اور دوسرے برادران حنفی کو اس پر عامل ہونے کا مشورہ دیتے ہیں آپ لکھتے ہیں ”ازبدعات شنیعۂ ما مردم اسراف است در ماتمہا و سوم و چہلم و ششماہی و فاتحہ و سالینہ۔ وایں ہمہ را در عرب اول وجود نہ بود۔ مصلحت آن است کہ غیر تعزیہ وارثانِ میت تا سہ روز و طعام ایشاں یک شبانہ روز رسمے نہ باشد۔ یعنی ہم لوگوں میں جو بدترین بدعتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ ماتم میں اور تیجے میں چالیسویں میں فاتحہ میں برسی میں ہم خوب

تردید پیری مریدی

درود محمدی

روپیہ اڑاتے ہیں۔ اسلام کے پہلے زمانے میں سارے عرب میں ان میں سے کسی چیز کا وجود بھی نہ تھا۔ اب بھی بہتری اسی میں ہے کہ ان تمام ناجائز رسموں کو ترک کردی جائیں صرف یہی دو باتیں باقی رہیں کہ تین دن تک میت کے وارثوں کو صبر و تسکین دی جائے اور ان کی غمخواری کی جائے اور ایک دن رات انھیں تیار کھانا اپنے ہاں کا کھلایا جائے۔

حنفی مذہب کی معتبر کتاب فتاوی برازیہ میں ہے یُکْرَہُ اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِی الْیَوْمِ الْاَوَّلِ وَالثَّانِیْ وَالثَّالِثِ وَبَعْدَ الْاُسْبُوْعِ ۔ یعنی پہلے دن کی حاضری کی روٹی بھتی کا کھانا اور دوسرے دن کا اور تیجا اور ساتویں دن کا کھانا میت کے پیچھے کرنا مکروہ ہے اس کے سوا اور بھی بہت سی عبارتیں فقہ کی بہت سی کتابوں میں ہیں آپ اگر چاہیں تو میری کتاب درود محمدی میں مفصل بحث مع تردید دلائل مبتدعین دیکھ لیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا نسیان

اس کے بعد مؤلف صاحب نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فضائل و مناقب بیان کئے ہیں۔ اے جناب ہم ان تمام فضائل و مناقب کے بلکہ ان کے سوا اور بھی بہت سی بزرگیوں کے قائل ہیں۔ لیکن ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عبداللہؓ شرعی مسائل میں غلطی کرنے سے معصوم تھے ان کی زبان شریعت تھی۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے اور جس پر جناب چراغ پا ہو رہے ہیں وہ آپ کے مذہب کی بہترین کتاب ہدایہ کی تخریج نصب الرایہ میں موجود ہے تو اگر اس لکھنے سے صحابی کی توہین ہوگئی ان کی دشمنی ہوئی تو یہ کام آپ کے بڑوں نے بھی کیا ہے کیا ان کے لئے بھی آپ انہی الفاظ کا استعمال جائز رکھتے ہیں؟ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں وَلَیْسَ فِیْ نِسْیَانِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لِذٰلِكَ مَا یُسْتَغْرَبُ قَدْ نَسِیَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ الخ یعنی ابن مسعودؓ کا رفع الیدین کو بھول جانا کوئی غیر معمولی اور قابل تعجب چیز نہیں وہ تو قرآن کی دونوں آخری سورتوں کا قرآن میں ہونا بھول گئے تھے تطبیق کرنا رکوع میں منسوخ ہے لیکن آپ اسے بھی بھول گئے تھے الخ غرض جو کچھ میں نے اپنی کتاب دلائل محمدی میں لکھا ہے تقریباً وہ سب آپ کے مذہب کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ لیکن جناب کے گوش مبارک اور چشم مبارک اس سے کر و کور ہیں۔

ابن مسعود اور حنفی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے یہ مسائل وہ ہیں جنھیں ہم نے نہیں مانا اس وجہ سے تم ہمیں گالیاں دینے لگ گئے پھر لطف تو یہ کہ تم خود بھی نہیں مانتے کہو تو اب ہم بھی تمہیں گالیاں دینے لگیں لیکن یہ کمینہ پن ہے جس سے ہم اپنا دامن داغدار نہیں بناتے۔ آثار امام محمدؒ کی ایک اور روایت ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اس سے

آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت موجود ان کے فتوے موجود ایک، چھوڑ تین تین لیکن تاہم صاف لفظ موجود کہ لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِی الثَّلٰثَۃِ یعنی ہم حنفی حضرت عبداللہؓ کے یہ تینوں مسئلے نہیں مانتے۔ یعنی (۱) دو مقتدی ہوں تو ایک امام کے داہیں کھڑا رہے دوسرا بائیں (۲) رکوع کے وقت دونو ہاتھ ملا کر دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھے (۳) جماعت بے اذان اقامت کے کرلے کہیئے اب آپ کا حنفی مذہب کی نسبت کیا خیال ہے؟ مان جاؤ کہ تم اپنے اس قول میں بھی جھوٹے ہو کہ تمہارے حنفی مذہب کی فقہ کا دارمدار حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر ہے تم ہیں سے ایک نے بھی آج تک مع امام صاحبؒ کے اور ان کے شاگردوں کے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ان دلائل ہیں سے ایک کو بھی مان کر نہیں دیا۔ الغرض کسی صحابیؓ کے کسی مسئلے کو خلاف حدیث پاکر نہ ماننا اس صحابی کی تحقیر ہے تو ہیں ورنہ یہ جرم وہ ہے کہ خود حنفی بھی اس کے مجرم ہیں۔ اس کے بعد حسب عادت مؤلف نے گالیاں بکی ہیں ہم حسب عادت پھر اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ پر عمل کرتے ہیں۔

تحسین ترمذی؟

امام ترمذیؒ نے جس حدیث کو حسن کہا ہے اس پر ہم نے جو لکھا تھا پھر امام ترمذیؒ کے حسن کہنے کو جو لکھا تھا اسے مؤلف صاحب سمجھ نہیں سکے اور اس میں تعارض بتلایا ہے۔ اے جناب جسے ہم نے امام ترمذیؒ سے حسن لکھا اور حسن مانا بھی یہ اسلئے کہ اس میں کوئی جرح نہیں اور جسے نہیں مانا وہ اس لئے کہ اس میں اوروں کی جرح ثابت ہے پس معلوم ہوا کہ پہلی تحسین باصطلاح تمام محدثین ہے اور دوسری تحسین صرف امام ترمذیؒ کی اپنی اصطلاح پر ہے۔ آپکا جناب کی سمجھ شریف کے بھول نہیں ہیں؟

مؤلف کی محدثین سے دشمنی

حق بات کہے بغیر ہم تو رہ نہیں سکتے مؤلف کتاب راہ صواب نہایت بدزبان بے ادب اور دشمن محدثین ہے۔ جگہ جگہ بزرگوں کے نام لے لے کر ان کی کسر شان کرتا ہے اور انہیں برا کہتا ہے یہاں صـ۳۹ میں اس نے امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر چوٹ کی ہے اور صـ۱۴۵ میں امام صاحبؒ کو ادنیٰ محدث لکھا ہے۔ بلادم کسی کے زمانے میں جھوٹ کی اشاعت اس بات کی مستلزم نہیں کہ وہ بھی جھوٹا ہو۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے زمانے میں بھی جھوٹے تھے حضورؐ کی بعثت کے وقت ساری دنیا میں خدا کے سوا اوروں کی پوجا کی اشاعت تھی لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا نری حماقت ہے کہ

حضورؐ بھی ایسے ہی تھے نعوذ باللہ۔ یا یہ کہ حضورؐ کو غیر پرستی اور خدا پرستی میں امتیاز نہ تھا نعوذ باللہ۔ حضرت الامام عالی مقام جھوٹ کو سچ سے تمیز کر سکتے تھے اسی لئے پوری تحقیق کے ساتھ صحیح غیر صحیح حدیثوں میں امتیاز فرمایا اور اس بارے میں آپ ساری دنیا کے مسلّم امام مانے گئے۔ اللہ آپ کی قبر کو نور سے منور کرے اور آپ پر اپنی رحمت کی بدلیاں برسائے۔ آمین!

رفع الیدین کا ترک ثابت نہیں

صفحہ ۲۴ پر مولف صاحب ہماری دو عبارتوں میں تعارض قائم کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو ثابت ہے کہ صحابہؓ رفع الیدین کرتے تھے اور یہ ثابت نہیں کہ وہ نہ کرتے ہوں جن سے نہ کرنا مروی ہے وہ ثابت نہیں لہذا رفع الیدین کا نہ کرنا جس طرح حضورؐ سے ثابت نہیں کسی صحابی سے بھی بہ سند صحیح ثابت نہیں اور عموماً انہی حضرات سے کرنے کی روایتیں آتی ہیں پس ہماری تحریر میں تضاد نہیں آپ کی سمجھ میں سوراخ ہے۔ ورنہ پھر غور سے ہمارا رسالہ دلائل محمدی حصہ دوم ملاحظہ فرمائیے۔

دروازہ علم علی والی حدیث

اس کے بعد حضرت علیؓ کی فضیلت میں فرماتے ہیں کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کے دروازے ہیں ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت نہیں یہ انہی حدیثوں میں ہے جو رافضیوں نے وضع کر لی ہیں تمہارے مذہب کے علامہ موضوعات کبیر میں لکھتے ہیں کہ تقریباً تین سو حدیثیں اس بارے میں گھڑی گئی ہیں جو سب کی سب موضوع اور من گھڑت ہیں ترمذی میں یہ روایت دار الحکمت کے لفظ سے مروی ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے غریب اور منکر لکھا ہے۔ آپ کی پیش کردہ روایت کو امام ابن معینؒ کہتے ہیں کَذِبٌ لَا اَصْلَ لَہٗ۔ محض جھوٹ اور بالکل بے سروپا ہے۔ امام ابو حاتم اور امام یحییٰ بن سعیدؒ بھی یہی فرماتے ہیں امام ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں وارد فرمایا ہے۔ امام ذہبیؒ نے بھی انہی کی موافقت کی ہے۔ امام ابن دقیق العیدؒ فرماتے ہیں لَمْ يُثْبِتُوْهُ وَقِيْلَ بَاطِلٌ یعنی محدثین کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ روایت باطل ہے۔

سہو و نسیان

اس کے بعد مؤلف صاحب نے حضرت علیؓ کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ اے جناب نہ ہمیں حضرت عبداللہؓ کے فضائل سے انکار تھا نہ حضرت علیؓ کے۔ آپ تو نہ بات کو سمجھیں اور نہ کلام کو اس کی جگہ پر رکھیں حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہؓ تو کیا خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سہو و نسیان ہوا۔ بجائے چار رکعت نماز کے دو پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ قرآن فرماتا ہے

فَنَسِیَ اٰدَمُ حدیث میں ہے نَسِیَ اٰدَمُ وَنَسِیَتْ ذُرِّیَّتُہٗ حضرت عبداللہؓ بھی اولادِ آدم ہی تھے۔ کسی مسئلے کا فراموش کر دینا نہ حضرت علیؓ کی منقبت کو گھٹا سکتا ہے نہ کسی اور کی۔ ہم نے لکھا تھا کہ رفع الیدین نہ کرنے کی روایت حضرت علیؓ سے حنفی پیش کرتے ہیں یہ ثابت نہیں پھر اُسے صحیح فرض کر لینے کے بعد یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے آپ کو اسکا علم نہ پہنچا ہو۔ اس پر جناب مؤلف نے جو منہ پر چڑھا ہے بکا ہے اے جناب یہ کوئی بے ادبی کی بات نہیں جو عبارت آپ نے اس پر چنی ہے کہ

ہم حضرت علیؓ کے فضائل کے منکر ہیں یا ان کے دشمن ہیں یا ان کی جناب میں گستاخ ہیں یہ یا تو آپ کی جہالت پر مبنی ہے یا تعصب پر۔ خدا کی لعنت ہو اُس پر جو دشمن علیؓ ہو یا حضرت علیؓ کی توہین و تحقیر کرنے والا ہو۔ بندۂ خدا بہتان بازی سے بچو۔ دادی کے ورثے کی حدیث۔ شہید کی دیت نہ لینے کا مسئلہ حضرت صدیق اکبرؓ کو معلوم نہ تھا پہلا مسئلہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ وغیرہ نے بتلایا دوسرا حضرت عمرؓ نے بتلایا۔ عمل کے بدلے ہم کی حدیث حضرت عمرؓ سے مخفی تھی۔ تین مرتبہ اجازت طلبی کے بعد واپسی کے حکم کی حدیث حضرت عمرؓ سے مخفی تھی۔ پہلی بات حضرت عمارؓ نے بتلائی دوسرا مسئلہ حضرت ابو موسیٰؓ نے بتلایا۔ یہ ان بزرگوں کی توہین نہیں ایسے ہی واقعات بہت سے صحابہؓ کے موجود ہیں۔ اگر حضرت علیؓ کے فرمان کو اور ان کے بتلائے ہوئے سارے دین کو ماننے والا آپ کو دیکھنا ہو تو حضرت علیؓ کے اس قول کو اور اپنی تقلید شخصی کو دیکھیے۔ شیرِ خداؓ فرماتے ہیں ایاکم والاستنان بالرجال خبردار لوگوں کی تقلید میں نہ پھنسنا پس حضرت علیؓ کے اول مخالف آپ حضرات ہیں ملاحظہ ہو اعلام الموقعین۔

ہاں آپ کی تسلی کیلئے میں آپ کو آپکی کتب فقہ کا حوالہ دوں اسلئے کہ حدیث سے تو آپ کی بے خبری چنداں تعجب کی چیز نہیں اور اسے آپ جیسوں کے سامنے پیش کرنا بھی بے سود ہے۔ ہاں فقہ سے بھی گو آپ بے علم ہیں لیکن کم از کم اس کے قائل تو ہیں اس لئے سنئے آپ کے مذہب کی معتبر کتاب شامی میں ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دس مسائل کی نسبت فرمایا کہ میں انھیں نہیں جانتا۔ ہر ایک کا جواب یہی دیا کہ لَآ اَدْرِیْ کہئے شامی کے مصنف آپ کے نزدیک دشمن امام اور امام صاحب کی توہین و تحقیر کرنیوالے ہوئے یا نہیں؟ اور جناب نے مَوْلاً کے معنی مددگار کے ہی کہاں سے کر لئے؟ کیا آپ کو

توہین صحابہؓ

امام ابوحنیفہؒ [illegible]

معلوم نہیں کہ یہ لفظ بہت سے معنی پر بولا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے معنی رب کے بھی ہیں اور غلام کے بھی ہیں مناسب موقعہ اس کے معنی ہوتے ہیں آپ کی وارد کردہ حدیث میں حضرت امام شافعیؒ اس کے معنی کرتے ہیں یَعْنِیْ بِذٰلِكَ وَلَاءَ الْاِسْلَامِ۔ ملاحظہ ہو تحفۃ الاحوذی۔ یعنی مراد اس سے اسلامی دوستی ہے یعنی مجھ سے محبت رکھنے والے کو ضروری ہے کہ حضرت علیؓ سے بھی محبت رکھے۔ اور الحمد للہ جماعت اہلحدیث کو حضرت علیؓ سے وہی محبت ہے جو مطلوب حدیث ہے فالحمد للہ۔

البتہ آپ کے حنفی مذہب کی معتبر کتابوں میں حضرت علیؓ کی تحقیر کی گئی ہے چلپی میں ہے اِنَّ عَلِیًّا لَمْ یَکُنْ مِّنْ اَھْلِ الْاِجْتِھَادِ یعنی حضرت علی (کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ وارضاہ) مجتہدوں میں سے نہ تھے۔ شرح فقہِ اکبر جو آپ کے مذہب کے عقائد کی معتبر کتاب ہے اس میں ہے لَوْ فُرِضَ اَنَّ اَحَدًا الخ یعنی بالفرض اگر کوئی حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عمرؓ کو حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ کو مار بھی ڈالے قتل بھی کر دے تو بھی وہ مسلمان ہے اس فعل سے بھی اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ مولوی قربان صاحب آپ کیلئے بہتری اسی میں ہے کہ آئندہ قلم پکڑنے سے توبہ کر لیں۔ بہتان بازی سے باز آجائیں۔ توبہ کر کے اپنے افعال سنوار لیں خدا آپ کو توفیق دے۔ آمین! اس کے بعد مؤلف صاحب لکھتے ہیں غریب حسنؒ کی قسم ہے حوالہ دیا ہے دین خالص۔ ہمیں تو دین خالص میں یہ عبارت ملی نہیں ہاں دینِ خالص نامی کوئی اردو رسالہ ہمارے اردو داں مؤلف صاحب نے کہیں دیکھ لیا ہو تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ ورنہ اصطلاح محدثین میں غریب اس حدیث کو کہتے ہیں جسکا راوی ایک ہو ممکن ہے وہ حسن ہو اور ممکن ہے حسن نہ ہو۔ پھر آپ ایک تہمت باندھتے ہیں کہ ہم نے چاروں اماموں کی نسبت لکھا ہے "اگلے فقہ داں بکواسی" جھوٹے پر خدا کی مار مولوی صاحب خدا سے نہیں تو لوگوں سے شرمائیے۔ چاروں امام ہمارے سر کے تاج ہیں۔ ہمیں خدا کی ذات سے امید ہے کہ قیامت کے دن ان کا دامن تھامے ہم کھڑے ہوں گے نہ وہ جو ان کی تقلید کا دعویٰ کر کے ان پر سینکڑوں ہزاروں لاکھوں مسائل گھڑتے رہتے ہیں اور ان کی تعلیم اور عمل کے خلاف ان کی تقلید میں اور قرآن و حدیث کے ترک میں عمر گذارتے ہیں ہم نے تو اپنی کتاب میں شاہ ولی اللہ علیہ رحمۃ اللہ کی کتاب فوز الکبیر کی ایک عبارت لکھی ہے جس میں شاہ صاحبؒ نے

ان علما کی مذمت کی ہے جو کتاب وسنت کو چھوڑ کر تقلید کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ان کی نسبت کہا ہے کہ یہ لوگ یہودیوں جیسے ہیں۔ اس سیدھی سی بات کو کہاں سے کہاں لیگئے؟ فلعنۃ اللہِ علی الکاذبین !۔

پھر لکھتے ہیں کہ حضورؐ نے حضرت صدیق اکبرؓ و حضرت عمرؓ کی تقلید کے الفاظ فرمائے ہیں۔ میں کہتا ہوں اچھا صاحب پھر آپ کو آج کیا ہوگیا کہ ان دونوں کی تقلید کو ترک کردی ہے؟ پھر لکھتے ہیں حضرت عمرؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی تقلید کا حکم فرمایا ہے۔ میں کہتا ہوں پھر جناب نے اس حکم کی حکمبرداری کیوں نہیں کی؟ کیا اچھا ہو کہ اب بھی توبہ کرلو۔ ان چاروں اماموں کو چھوڑ کر ان چاروں صحابہؓ کی تقلید کرلو۔ پھر لکھتے ہیں حضرت عمرؓ نے حضرت صدیقؓ کی تقلید فرمائی۔ میں کہتا ہوں کہ پھر جناب نے حضرت صدیقؓ کی تقلید کیوں نہ فرمائی؟ اچھا اب سہی حضرت ابوحنیفہؒ کی کی تقلید توڑو اور حضرت صدیقؓ کی تقلید جوڑو۔

صحابہؓ کی تقلید

کیا اس مشہور حقیقت کا جسے اہل علم کا بچہ بچہ جانتا ہے تم انکار کرسکتے ہو؟ کہ بیسیوں مسائل میں حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا خلاف کیا (۱) مرتد جو گرفتار ہوکر آئے خلیفہ اول ؓ نے انھیں قیدی بنا لیا لیکن خلیفہ ثانی اس کے مخالف رہے یہانتک کہ انھیں آزاد کرکے ان کے کنبے قبیلے کی طرف لوٹا دیا۔ (۲) لڑ بھڑ کر قبضہ کی ہوئی زمین حضرت ابوبکرؓ کے نزدیک قابل تقسیم تھی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اسے نہیں مانا ان کے نزدیک وہ وقف تھی۔ (۳) سرکاری انعام میں حضرت صدیق اکبرؓ کے نزدیک برابری ضروری تھی اور حضرت فاروق اعظمؓ کے نزدیک کمی بیشی جائز تھی۔ (۴) اپنے بعد خلیفہ کا تقرر کرنے کے مسئلے میں خلاف فاروقی مشہور تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت الصدیقؓ نے نہ کیا اور جناب فاروقؓ نے کیا (۵) اسی طرح دادا اور بہن کے ورثے میں خلاف فاروقی از صدیقؓ مشہور مسئلہ ہے۔ لیکن آپ ہیں کہ حضرت عمرؓ جیسے ملہم شخص کو مقلد بتلا کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کررہے ہیں۔ اور اگر بالفرض ایسا ہی تھا تو آج تم نے حضرت الصدیق رضؓ کی تقلید ترک کرکے ان سے بہت کم درجے کے لوگوں کی تقلید کیوں شروع کردی؟

حضرت عمرؓ کا حضرت ابوبکرؓ سے خلاف

اس کے بعد تقلید کی ایک انوکھی دلیل یہ پیش کی ہے کہ حضورؐ کا فرمان ہے

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ ۔ یعنی میرے صحابہؓ مثل ستاروں کے ہیں (۱) میں کہتا ہوں یہ سچ ہے لیکن حضورؐ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مثل روشن سورج کے ہیں۔ قرآن نے آپ کو سراج منیر فرمایا ہے۔ پس سورج کی موجودگی میں ستاروں کی روشنی خود بخود ماند پڑجاتی ہے حدیث کے ہوتے ہوئے قول اقوال کی مسلمانوں کو ضرورت ہی نہیں رہتی۔ (۲) پھر یہ حدیث بھی ثابت نہیں۔ سنداً بالکل ضعیف ہے۔ (۳) اور اس میں اقتدا کا حکم ہے نہ کہ تقلید کا۔ اور اقتدا اور تقلید میں آسمان زمین کا فرق ہے (۴) پھر اگر اس سے تقلید ہی ثابت کی جائے تو تقلید جماعتِ صحابہؓ ثابت ہوتی ہے۔ غیر صحابہ کی تقلید میں لئے پیش کرنا تقریب تام نہیں (۵) پھر خصوصیت سے تقلید شخصی تو اس پیش کرنا اور دور ہوتا ہے (۶) پھر وہ بھی چار متعین میں سے ایک معین کی تقلید اس سے ثابت کرنے کے درپے ہونا۔ مکھن نکالنے کیلئے پانی کو بلونا۔ یا تیل نکالنے کیلئے ریت کو کولھو میں ڈالنا ہے (۷) اگر یہ حدیث صحیح ہے اگر اس سے تقلید کا حکم نکلتا ہے تو تمہیں کس چیز نے روکا کہ تم نے بہترین صحابہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کی تقلید چھوڑ کر مالکؒ شافعیؒ احمدؒ رحمہم اللہ کی تقلید شروع کی۔ تمہیں ان چاروں برحق خلفاء رسولؐ میں کونسی کمی نظر آئی جو ان چاروں اماموں میں نہ تھی؟ (۸) پس تمہاری عجب حالت ہے کہ جو حدیث میں ہے اسے چھوڑتے ہو اور جو حدیث میں نہیں اسے ثابت کرنے بیٹھے ہو (۹) ہم اہلحدیث تم میں سے کسی کے مذہب کے خلاف کوئی فتوٰی دیتے ہیں اس پر صحابہؓ کے اقوال پیش کرتے ہیں تو تم تو ہمیں چیچڑیوں کی طرح چمٹ جاتے ہو اس وقت تقلید صحابہؓ کے حکم کی یہ حدیث کہاں چلی جاتی ہے؟ دسواں جواب یہ ہے کہ اگر ان صحابہؓ کی تقلید کی جائے تو ان سب کا عمل و عقیدہ ان کا متفقہ فیصلہ یہی ہے کہ قرآن حدیث سے مسائل لئے جائیں پھر تم نے اسے کیوں چھوڑ رکھا ہے؟ (۱۱) ان بزرگوں نے حضورؐ کی موجودگی میں کسی ایک کو ایسا نہیں بنایا کہ اور سب اس کے مقلد ہوئے ہوں اور اپنی نسبت اس کی طرف کی ہو پھر تم نے آج یہ بدعت کیوں نکال لی؟ (۱۲) بتلاؤ کیا حضورؐ کے بعد ان بزرگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا کیا کہ ایک یا چار ایسے امام بنائے جن کی تقلید یا جن میں سے ایک کی تقلید اور سب پر فرض کی اور اس کی طرف اپنی نسبت کی؟ جب ایسا نہیں اور

بقول تمہارے اس حدیث میں ان کی تقلید کا حکم ہے تو ان کی تقلید بھی یہی ہے کہ تقلید نہ کی جائے۔ امید کہ آئندہ ایسی بے تحقیق باتیں اہلحدیث جیسی محقق جماعت کے سامنے کہتے ہوئے آپ شرماتے رہیں گے۔

صحابہ کے آپس کے اختلافات

اے صحابہ کی تقلید کرنے کا حکم اس حدیث سے سمجھنے والو خدا کی قسم تم تقلید کر ہی نہیں سکتے۔ بتاؤ تو صحابہ میں وہ بھی ہیں جو دادا کو بھائیوں کے ساتھ ورثہ دلواتے ہیں اور وہ بھی ہیں جو نہیں دلواتے اور صحابہؓ کی تقلید کا حکم ہے اب کس کی مانو گے؟ اور کس کی لوٹاؤ گے؟ کوئی کہتا ہے حرام کر لینا قسم ہے کوئی کہتا ہے طلاق ہے کس کی تقلید کرو گے؟ اور کس کا خلاف کرو گے؟ کوئی کہتا ہے کہ دو بہنوں کو ایک ساتھ لونڈی بنانا حرام کوئی کہتا ہے حرام نہیں بتاؤ تقلید ان کی کیسے کرو گے؟ اولوں کا کھانا روزے کی حالت میں کسی کے نزدیک جائز کسی کے نزدیک حرام تم تقلید کیسے کرو گے؟ کیونکہ بقول تمہارے صحابہؓ کی تقلید کا حکم ہے پھر ان کے خلاف کے وقت دونوں جماعتوں کی ایک ساتھ تقلید فرض رہی اس پر عمل کرو گے کیسے؟ عقلمندی کی باتیں کرو مجنونانہ بڑے کام نہ لو۔ انؓ صحابہ میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ جس عورت کا خاوند مر جائے اور وہ حاملہ ہو تو اگر چار ماہ دس دن سے پہلے بچہ ہو جائے تو بھی عدت میں بیٹھی رہے اور چار ماہ دس دن پورے کرے۔ اور اگر چار ماہ دس دن گذر جائیں اور بچہ نہ ہو تو جب تک بچہ نہ ہو عدت گذارے۔ ان میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ خاوند کی موت کے ایک دن بعد بلکہ ایک ساعت بعد بھی بچہ ہو گیا تو عدت سے نکل گئی کہو تو دونوں کی تقلید ایک ساتھ کرو گے کیسے؟ کوئیؓ کہتا ہے احرام والے نے اگر احرام سے پہلے خوشبو لگائی ہے تو وہ لگائے رہے۔ کوئی کہتا ہے اسے چھٹا کر احرام باندھے۔ یہ حلال مانتا ہے وہ حرام مانتا ہے کیسے تقلید کرو گے؟ صحابی یہ بھی ہے وہ بھی ہے تمہارے قول کے مطابق ہر صحابی کی تقلید واجب ہے۔ اس وجوب پر ذرا عمل کر کے تو دکھاؤ۔ کوئیؓ کہتا ہے کہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے بیچنا حرام کوئی کہتا ہے حلال۔ پھرؓ تم پر واجب ہے اس کی تقلید بھی جو کہتا ہے کہ عضو کے ڈھیلا پڑ جانے پر گو انزال نہ ہوا ہو غسل فرض اور اس کی تقلید بھی جو کہتا ہے فرض نہیں۔ اسؓ کی تقلید بھی جو بڑے آدمی کی رضاعت کو بھی موجب حرمت بتلاتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو اسے موجب حرمت نہیں بتلاتا۔ اسؓ کی تقلید بھی جو ذوی الارحام

رشتے داروں کو وارث ٹھیراتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو انھیں وارث نہیں ٹھیراتا۔ اس[11] کی تقلید بھی جو جنبی شخص کو تیمم سے منع کرتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو تیمم کو واجب بتلاتا ہے۔ اس[12] کی تقلید بھی جو تین طلاقوں کو ایک جانتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو تین کو تین گنتا ہے۔ اس[13] کی تقلید بھی جو حج کو عمرے کی طرف فسخ کرنا واجب کرتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو اس سے منع کرتا ہے۔ اس[14] کی تقلید بھی جو گھریلو پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کہتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو اسے حلال جانتا ہے۔ اس[15] کی تقلید بھی جو ذکر کو چھو لینے سے وضو ٹوٹنا مانتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو اسے نہیں مانتا۔ اس[16] کی تقلید بھی جو لونڈی کے بیچ ڈالنے کو طلاق مانتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو اسے طلاق نہیں مانتا۔ اس[17] کی تقلید بھی جو ایلا کرنے والے کو کھڑا کرنا مانتا ہے اور جو اسے نہیں مانتا۔ اور بھی بہت بہت مسائل اس قسم کے ہیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اختلاف کیا ہے اچھا اس حدیث کو مان کر کم سے کم اتنا تو کر لو کہ ایک قول کے مقابلے پر دوسرا قول بطور حجت کے پیش نہ کیا کرو ایک مذہب کے مقابلے میں دوسرا نہ رکھا کرو بلکہ ہر شخص کو کم از کم یہ اختیار ہی دیدو کہ ان میں سے جس کا قول جس مسئلے میں چاہے لے لیکن تمہارا تو یہ حال ہے کہ تمہارے اپنے مدوّن مذہب کے خلاف جہاں کسی نے کسی صحابی کا قول پیش بھی کیا کہ تم چیچڑیوں کی طرح اسے چمٹ گئے اور لگے اس کا خون پینے۔ جب تم اتنی کم سے کم بات پر بھی اس حدیث کے عامل نہیں ہو تو کیا ہمیں حق نہیں کہ ہم علی الاعلان کہیں صاف صاف کہیں واقعہ کے مطابق کہیں اور بالکل سچ کہیں کہ اس حدیث کے پہلے اور پکے منکر تم ہو بلکہ اس کے مخالف اور اس کی ضد میں تم ہو بتاؤ تم اس داغ کو کیسے دھو سکتے ہو؟ اور اس اعتراض کو کیونکر دفع کر سکتے ہو؟ ایک اور اچھا جواب اسکا یہ ہے کہ ان کی اتباع قرآن حدیث کی اتباع ہی کا نام ہے یہ سب انہی دو چیزوں کی دعوت دنیائے اسلام کو دیتے رہے۔ ان کی اقتدا کرنے والے پر تو تقلید حرام ہے وہ تو دلیل یعنی کتاب و سنت سے ہی حکم احکام جاری کریگا۔ یہی دستور ان تمام بزرگوں کا رہا اللہ ان سے خوش رہے اور راضی ہو۔ پس دراصل یہ حدیث بھی ہماری دلیل ہے اور تمہاری تقلید کی گردن اڑاتی ہے نہ کہ وہ تمہاری دلیل بن جائے۔

لکھتے ہیں حضورؐ کے قول مبارک کو لینا اور اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا تقلید ہے۔ بہت

اچھا پھر آپ نے اسے چھوڑ کر امام ابوحنیفہؒ کے قول اور اسوۂ کی تقلید کیوں شروع کی؟ توبہ کرو اس کو چھوڑ دو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک اور اسوۂ حسنہ کو لو۔ تمہیں اگر لفظ تقلید کے ساتھ اتنا ہی عشق ہے تو تم اسے تقلید ہی کہتے رہو۔ لَا مُشَاحَۃَ فِي الْاِصْطِلَاحِ ۔ ہمیں تمہارے اس نام سے کوئی غرض نہیں اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے تقلید کی تردید

میں اگرچہ نہ کہوں لیکن کسی کا قول کچھ کہے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں (۱) کہیں تو ہمارے بھولے بھالے مولف نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو مجتہد مطلق بانیِ فقہ مفتی علی الاطلاق مانا ہے کہیں انھیں بھی مقلدین کی صف میں لا کھڑا کیا ہے مقلد مجتہد نہیں ہو سکتا۔ (۲) حضرت ابن مسعودؓ کو حضرت عمرؓ کا مقلد بتلانا اور اس سے تقلید ائمہ اربعہ ثابت کرنا ببول میں گلاب کا پھول ٹٹولنا ہے۔ اگر یہ ثابت بھی مان لیں تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی تقلید کرنا چاہیے نہ کہ حضرت عمرؓ سے لاکھوں درجے نیچے کے کسی امام کی؟ (۳) پس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اول مخالف تم حنفی ہو کہ انھوں نے حضرت عمر فاروق خلیفۃ المسلمین امیر المومنین صحابیِ رسولؐ کی تقلید کی اور تم اُن کی تقلید سے دست بردار ہو۔ (۴) سنئے اگر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول حجت ہے تو وہ تو خود ہی تقلید کو حرام محض کہتے ہیں فرماتے ہیں لَا يُقَلِّدَنَّ اَحَدُكُمْ دِيْنَهٗ رَجُلًا ۔ اعلام الموقعین ص۱۷۱ ۔ تم میں سے کوئی بھی اپنے دین میں کسی کی تقلید ہرگز ہرگز نہ کرے۔ (۵) یہ کہنا صریح جھوٹ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ حضرت عمر بن خطابؓ کے مقلد تھے تم تو کبھی علمی میدان میں آئے نہیں ہو سنو۔ جس لونڈی سے اولاد ہو جائے اس کے بارے میں حضرت عبداللہؓ حضرت عمرؓ کے مخالف ہیں رکوعؑ میں ہاتھ ملا کر گھٹنوں کے درمیان رکھنے کے مسئلے میں آپ کا اور حضرت عمرؓ کا خلاف مشہور ہے۔ حضرت عمرؓ عمر بھر دونوں گھٹنوں پر دونوں ہتھیلیاں حالتِ رکوع میں رکھا کرتے تھے اور حضرت ابن مسعودؓ اس کے خلاف عمر بھر کرتے رہے۔ لیکن تم واہ رے تم کہ اب تک بھی رٹ لگائے ہوئے ہو کہ یہ ان کے مقلد تھے۔ بیویؔ کو حرام کر لینا حضرت عمرؓ کے نزدیک طلاق تھی حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک نہ تھی۔ لونڈیؑ کی بیع حضرت عمرؓ کے نزدیک طلاق نہیں حضرت عبداللہ کے نزدیک طلاق ہے۔ زانیؔ کا اپنی زانیہ سے نکاح بعد از توبہ حضرت عمرؓ کے نزدیک حلال اور حضرت عبداللہؓ کے نزدیک حرام

اس طرح کے اور بھی بہت سے مسائل ہیں دونوں بزرگوں کا آپس میں اختلاف ہے ۔ لیکن تم تو اپنی ہی کہے جاؤ لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکے جاؤ۔ (۶) اگر واقعی ابن مسعودؓ اس قابل ہیں کہ ان کی بات کی تقلید کی جائے تو تم نے ان کی تقلید کیوں چھوڑی ؟ نہ اُن کی تقلید کرو نہ انھوں نے جن کی تقلید کی ان کی کرو پھر ان کے نام سے تمہیں کیا کام؟ (۷) حضرت عمرؓ کی تقلید چھوڑی حضرت ابن مسعودؓ کی تقلید چھوڑی ۔ حضرت ابو حنیفہؒ کی تقلید جوڑی حضرت شافعیؒ کی تقلید جوڑی ۔ اس پر ابن مسعودؓ کے قول کو دلیل میں پیش کیا یہ کیا لغویت ہے ۔(ان اماموں کی تقلید بھی زبانی ہے ورنہ ان کے پاکیزہ اقوال پر بھی آپ کا عمل نہیں ۔ ملاحظہ ہو اس کتاب کا آئندہ صفحہ ۱۲۵)

الغرض تقلید کی یہ دلیل بھی بے جان ہے (۹) جو فرمان ابن مسعودؓ تم نے پیش کیا ہے اس میں حضرت عمرؓ کی راہ کو اور صحابہ کی راہ پر ترجیح دیتے ہیں نہ یہ کہ ان کی راہ کو راہِ رسول پر اور طریق محمدی پر پسند فرماتے ہیں ۔ بخلاف تمہاری اس موجودہ تقلید کے کہ فقہ کے خلاف حدیث دیکھو تو منہ موڑ لو آیت دیکھو تو بھاگ چھوٹو ۔ (۱۰) یاد رکھو یہ موافقت حضرت ابن مسعودؓ کی حضرت عمرؓ سے دلیل کے طور پر تحقیق کے مطابق ہونے کی صورت میں تھی ۔ مثلاً پانی نہ ملنے کی حالت میں تیمم کی رخصت پر اور اسی طرح کے اور بیسیوں مسائل پر چاروں ائمہؒ کا اتفاق ہے لیکن اس اتفاق سے ایک کو دوسرے کا مقلد نہیں کہہ سکتے اسی طرح ابن مسعودؓ کی ابن الخطابؓ سے موافقت تقلید نہیں

جرح و تعدیل محدثین کا اتباع تقلید نہیں

محدثین کرام کے اقوال جو جرح و تعدیل کے متعلق ہیں ان کی تسلیم کا نام تقلید نہیں (۱) ورنہ اس میں آپ اور ہم برابر ہیں مگر آپ اپنے تئیں محدثین کا مقلد نہیں گنتے پھر ہمیں ان کی تقلید کا الزام کیوں ہے ؟ (۲) یہ تو حکم قرآنی کی تعمیل ہے کہ اِذَا جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا ۔ خبر کی تحقیق کر لیا کرو ۔ (۳) جرح و تعدیل تو ایک طرح کی شہادت ہے اور شہادت کے ماننے کو کسی نے تقلید میں داخل نہیں کیا (۴) ان کی بات سند سے ہوتی ہے نہ کہ اپنی رائے اور خیال سے ۔ (۵) تقلید امورِ شرعی میں اور چیز ہے اور خبروں کا مان لینا اور چیز ہے ۔ تم تو ایک صحیح چیز سے ایک غیر صحیح چیز کے درپے ہو ۔ راکھ کو آٹا اور ٹھیکریوں کو سکہ سمجھے ہوئے ہو ۔ یہ محض جھوٹ ہے کہ ہم اہلحدیث حضرت عمرؓ کو گمراہی والی بدعت کا موجد کہتے ہیں ہم تو اپنے نزدیک خلیفۂ رسول کی نسبت ایسا

تراویح گیارہ رکعت ہے

بدعقیدہ دل میں رکھنا بھی خلافِ ایمان جانتے ہیں۔ ایک تم نہیں تمہارے ساتھ اور جتنے ہوں سب کو لیکر بھی قیامت تک حضرت عمرؓ سے بیس رکعت تراویح پڑھنے کا ثبوت صحت کے ساتھ پیش نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کے برخلاف صحیح سند سے مروی ہے حضرت سائب بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کُنَّا نَقُوْمُ فِیْ زَمَانِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِاِحْدٰی عَشَرَ رَکْعَۃً یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہم لوگ گیارہ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (قیام اللیل وغیرہ)

ماں باپ کا علم تقلید نہیں

اس کے بعد مصنف نے نہایت ہی کری کڑی اور بازاری بدزبانی کی ہے اس کا جواب تو ہم کیا لکھیں؟ سنئے ہر چیز کی تحقیق کا ڈھنگ اور ہوتا ہے ماں باپ کون ہیں؟ اس کا علم گھر کے بڑے بوڑھوں سے ہی حاصل ہوتا ہے اس لئے یہ تحقیق ہے تقلید نہیں یہ معتبر گواہی کا ماننا ہے اسے تقلید سے کیا واسطہ؟ تقلید اس صورت میں یہ ہے کہ تم بلاتحقیق دوسرے کو جسے تمہاری ماں نہ مانتی ہو باپ قرار دے لو وہ ہر چند اس سے انکار کرتی رہے لیکن تم کہدو کہ میں مقلد ہوں مجھے تحقیق سے مطلب نہیں میں قربانِ تقلید ہوں۔ اسی طرح اللہ رسول کچھ فرمائیں لیکن تم اپنے فقہا کے قیاس کے پیچھے پڑکر کہو کہ میں تو مقلد ہوں میرے نزدیک تو حق یہی ہے خدا رسول کچھ ہی کہیں مجھ میں نہ ان کے کلام کی سمجھ نہ علم نہ اسے تحقیق کرنے کی سکت نہ ضرورت۔

استادوں کی ماننا تقلید نہیں

معلم اور استاد کی مان لینے سے بھی ہمارے ہوشمند مؤلف صاحب تقلید شخصی کی دلیل لیتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سب معلموں کے معلم سب استادوں کے استاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب ان کی تعلیم ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے تو ہمیں ان سے کروڑوں بلکہ بے شمار درجے کے نیچے کے لوگوں کی تعلیم اور استادوں کی ضرورت ہی کیا رہی؟ سورج نکلنے کے بعد ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کو گل کر دیا جاتا ہے۔ عدالتِ عالیہ کا فیصلہ ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کو سوخت کر دیتا ہے۔ اب بھی جو شخص نیچے کی عدالت کے فیصلے کو لیکر اچھلتا پھرے حالانکہ عدالتِ عالیہ نے اسے غلط قرار دیدیا ہو اور اس کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا ہے تو دنیا کے بیوقوف تو البتہ اسے عقلمند کہہ دیں گے لیکن عقل والے تو اسے بریلی کے پاگل خانے بھیجدینگے۔ بیچ آسمان میں سورج چمک رہا ہے اور کوئی عقلمند اپنے ٹمٹماتے ہوئے دیے کو لئے چلا جا رہا ہے تو دنیا اس کی ہنسی اڑائیگی

اور کیوں جناب استاد کی ماننے والے۔ یہ تو فرماؤ کہ ایک استاد ایک حرف کو میم بتلاتا ہے دوسرا اسی کو جیم کہتا ہے تیسرا اوسے صواد قرار دیتا ہے چوتھا اُسے عین کہتا ہے اس صورت میں آپ جیسا شاگرد رشید کیا کرے گا؟ تمہارے چاروں امام ایک ہی مسئلے میں ایک دوسرے کے خلاف ہوتے ہیں ایک حلال کہے دوسرا حرام کہے تیسرا مکروہ کہے چوتھا مباح کہے کہو کس کی تقلید کروگے؟ کس کی تقلید چھوڑوگے؟ ان باہمی متعارض متخالف اور متضاد اقوال کی تقلید کیسے ہو سکتی ہے؟ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ان تمام استادوں پر ایک استاد ہے ان تمام معلموں پر ایک معلم ہے جس کی زبان پر خدا کی باتیں ہیں اسکی مانو وہ جسے حلال کہے تم بھی اُسے حلال سمجھو وہ جسے حرام کہے تم بھی اُسے حرام سمجھو اس کے حلال کہہ دینے کے بعد ایک چھوڑ چاروں مل کر حرام کہیں تو بھی ان کی طرف گوشۂ چشم سے التفات تک نہ کرو سنو خدا فرماتا ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ الخ مجھے میری قسم جو لوگ رسول تیری نہ مانے وہ میرے نزدیک مومن نہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

نماز کی اقتدا دلیل تقلید نہیں

ناظرین کرام تقلید کی ان دلیلوں کو دیکھنے سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ مقلدین سے زیادہ مسکین فرقہ دنیا پر کوئی نہیں۔ جبکہ تقلید کی تعریف میں بے دلیلی داخل ہے تو تقلید کی دلیل آئیگی کہاں سے؟ یہ بھی ان حضرات کی ڈھٹائی ہے کہ ہاتھ پیر مارتے ہیں ورنہ بھلا مقلد کو دلیل پیش کرنے سے واسطہ ہی کیا؟ ہمارے علامہ شیر بیشۂ تقلید نے تقلید کی ایک اور بہت وزنی دلیل پیش کی ہے نماز میں امام کی اقتدا کرنے کی۔ کیوں نہ ہو؟ انہی دلیلوں سے تو آپ کی قلعی کھلتی ہے اور دنیا کے ہوشمند جان لیتے ہیں کہ تقلید کی جھولی بھیک کے ٹکڑوں سے خالی ہو چکی۔ کیوں جناب نماز ہو چکی اور امام صاحب ادھر گئے مقتدی صاحب اور طرف گئے پھر یہ تقلید کا تانا باناٹوٹ کیوں گیا؟ اگر کوئی مقلد آپ کی یہ کتاب دیکھ لے اور امام کے پیچھے پڑ جائے تو مصیبت ہوگی آپ امام بن کر نماز پڑھائیں گے وہ آپ کے پیچھے مقلد بن کر کھڑا ہوگا جو آپ کرینگے وہی کرے گا پھر آپ جدھر چلیں گے وہ بھی چلیگا آپ اپنے گھر میں گھسینگے وہ بھی آپ کے قدم پر قدم رکھتا ہوا پیچھے پڑا ہوگا آپ گئے بستر پر وہ بھی آپ کے پیچھے ہوگا آپ نے کی کسی سے بات چیت وہ بھی آپ کی تقلید کرے گا۔ کہو کیسی بنے گی؟

مولانا ایسی کچی باتیں زبان سے نہ نکال دیا کرو۔ اور سنئے اماموں کے امام بلکہ نبیوں اور رسولوں کے امام بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اگر ان اماموں کی ماننا تمہارے نزدیک فرض ہے تو امام الانبیا کی ماننا ان سب کی ماننے سے بڑا فرض ہوا پھر تم ان کو چھوڑ کر ان چھوٹوں کی کیوں مانتے ہو؟ تمہارا تو یہ حال ہے کہ مصنف کنز و قدوری اگر کچھ کہدیں تو تم اس کے خلاف خدا رسول کی نہیں مانتے۔ امام کی تقلید فرض لیکن امام الکل کی اتباع ترک۔ اے امامِ نماز کی تقلید کرنے والو بتلاؤ تو اگر تمہارا امام کسی وقت نماز ہی نہ پڑھے تو تم بھی اس کی تقلید میں نماز چھوڑ دو گے؟ اگر نہ چھوڑو گے تو پھر تقلید کہاں رہی؟ اگر چھوڑ دو تو تم مسلمان کیسے رہے؟ اسی طرح جبکہ کسی مجتہد سے غلطی ہوئی تو اگر اس کی تقلید اس غلط مسئلے میں نہ کی گئی تو تقلید چھوٹی۔ اور اگر ایسے وقت بھی اس کی نہ چھوڑی تو اتباع رسول ٹوٹی؟ اور سنئے! امامِ نماز کی اقتدا کا حکم حدیث میں ہے فرماتے ہیں اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ یعنی امام اسلئے مقرر کیا گیا ہے۔ کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ مہربانی فرما کر ایسی ہی وہ حدیث بھی آپ پڑھ دیجئے جس میں ہو کہ امام ابو حنیفہؒ اس لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ تم ان کی تقلید کرتے رہو۔ اگر یہ نہیں تو پھر اپنے یہ بچپن کے بیمار قیاس لپیٹے تک ہی رہنے دو۔ مسلمانوں کو اللہ کے رسول کی اللہ کے کلام کی تابعداری سے ہٹا کر امتیوں کے ہاتھوں میں ان کی نکیلیں دیکر ان کا تماشہ نہ کرو۔ کہ ایک مشرق کو کھینچے دوسرا مغرب کو تیسرا جنوب کو چوتھا شمال کو۔ اور جواب بھی لو۔ ایک مجتہد ایک عامی کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ جب تمہارے نزدیک اقتدارِ نماز اور تقلیدِ احکام ایک ہی چیز ہے تو کیا ایک مجتہد ایک جاہل کی تقلید بھی کر سکتا ہے؟ اور سنو مقتدی اپنے امام کی ہر ہر رکنِ نماز میں اقتدا کرتا ہے لیکن تم عجب مقلد ہو کہ ائمہ کی عمر تو اجتہاد میں قرآن حدیث سے مسائل لینے میں گذری لیکن تم نے اس تحقیق میں اپنی زندگی کا ایک منٹ بھی نہ دیا۔ امام نے پوری زندگی میں ایک مسئلے میں بھی کسی بڑے سے بڑے کی تقلید نہ کی اور تم نے اپنی پوری عمر میں کسی ایک مسئلے میں گو وہ چھوٹے سے چھوٹا ہو تقلید کی دُم نہ چھوڑی۔ پس تمہیں جس طرح قرآن حدیث سے دوری ہے تقلید سے بھی دوری ہے۔ نہ گھر کے ہو نہ گھاٹ کے۔ چاروں امام عالی مقام

علیہم السلام قرآن حدیث کو سب پر مقدم کرتے رہے لیکن تم اقوالِ ائمہ کو قرآن حدیث پر مقدم کرتے ہو آہ! کس قدر مخالفینِ امام ہو۔ تمہیں اماموں کی حقیقی پیروی کے کبھی خواب میں بھی درشن نہیں ہوئے۔

اہانت

ہمارے مولوی صاحب ہیں تماشے کے آدمی ص۱۴ پر لکھتے ہیں غیر مقلد کے معنی ہیں نافرمان۔ بہت بہتر۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے نزدیک مقلد تھے یا غیر مقلد؟ اگر مقلد مانو تو مقلد کی تقلید کیسی؟ اور اگر غیر مقلد کہو تو بتلاؤ کیا وہ نافرمان تھے؟ یہ ہے اماموں کی دشمنی۔ مولوی صاحب گالیوں کی عادت دور کیجئے ورنہ زبان دوسرے کے منہ میں بھی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ آپ کے ساتھ مقلدین کی نماز نہیں ہوتی۔ مسلمانو! یہ ہے اس فرقے کا اصلی مطلب کہ مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں ان کا یہ مطلب نہیں کہ کتابوں میں مسائل کی تحقیق کریں اور جو دلیل سامنے آجائے اس کی تابعداری کریں۔

اہلحدیث کی اقتدا

سنئے حنفی مذہب کے چشم و چراغ مولانا عبدالحی لکھنوی اہلحدیث کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں ان کے پیچھے اقتدا درست ہے (مجموعہ فتاویٰ) آپ کے مذہب کے امام ملا علی قاری الاقتدا میں لکھتے ہیں۔ ذَهَبَ عَامَّةُ مَشَائِخِنَا اِلَى الْجَوَازِ الخ یعنی حنفی کی نماز مخالف مذہب حنفی کے پیچھے ہو جاتی ہے مجموعہ فتاویٰ میں ہے۔ "رفع الیدین اور آمین بالجہر کہنا امام کا مفسد نماز مقتدی و مانع جواز اقتدا نہیں ہو سکتا" آپ کے مذہب کی چوٹی کی کتاب فقہ اکبر میں فرمانِ امام ابو حنیفہؒ موجود ہے۔ وَالصَّلٰوةُ خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ جَائِزَةٌ۔ یعنی ہر ایک نیک بد مسلمان کے پیچھے نماز جائز ہے مولوی صاحب کہلواتے تو ہو تم حنفی اور فتوے دیتے ہو مرزائیوں کے۔ جس طرح وہ اہل اسلام کے پیچھے نماز کو ناجائز کہتے ہیں تم بھی وہی کہنے لگے۔ نہ تمہیں حنفی مذہب کی تعلیم معلوم نہ امام صاحب کا فرمان معلوم نہ فقہا کے فیصلے معلوم نہ علما کی تحقیق معلوم لیکن تم نے یہی ایک رٹ لگا دی اور بے تأمل کہہ دیا کہ آپ کے ساتھ نماز نہیں ہوتی۔ سچ ہے اگر حکومت کا قانون نہ ہوتا تو تم مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ

علمائے احناف کی تحقیق

پھر لکھتے ہیں کہ بعض مسائل میں حنفی ہونا اور بعض میں شافعی ہونا کفر میں داخل

نہیں۔ جواباً گذارش ہے کہ کیا آپ اپنے فقہا کو خیر سے خالی کہتے ہیں؟ سنئے آپ کے حنفی مذہب کی فقہ کی بہترین معتبر کتاب شامی شریف میں ہے وَاَمَّا لَوْ صَلّٰی یَوْمًا عَلٰی مَذْھَبٍ وَّاَرَادَ اَنْ یُّصَلِّیَ یَوْمًا اٰخَرَ عَلٰی غَیْرِہٖ فَلَا یُمْنَعُ مِنْہُ یعنی اگر کوئی شخص آج ایک مذہب کے مطابق نماز پڑھے اور کل وہ دوسرے مذہب کے مطابق نماز پڑھنا چاہے تو اسے منع نہ کیا جائے کہئے اب آنکھیں کھلیں؟ اسی طرح ایسے مسائل بھی بہت سے ہیں جن میں حنفیوں نے اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذاہب پر فتوے دیئے ہیں ملاحظہ ہو میری کتاب طریق محمدی۔ اس کے بعد پھر گالیاں لکھنی شروع کر دی ہیں خارجی اور خدا جانے کیا کیا لکھ کر بری طرح کوسا ہے یہانتک کہ لکھا ہے "آپ منافقوں کے صلب میں تشریف فرما تھے" مولوی صاحب اس روش کو چھوڑ دیجئے۔ ان کی اردو ملاحظہ ہو لکھتے ہیں "کتنوں کے حسن کہنے سے" کیوں جناب یہ کتنوں کون سی جناتی زبان کا لفظ ہے۔؟ مولوی صاحب کی گالیاں

پھر مذہب اہلحدیث کو صفحہ ۴۶ پر بدعت لکھا ہے۔ میں کہتا ہوں مذہب اہلحدیث صرف قرآن و حدیث ہے اگر یہ بدعت ہے تو ہم بھی بدعتی۔ ہاں نئے مذاہب وہ ہیں جو حضورؐ کے زمانے میں نہ تھے۔ نہ حنفی تھے نہ شافعی تھے نہ مالکی تھے نہ حنبلی تھے۔ صفحہ ۴-۵ میں گذر چکا ہے کہ ان مذاہب کی تقلید چوتھی صدی کے بعد ایجاد ہوئی۔ پھر ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہمیں حضورؐ کی محبت سے انکار ہے ہمارا جواب یہ ہے کہ جس دل میں محبتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو اس دل میں ایمان ہی نہیں ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جب تک کسی کے دل میں دنیا و مافیہا سے زیادہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جس کتاب کا آپنے حوالہ دیا ہے اور اس سے پہلے بھی جن اردو رسائل کا آپ حوالہ دیتے رہے نہ یہ ہماری مذہبی کتابیں نہ ان پر ہمارا ایمان نہ ان کے اکثر مصنفین سے ہم واقف نہ یہ رسلے ہمارے پاس اسلئے نہ ہم نے یہ کوشش کی کہ دیکھیں وہاں یہ عبارتیں ہیں بھی یا نہیں نہ ہم نے اس کی ضرورت سمجھی۔ ہاں اجمالاً اتنا جانتے ہیں کہ آپ پورے کذاب ہیں آپ کی زبان بے لگام ہے آپ کی بات بے اعتبار ہے۔ نا ممکن ہے کہ کوئی مسلمان ایسا لکھے کہ حضورؐ کی محبت نہ رکھنی چاہیئے۔ بلکہ محبت کرنے والے کو مشرک کہے توبہ توبہ۔

مذہب اہلحدیث

محبت نبی ﷺ

مولوی صاحب کا اس کے بعد یہ لکھنا کہ ہمارے نزدیک حضورؐ سے دو ایک معجزوں کے علاوہ اور معجزات ثابت نہیں یہ بھی ہم پر تہمت ہے ہم حضورؐ کے ہر معجزے پر ایمان رکھتے ہیں آپ کے معجزات بیشمار ہیں۔ آپ چونکہ قرآن سے بے خبر ہیں اسلئے قرآن میں دو ایک معجزوں کا ذکر پاتے ہیں ہم سے پوچھیے ہم آپ کو کئی معجزے قرآن سے گنوا دیں خود قرآن حضورؐ کا جیتا جاگتا معجزہ ہے۔ احدؔ اور بدرؔ کے معجزوں کا ذکر قرآن میں ہے فتحؔ کی پیشین گوئی پوری ہونے کا معجزہ قرآن میں ہے کنکریاں پھینکنے کے معجزے کا ذکر قرآن میں ہے۔ شق القمر کا ذکر قرآن میں ہے۔ غلبۂ روم کا ذکر قرآن میں ہے دین اللہ میں کفار کے داخلے کا ذکر قرآن میں ہے ہجرت کے موقعہ کا کفار کا اندھا پا قرآن میں ہے غار میں نہ دیکھ سکنے کے معجزے کا ذکر قرآن میں ہے۔ اونگھ کا بطور امن میدان جنگ میں آنا۔ کفار کا مسلمانوں کو اپنے سے زیادہ دیکھنا۔ مسلمانوں کا انھیں اپنے سے کم دیکھنا۔ فرشتوں کا اترنا۔ جنگ خندق میں آندھی بگولے کا کفار پر آنا وغیرہ۔ اور اسی طرح کے بیسیوں معجزات کا ذکر خدا کی کتاب میں ہے۔ آپ پڑھیے اور سوچ سمجھ کر پڑھیے۔ وقت اگر ہو اور قسمت بھی مساعدت کرتی ہو تو ہمارے مدرسے میں آجائیے۔ اور کتاب اللہ سنت رسول اللہ کا باقاعدہ درس لیجئے

اس کے بعد پھر پھکڑ بازی شروع کی ہے یہانتک کہ لکھا ہے "مفعولیت کے شیدا ایسی تحریریں لوطیوں کی ہوا کرتی ہیں محمدی ان تحریروں کا کیا جواب دے؟ ہمیں اس سمجھ پر ہنسی آتی ہے کہ مولوی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ میں بلند آواز والی قرأت کی نماز میں الحمد شریف پڑھنا اور حالت وقفۂ امام میں الحمد شریف پڑھنا متضاد حکم قرار دے رہے ہیں بندۂ خدا کیا بلند آواز والی قرأت کو امام ایک ہی سانس میں ختم کر لیگا؟ مسنون طریقے کے مطابق اگر وہ ہر ہر آیت پر وقف کرتا جائے گا تو اس کے وقفے کی حالت میں مقتدی قرأت کر لیگا اس میں معارضہ کیا ہوا؟ اردو تک سمجھتے نہیں ہو۔ تم فقہ کی گتھی کب سلجھاؤ گے؟ اونچی آمین کی حدیثوں کے لئے یہ کہنا کہ تعلیم کے لئے ہے۔ غلط ہے۔ کل آپ کہہ دینگے کہ صبح کی مغرب کی اور عشا کی نماز میں اونچی آواز سے قرأت پڑھنا بھی تعلیم کے لئے تھا۔ اب آمین کی طرح اسے بھی آہستہ پڑھیے۔ یہی قیاسات ہیں جن کی نسبت مشہور ہے اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ

مولف کی اُلٹی اُردو

سب سے پہلے قیاس کرنے والا ابلیس ہے علیہ ماعلیہ۔ یہ بھی ہم پر تہمت ہے کہ ہم مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں یہ وصف تو جناب کو ہی مبارک ہو کہ بڑے بزرگوں کا نام لے لے کر اپنی اسی کتاب میں انھیں شیطان تک لکھا جس کا خمیازہ خدا کے ہاں بھگتو گے۔ جب کہ ان بزرگوں کا ہاتھ ہوگا اور آپ کا گریبان۔

مؤلف کتاب راہِ صواب مولوی سید قربان علی شاہ حیدر آبادی کی دیانت کا ایک نمونہ میں آپ کو بتلاؤں جس سے آپ کو پتہ چل جائے کہ اس ٹائپ کے مصنف اور اس فرقے کے مؤلف کیا کیا ہتھکنڈے کرتے ہیں؟ اور کس طرح ایمان نگل کر دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں؟ اور حوالے دیتے ہیں اور عبارتیں نقل کرتے ہیں کس خیانت سے کام لیتے ہیں؟ صـ۴۵ میں ہماری کتاب دلائل محمدی صـ۲۵ ایڈیشن اول سے عبارت نقل کرنے میں چالاکی کر کے یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمیں اردو زبان یاد نہیں ہم نے مذکر کو مؤنث لکھا ہے اس اعتراض کو قائم کر کے پھر ہمیں خوب گالیاں سنائی ہیں ہمیں معلوم ہے قرآن نے ہمیں بتلا دیا ہے وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا یعنی یہود و نصاریٰ اور مشرکوں کی گالیاں تمہیں سننی پڑیں گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی خصلتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وہ جھگڑے کے وقت گالیاں بکتا ہے۔ ہماری عبارت میں ہے کہ حضرت وائل حضورؐ کی خدمت میں پہنچیں اس سے پہلے ہی حضرت جبرئیلؑ نے آپ کو یہ خبر کر دی۔ مؤلف نے پہنچیں تک لکھا اور لے پہنچیں بنایا پھر لکھا "تو یہ آپ کی اردو دانی نے تو مرد کو عورت بنا دیا" دیکھا آپ نے؟ یہ ہے ان کی دیانت داری؟ اور یہ ہے نقل عبارت میں امانت داری۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ انھیں اردو عبارت پڑھنی بھی نہیں آتی۔ الغرض یہ اعتراض بھی بے جان ہے ہمارے مؤلف صاحب کی علمیت کا اندازہ لگانے کیلئے آپ ان کی کتاب کا صـ۴۹ پڑھیے ہم نے لکھا تھا کہ زیر ناف ہاتھ باندھنے کی روایت جو حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت علیؓ سے مروی ہے دونوں کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی ہیں اور وہ ضعیف ہیں۔ مؤلف صاحب لکھتے ہیں جب راوی دو صحابی ہیں تو پھر ایک عبدالرحمٰن کیوں لکھا۔ بندۂ خدا اس میں کوئی تضاد نہیں اوپر کے راوی صحابی دو ہیں مگر نیچے

دیانت مولف

سینے پر ہاتھ باندھنا

دونوں روایتوں کی سند میں ایک ہی راوی ہے اس کی مثال آپ یوں سمجھئے کہ دو شخصوں سے ایک شخص پڑھتا ہے کیا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک شاگرد کے دو اُستاد ہوں اس میں آپ نے اعتراض کیا کیا؟ ہم نے سینے پر ہاتھ باندھنے کی ایک دلیل یہ بھی دی تھی کہ وَانْحَرْ کی تفسیر میں حضرت علیؓ سے سینے پر ہاتھ باندھنا مروی ہے۔ اس کا جواب سنئے مؤلف صاحب لکھتے ہیں یہ شافعی مذہب ہے۔ خوب! یعنی شافعی مذہب یہ ہے اسلئے آپ اس کے مخالف ہیں۔ فرمائیے اس کا جواب کوئی کیا دے؟ یہ ہے ان حضرات کے جواب کی حیثیت۔ خدا کا دین بھی گویا ان کے نزدیک باپ دادا کا ورثہ ہے کہ یہ اس کا اور یہ اس کا۔ بھائی اگر کوئی حق مسئلہ مطابق دلیل بات امام شافعیؒ لیں تو اس میں کیا کیڑے پڑ گئے؟ کہ تم اس کے منکر بن جاؤ؟ یہ ہندوؤں کی چھوت تم میں کہاں سے آ گئی؟ کہ شافعی مذہب جس حدیث پر عمل کر لیں تمہارے نزدیک وہ نا قابلِ عمل ہو جائے ان کی اردو دیکھئے جو ہماری اردو پر معترض ہیں لکھتے ہیں تقلید نفس میں غیر مقلدی کا دعوٰی ہے اے جناب ادیبِ اردو یوں لکھا کیجئے نفسِ تقلید میں۔ "یہ تقلید نفس میں" کس قفس کی زبان ہے؟

پھر صفحہ ۵ میں وَانْحَرْ کی اس تفسیر پر بے طرح برسے ہیں کیوں جناب حضرت علیؓ کے ایک مسئلے کی نسبت ہم نے لکھا تھا تو آپ زمین کے گز بن گئے تھے کہ تم حضرت علیؓ کو مانتے نہیں ہو تم حضرت علیؓ کے دشمن ہو۔ حضرت علیؓ کے یہ فضائل یہ مناقب وغیرہ وغیرہ یہاں تمہیں کیا ہو گیا؟ یہ الٹی گنگا کیوں بہنے لگی؟ سنو میرے بھولے اور بھولے ہوئے بھائی ایک آیت کی تفسیر کئی طرح ہو تو اس میں تعارض قائم نہیں کیا کرتے بلکہ اس کے معنٰی یہ ہوتے ہیں کہ یہ بھی اور وہ بھی وَانْحَرْ کے معنٰی قربانی کرنے کے بھی ہیں اور اس کا مطلب نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا بھی ہے پھر آپ کو کیا مشکل پڑی؟ مسلمانو! یہ کیا اندھیر ہے کہ قربان صاحب جھوٹ بولنے سے بھی نہیں چوکتے لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے قول کا حوالہ نہیں۔ مہربانِ من یہ کیا اندھیر ہے؟ امام حاکم کا حوالہ موجود ہے تاریخ بخاری کا حوالہ موجود ہے۔ آپ نے آنکھیں بند کر کے ہی لکھ مارا کہ حوالہ نہیں۔ کیا اس جھوٹ سے آپ کا چھٹکارا ہو جائیگا؟ ہاں اگر جناب اسی پر مچلے ہوں کہ کسی تفسیر کا حوالہ دیا جائے تو لیجئے ہم آپ کی اس ضد کو بھی پوری کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

تفسیر محمدی ترجمہ تفسیر ابن کثیر پارہ تیس ص ۹۴ میں ہے "مراد وانحر سے دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر نماز میں سینے پر رکھنا ہے" اس کے راوی حضرت علیؓ ہیں۔ ہاں یہ لطیفہ بھی جناب کا خالی از لطف نہیں لکھتے ہیں نحر کے معنی گردن کے نیچے برچھا مارنے کے ہیں۔ بہت اچھا تو ذبیحہ اس سے خارج ہے؟ اگر نہیں تو پھر یہ مطلب بھی اسی کی تفسیر میں ہے جو خلیفۃ الرسول حضرت علیؓ نے بتلایا۔ دیکھو جو کہہ چکے ہو جو لکھ چکے ہو اسے نہ مٹاؤ حضرت علیؓ کے خلاف کہتے ہوئے ڈرو۔ اس کے بعد پھر ذاتیات کی بحث پر اتر آئے ہیں۔ بھائی جان کتابوں کا اشتہار نیجر دفتر اخبار محمدی کی طرف سے ہے کتاب کے بچے ہوئے صفحات پر اشتہارات وہ دیتے ہیں آپ اخباری محکمے سے واقف نہیں۔ مصنف کا کام صرف تصنیف کرنا ہوتا ہے دفتری محکمہ اسے چھپواتا ہے۔ مولا کے لفظ پر اعتراض نہ کیجئے یہ مشترک المعانی لفظ ہے جیسے کہ ہم ص ۱۰ میں تشریح کر آئے ہیں۔ یہاں مولا مددگار کے معنی میں نہیں یہ الٹی سمجھ آپ ہی کو مبارک ہو۔ اس کے بعد پھر گالیاں دینے لگے ہیں چند سطریں لکھتے ہیں اور پھر جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے لگتے ہیں۔ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھنے والے وغیرہ لکھا ہے اس کے جواب میں عرض ہے کہ یہ تو ظاہر ہے کہ آج تک ہم نے تو اپنی نسبت بھی حضور رسولؐ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہٹائی حالانکہ آپ لوگوں نے ہٹالی ہم حضورؐ کی حدیثوں اور سنتوں پر عمل کرنے کی وجہ سے آپ حضرات کی گالیاں سنتے ہیں اور چپ ہیں۔ دنیا کو آپ لوگ ہمارے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ ہم پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑتے ہیں لیکن ہمیں ان سب مصائب کا جھیلنا آسان ہے ہاں نام رسولؐ کلام رسولؐ کا چھوڑنا ہم پر مشکل ہے پھر بھی اگر آپ ہمیں دشمنِ رسولؐ بتلائیں تو ہم کہتے ہیں کہ خدایا اپنے محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن پر اپنی بیشمار لعنتیں نازل فرما ورنہ جو مسلمانوں پر بہتان باندھے ان پر تہمت دھرے اور مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کی کوشش کرے اسے دونوں جہاں میں ذلیل و خوار کر آمین!

بھائی دوستی دشمنی تو ظاہر ہے تم نے اپنی اسی کتاب کے ص ۵۱ پر دعا کی ہے "خدا جہلا سے من مانی بلا تفقہ حدیثوں کا عمل چھڑائے" کہئے اب دشمن رسولؐ و دشمن حدیث کون ہے! - جگہ جگہ مؤلف صاحب نے فقہ کو حدیث کے ماتحت لکھا ہے گو ہم نے

اس کے جواب وہیں دیدیئے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی بہت وہ حدیثیں جو صحیح اور صریح ہیں اور حنفی مذہب کی فقہ کے مخالف ہونیکی وجہ سے حنفی انھیں نہیں مانتے انھیں یہاں نقل کردوں پس اسی حدیثیں سنئے جن میں سے ایک کو بھی حنفی مذہب نہیں مانتا۔ ۱؎ غربا کو تحفۃً کھلانے کے لئے دئیے ہوئے درختوں کو وہ پھل کی حالت میں تیار پھل کے بدلے بیچ دیں اس کی رخصت حدیث میں ہے مگر مقلدین اسے نہیں مانتے ۲؎ جس کی بیوی ہو پھر وہ نکاح کرے تو اگر باکرہ سے کیا ہے تو سات دن اس کے پاس رہے اور اگر رانڈ سے کیا ہے تو تین دن اُس کے پاس رہے پھر برابر سے باریاں تقسیم کرے یہ حدیث میں حکم ہے لیکن قیاس کے متوالے اس کے منکر ہیں ۳؎ حدیث میں ہے کہ غیر شادی شدہ زانی کو جلاوطن بھی کیا جائے گا لیکن یہ لوگ اسے بھی جواب دیتے ہیں ۴؎ حدیث میں ہے کہ حاجی اپنے حج میں شرط کرسکتا ہے اور اس شرط کے مطابق حلال ہوسکتا ہے لیکن کیا مجال جو شیفتگانِ قیاس اسے مان لیں ۵؎ جرابوں پر مسح کرلینے کا بیان حدیث میں ہے لیکن قیاسی حضرات اسے بھی نہیں مانتے۔ ۶؎ عمران بن حصین اور ابوہریرہؓ کی روایت والی مرفوع حدیث میں ہے کہ بھولنے والے اور جاہل کے کلام کرلینے سے نماز باطل نہیں ہوتی لیکن رائے کے رگڑے والے ان حدیثوں کے بھی منکر ہیں ۷؎ حدیث میں صاف ہے کہ گری پڑی چیز جسے ملی ہو پھر کوئی آکر اُس کا دعویٰ کرے اور اس کے برتن کا سربند کا اور اُس کی ڈوری کا صحیح پتہ دے تو اُسے دیدینا چاہئے مگر قیاس کے شیدائی اس کے بھی منکر ہوگئے۔ ۸؎ جس جانور کا دودھ تھن میں روک کر گاہک کو زیادہ دکھا کر بیچ دیا جائے اس کی واپسی کا اسے اختیار ہے اس بارے کی جو حدیثیں ہیں انھیں بھی یہ حضرات نہیں مانتے۔ ۹؎ کوئی اپنے غلاموں کو اپنی بیماری میں آزاد کردے اور ان کی قیمت اس کے ثلث مال سے زیادہ ہو تو ثلث مال کی قیمت تک کے غلاموں کو قرعہ اندازی کرکے الگ کرکے انھیں آزاد کردیا جائے یہ صحیح صریح حدیث میں ہے لیکن کیا مجال کہ قیاسی حضرات اسے کسی وقت بھی مان لیں؟ ۱۰؎ مجلس کے خیار کے حدیث صحیح کے مسئلے کو یہ فرقہ نہیں مانتا۔ ۱۱؎ جس نے صبح کی ایک رکعت پڑھ لی ہو اور سورج طلوع

؎ اسکا مفصل بیان میری کتاب وضوء محمدی میں ملاحظہ فرمایئے -۱۲

ہو جائے تو وہ اپنی نماز پوری کر لے اسے بھی رائے والے نہیں مانتے جو حدیث
میں کھلے لفظوں سے موجود ہے ۱۲؎ میت کی طرف سے روزہ رکھ لینے کی حدیث
کو انھوں نے معطل کر رکھی ہے ۱۳؎ جو مریض اپنی بیماری سے شفا پانے سے
نا امید ہو چکا ہو اس کی طرف سے ادائیگی حج کی حدیث کو انھوں نے معطل کر
رکھی ہے۔ ۱۴؎ قیافے سے حکم لگانے کی حدیث کو انھوں نے معطل کر رکھا ہے
۱۵؎ جو شخص اپنی کوئی چیز بعینہٖ کسی دیوالیئے کے پاس موجود پائے تو وہی اسکا
حقدار ہے اس حدیث کو بھی قیاسیوں نے باطل کر رکھا ہے ۱۶؎ تر کھجوروں کو خشک
کھجوروں کے بدلے بیچنے کی ممانعت کی حدیث کو انھوں نے ٹال دیا ہے ۱۷؎ بیع مدبّر
کی حدیثوں کو انھوں نے نظر انداز کر دیا ہے ۱۸؎ شاہد اور قسم پر فیصلہ کرنے کی حدیث
کو انھوں نے نہیں مانا ۱۹؎ لونڈی جس کی ہو اس سے جو اولاد ہو وہ اسی کی ہے
یہ فیصلہ محمدی ان اہل الرائے کے نزدیک ردی چیز ہے ۲۰؎ جب ماں باپ جدا
ہو جائیں تو بچے کو اختیار دینے کی حدیث انھوں نے مہمل چھوڑ رکھی ہے ۲۱؎ چوتھائی
دینار کے چور کے ہاتھ کاٹنے کی حدیث کو انھوں نے جواب دیدیا ہے ۲۲؎ اہل کتاب
زانیوں کو رجم کرنے کی حدیث کی انھوں نے بے طرح تواضع کی ہے ۲۳؎ جو شخص
اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کرے اس کی گردن مارنے اور اس کا مال چھین لینے
کی حدیث کو انھوں نے رائے پر قربان کیا ہے ۲۴؎ مومن کو کافر کے قتل کے
بدلے قتل نہ کیا جائے یہ حدیث ان کے نزدیک قابلِ عمل نہیں رہی ۲۵؎ حلالہ کرنے
والے اور حلالہ کرانے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملعون کہا لیکن
اہل رائے اس پر ایمان نہیں لائے ۲۶؎ بغیر ولی کے نکاح نہ ہونے کو اللہ کے
رسولؐ نے فرمایا لیکن قیاسی حضرات اس کے خلاف ہیں ۲۷؎ تین طلاقیں جس
عورت کو مل گئی ہوں اس کے خاوند پر اس کا کھانا پلانا اور رہنے کا مکان دینا نہیں
اس فیصلہ محمدی کو رائے والے ٹھکرا رہے ہیں ۲۸؎ حضورؐ نے خود حضرت صفیہؓ کو
آزاد کیا اور اسی آزادگی کو مہر قرار دیا اس کے بھی یہ منکر ہیں ۲۹؎ حضورؐ کا فرمان
ہے کہ مہر میں دیدے اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو مگر رائے والے اسے بھی مانتے نہیں
۳۰؎ گھوڑوں کے گوشت کو شریعت نے حلال کیا ہے لیکن رائے قیاس والے

اُسے حلال نہیں مانتے ۳۱ ہر نشے والی چیز کو اللہ کے رسول نے حرام قرار دیا ہے لیکن رائے والوں کو اس میں بھی تردد ہے ۳۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں بتلاتے لیکن رائے والے اس کا بھی خلاف کرتے ہیں ۳۳ کھیت بونے میں پانی پلانے میں شرکت کو حدیث میں جائز بتلایا گیا ہے لیکن رائے والے اس کے بھی مخالف ہیں ۳۴ حدیث میں ہے جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہو جانور کا ذبیحہ اس کا بھی ذبیحہ ہے لیکن قیاسی اس کے بھی منکر ہیں ۳۵ رہن شدہ جانور سواری لیجائے گا اور دودھ نکالا جائیگا والی حدیث کو بھی قیاسیوں نے چھوڑ رکھا ہے ۳۶ شراب سے سرکہ بنانے کو حدیث نے منع کیا لیکن رائے والے منع نہیں کرتے ۳۷ غنیمت کی تقسیم کے وقت پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو تین حصے دینے کا فرمان حدیث میں ہے لیکن رائے والے اسے نہیں مانتے ۳۸ حدیث میں ہے کہ ایک دو دفعہ کی چسکی دودھ کی لگانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی لیکن رائے والے اس سے بھی حرمت ثابت کر دیتے ہیں ۳۹ مدینہ شریف کی حرمت کی حدیثیں ۴۰ قربانی کے اشعار کرنے کی حدیثیں ۴۱ محرم کو بوقت نہ ملنے تہمد کے پاجامہ پہننے کی حدیثیں ۴۲ اولادوں کو ہبہ کرنے کے وقت برابری کرنے کی حدیثیں اور ان میں کمی بیشی کرنا ظلم ہونے اور اس پر گواہ نہ رہنے کی حدیثیں ۴۳ حدیث کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کی چیز ہے ۴۴ قسامہ کی حدیثیں ۴۵ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کر لینے کی حدیث ۴۶ عمامہ پر مسح کی حدیث ۴۷ صف کے پیچھے تنہا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی نماز کے دوہرانے کے حکم کی حدیثیں ۴۸ جو شخص جمعہ کے خطبے کی حالت میں آئے وہ بھی دو رکعت تحیۃ مسجد پڑھے بغیر نہ بیٹھے یہ حدیثیں ۴۹ جنازہ غائبانہ کی حدیثیں ۵۰ نمازیں اونچی آواز سے آمین کہنے کی حدیثیں یہ سب ان رائے قیاس فقہ واجتہاد والوں نے چھوڑ رکھی ہیں۔ کیا مجال جو ان کے لاکھوں افراد میں سے ایک بھی پوری زندگی میں ایک مرتبہ بھی ان احادیث پر عمل کر لے یا ان کے حق ہونے کا اقرار ہی کر لے سچ تو یہ ہے کہ رائے کا اندھیر سنت کے نور کو کھو دیتا ہے اور بھی وہ حدیثیں ملاحظہ ہوں جنہیں رائے قیاس کے مقابلے میں ترک کر دیا گیا ہے ۵۱ باپ اپنی اولاد کو

دئے ہوئے ہبہ کو واپس لے سکتا ہے ۵۲ سیاہ کتا نماز کاٹ دیتا ہے ۵۳
جب زوال کے بعد عید کا علم ہو تو نمازِ عید دوسری صبح پڑھنی چاہیئے ۵۴ جو لڑکا
کھانا نہ کھاتا ہو اس کے پیشاب پر چھینٹا دے لینا کافی ہے ۵۵ قبر پر جنازہ ادا کرنا
۵۶ جو شخص بے اجازت دوسرے کی زمین میں کھیتی بولے اُسے کھیتی میں سے
کچھ نہ ملیگا ہاں اپنے خرچ کے پانے کا وہ مستحق ہے ۵۷ حضورؐ نے حضرت جابرؓ
سے اس شرط پر اونٹ خریدا کہ اس کی سواری مدینے پہنچنے تک ان کی ہے ان
احادیث کو بھی اہلِ رائے نے ٹکا سا جواب دیدیا ہے ۵۸ درندوں کی کھال کی
ممانعت کی حدیث ۵۹ پڑوسی کو اپنی دیوار میں کوئی لکڑی گاڑنے سے نہ روکنے
کی حدیث ۶۰ سب سے زیادہ قابلِ وفا اُن شرطوں کے ہونے کی حدیث جن
کی وجہ سے عصمت حلال ہو ۶۱ غلام جس کے پاس مال ہوا سے جو بیچے وہی
اس مال کا حقدار ہے یہ حدیث ۶۲ مسلمان ہونے کے وقت جس کے گھر میں دو بہنیں
ہوں تو اُسے ان میں سے ایک کے رکھنے کی حدیث ۶۳ سواری پر وتر پڑھ لینے کی
حدیث ۶۴ ہر کچلی والے درندے کی حرمت کی حدیث ۶۵ اس کی نماز نہ ہونے
کی حدیث جو رکوع سجود سے اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا ۶۶ رکوع میں جانے اور
رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین کرنے کی حدیث ۶۷ استفتاح کی حدیث
۶۸ حضورؐ کے دو سکتے کرنے کی حدیث ۶۹ نماز کی تحریم تکبیر اور تحلیل تسلیم ہونے
کی حدیث ۷۰ نماز میں بچے کے اٹھا لینے کی حدیث ۷۱ قرعہ اندازی کی حدیثیں
۷۲ عقیقے کی حدیثیں ۷۳ اگر کسی کے گھر میں اس کی اجازت بغیر کوئی جھانکے اور
وہ کنکر پھینکے جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو اس پر کوئی جرمانہ نہیں اس صحیح
حدیث کو بھی رائے والوں نے رد کر دیا ہے ۷۴ کسی نے ہاتھ کو کوئی کاٹتا ہو اور
وہ جھٹکا دیکر اس کے منہ سے اپنا ہاتھ گھسیٹے اس میں اس کے دانت ٹوٹ جائیں
تو اس پر شرعاً جرمانہ نہیں اس حدیث کو بھی رائے سے رد کر دیا ہے ۷۵ حضرت
بلالؓ والی رات کے وقت کی اذان کی حدیث کو بھی یہ رائے والے نہیں مانتے۔
۷۶ صرف جمعہ کے دن کے نفلی روزے کی ممانعت کی حدیث کو اہل قیاس قبول
نہیں کرتے ۷۷ دانت اور ناخن سے ذبیحہ کرنے کی ممانعت کی حدیث کو یہ ترک کئے

ہوئے ہیں ۷۸ کسوف اور استسقا کی نماز باجماعت کی حدیثوں کے یہ مخالف ہیں۔ ۷۹ نر کی کدائی کی اجرت کی ممانعت والی حدیث کو یہ صاف جواب دیئے ہوئے ہیں ۸۰ احرام کی حالت میں جو شخص مر جائے اس کا سر نہ ڈھانپا جائے اور اُسے خوشبو نہ لگائی جائے اس حدیث کو بھی کیا مجال جو رائے قیاس کے شیدائی کبھی مان کر دیں بلکہ ان لوگوں نے اسے بھی جواب دیدیا ہے۔ یہ تو بطور نمونہ کے اسّی حدیثیں ہم نے بیان کی ہیں انھوں نے تو ان گنت اور بے شمار حدیثوں کو جواب دیدیا ہے اور رائے کے رگڑے میں بُری طرح پس گئے تقلید کے جال میں ایسے پھنسے کہ پھر نہ چھٹے۔

اہلحدیث کے فضائل

آہ! ان مقلدوں کو آج حدیث کانٹے کی طرح کھٹکتی ہے چاہتے ہیں کہ دنیا میں اس کا عامل کوئی نہ رہے۔ لیکن سنو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِیْ خدایا میرے خلیفوں پر رحم کر صحابہؓ نے دریافت فرمایا کہ حضورؐ کے خلفا کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا جو میرے بعد آئیں گے میری حدیثیں روایت کرینگے اور لوگوں کو میری حدیثیں سکھائیں گے (شرف اصحاب الحدیث) اور حدیث میں ہے نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَھَا وَوَعَاھَا وَاَدَّاھَا (بیہقی) یعنی خدایا اسے تروتازہ رکھ ہرا بھرا رکھ خوش وخرم رکھ جو میری حدیثیں سنے انھیں حفظ کرے یاد کرے پھر دوسروں کو سنائے۔ مولوی صاحب بتلاؤ تمہاری دعا قبول ہوگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی؟ تم حدیثوں کا عمل چھڑانے کے درپے ہو۔ اس وقت تک تو تم تمہارا دامن خالی ہی رہیگا جب تک آسمان پر سورج اور زمین پر پہاڑ قائم ہیں حضورؐ کی پیشین گوئی ہے لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاہِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَۃُ (صحیحین) یعنی میری امت میں ایک جماعت حق پر قائم رہیگی وہ سب پر غالب رہیگی ان کے مخالف انھیں کوئی ایذا نہ پہنچاسکیں گے۔ یہانتک کہ قیامت قائم ہوجائے۔ امام بخاری امام احمد امام ابن المدینی اور بہت سے محدثین کا اتفاق ہے کہ مراد اس سے اہلحدیث جماعت ہے۔ اگر آپ اس کی پوری بحث دیکھنا چاہتے ہیں تو میری کتاب فضائل محمدی ملاحظہ فرمائیے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ خدایا ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرما اسی

پر زندہ رکھا اسی پر موت دے اور قیامت کے دن حضورؐ کی شفاعت نصیب فرما آپ کے ہاتھوں جام کوثر پلا اور آپ کے قدموں میں جنت الفردوس میں جگہ نصیب کر آمین۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

"الحمدللہ۔ مولوی صاحب کی کتاب اور ہمارا جواب ختم ہوا۔
اب یہاں سے ان کے ضمیمہ کا جواب شروع ہوتا ہے۔"

تردید تقلید از مثنوی مولوی روم

ضمیمہ میں مولوی سید قربان علی شاہ نے تقلید کے خلاف جو اشعار مثنوی اور بوستاں وغیرہ سے اخبار محمدی میں مع ترجمہ شائع ہو کر پھر بصورت رسالہ شائع ہوئے تھے ان کی بابت لکھا ہے کہ یہ اشعار تقلید ائمہ اربعہ کے متعلق نہیں ہیں ان کی لمبی چوڑی تحریر کا مختصر مطلب یہی ہے اس کے جواب میں ہمیں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ الفاظ کے عموم معنیٰ کا ہر جگہ اعتبار ہوتا ہے خاص واقعات کے ساتھ انھیں محدود نہیں کیا جاتا۔ لات و عزیٰ کی کمزوری عرب کے اور بتوں کی تردید انہی تک محدود نہیں بلکہ ہندوستان کے بت بھی اسی میں شامل ہیں کالی اور بھوانی رام اور لچھمن کا بھی یہی حکم ہے۔ پس مذمت تقلید کا کسی قصے کے ضمن میں بیان ہونا اسی پر انحصار نہیں بلکہ تقلید جہاں بھی پائی جائے گی وہ مذموم ہی ہے۔ کیونکہ تحقیق کے خلاف ہے اور تحقیق انسانی فطرت میں ہے۔ پس تقلید فطرت انسانی کو سوختہ کرنا اور خداداد عقل کا ستیاناس کرنا ہے جو ہر طرح برا ہی برا ہے۔

مولف کی فارسی دانی

مولانا المکرم یہ جو جناب نے " و مقلد ناشدن او ایشاں را" کے معنیٰ لکھے ہیں اور نہ ان سب کا مقلد ہونا اس کا۔ ذرا کرم فرما کر اس پر نظر ثانی کریجئے اس کے صحیح معنیٰ یہ ہیں اس کا ان سب کی تقلید نہ کرنا۔ اور ہاں جناب کی یہ گلابی اردو با وجود اردو دانی کے دعوے کے کہیں آپ کے خلاف شہادت نہ دیدے۔ اسی طرح مدح عقل ایشاں کردن کا ترجمہ آپ نے لکھا ہے۔ مدح عقل ان کی پہ ثبات بینا یاں ندارد کا ترجمہ آپ نے لکھا ہے۔ مضبوطی بنیاد کی نہیں رکھتا ہے۔

سبحان اللہ بھائی ہمیں تو کوئی دعویٰ نہ تھا لیکن اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آپ نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کچھ اچھے گواہ پیش نہیں کئے ایسا نہ ہو کہ انصاف کی کچہری سے آپ کا دعویٰ خارج کر دیا جائے۔

مؤلف کی انوکھی بات

مؤلف صاحب نے چلتے چلتے آخری سانس میں بھی ستم ڈھایا غضب کر دکھایا لکھتے ہیں صاحبِ ہدایہ یعنی حضرت امام اعظمؒ۔ ملاحظہ ہو ص۹۳ مولوی صاحب کیا اندھیر کر دیا؟ صاحبِ ہدایہ امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہیں بلکہ صاحب ہدایہ کا نام علی بن ابوبکر ہے۔ ان کی کنیت ابوالحسن ہے۔ ان کا لقب برہان الدین ہے۔ مرغیناں کے رہنے والے ہیں۔ ۵۱۱ھ بتاریخ ۸ ماہِ رجب پیر کے دن بعد از عصر تولد ہوئے۔ اور ۵۹۳ھ ۱۴ ذی الحجہ کو منگل کی رات فوت ہوئے اور سمرقند کے قبرستان تربۃ المحمدیین کے پاس ہی دفن کئے گئے ہیں۔ ہدایہ کے مؤلف یہ ہیں نہ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔ اس کتاب کی تالیف ۵۷۳ھ میں شروع ہوئی۔ حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰ھ میں انتقال فرما چکے تھے۔ مولوی صاحب اتنی ذلیل غلطی آپ نے کی؟ کہ ہدایہ کا مصنف حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ٹھہرایا؟ تعجب اور افسوس ہے۔ ہم کو کچھ نہ کہیں لیکن جو لوگ آپ کی اس تحریر کو پڑھینگے وہ آپ کی علمیت اور معلومات کی نسبت کیا رائے قائم کرینگے؟

اہلحدیث اور ائمہ اربعہ

چونکہ آپ نے اپنی کتاب کے آخر میں بھی ہمیں دشمنِ امام بتانے کی کوشش کی ہے اور پوری کتاب میں اس کوشش کو نبھایا ہے اس لئے ہم خدا کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ ہم دشمنانِ امامانِ دین نہیں ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہمیں کوئی دشمنی نہیں ہم انھیں بزرگ نیک زاہد عابد پرہیزگار متقی پارسا فقیہ امام اور علامہ مانتے ہیں۔ ان کے ہر اس ارشاد کو سر آنکھوں پر رکھ کر دل سے مانتے ہیں جو قرآن حدیث کے مطابق ہو۔ یہی عقیدہ ہمارا اور تینوں بزرگ اماموں کی نسبت بھی ہے اللہ ان چاروں اماموں کی روح پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور اُن سے خوش رہے۔ اور ان پر ہماری طرف سے سلام پہنچائے۔ چونکہ ان بزرگ ائمۂ کرام کی تعلیم یہی ہے کہ مسائلِ دین صرف قرآن وحدیث سے تحقیق کر کے لئے جائیں۔ اسلئے ہم ان کے فرمان کے ماتحت یہی وطیرہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اپنی اس بات کے ثبوت

کیلئے اور اپنے بھائیوں تک بھی ان اماماں دین کی صحیح راہ پہچانے کیلئے ان کے چند ارشادات ہم یہاں نقل کرتے ہیں اللہ ہمیں نیک توفیق عطا فرمائے سنئے!

حضرت امام مالکؒ سے تردید تقلید

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِیُ وَاُصِیْبُ فَانْظُرُوْا فِیْ رَأْیِیْ فَکُلُّ مَا وَافَقَ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ فَخُذُوْہُ وَکُلُّ مَا لَمْ یُوَافِقْ فَاتْرُکُوْہُ (محمد بن سنہ) یعنی میں ایک انسان ہوں۔ کبھی میری بات ٹھیک ہوتی ہے کبھی غلط ہوتی ہے۔ تم میری اس بات کو تولے لو جو کتاب و سنت کے مطابق ہو۔ اور جو ان میں سے کسی کے خلاف ہو اسے ہرگز نہ مانو۔ آپ فرمایا کرتے تھے مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَمَأْخُوْذٌ مِنْ کَلَامِہٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَیْہِ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (الانصاف صـ۱۳) یعنی دنیا میں کوئی ایسا نہیں جس کی بعض باتیں سچی اور درست اور اور بعض باتیں غلط اور نادرست نہ ہوتی ہوں ان کی اچھی باتیں نہ لے لی جاتی ہوں اور بری باتیں نہ چھوڑ دی جاتی ہوں۔ سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کی تمام باتیں سچی اور اچھی آپ کی تمام باتیں لینے ماننے قبول کرنے اور عمل کرنے کے قابل۔

حضرت امام احمدؒ سے تردید تقلید

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لَا تُقَلِّدْنِیْ وَلَا تُقَلِّدْ مَالِکًا وَلَا الشَّافِعِیَّ وَلَا الْاَوْزَاعِیَّ وَلَا الثَّوْرِیَّ وَخُذْ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا (عقد الجید) یعنی خبردار ہرگز ہرگز نہ میری تقلید کرنا نہ مالکؒ کی نہ شافعیؒ کی نہ اوزاعیؒ کی نہ ثوریؒ کی بلکہ جہاں سے یہ بزرگ احکام لیا کرتے تھے وہیں سے تم بھی لیا کرو یعنی صرف قرآن و حدیث سے، آپ کا یہ بھی ارشاد ہے لَیْسَ لِاَحَدٍ مَّعَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ کَلَامٌ (عقد الجید) یعنی خدا اور رسولؐ کے کلام کے ہوتے ہوئے کسی کا کلام کوئی چیز نہیں۔

حضرت امام شافعیؒ سے تقلید کی تردید

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اِذَا وَجَدْتُّمْ فِیْ کِتَابِیْ خِلَافَ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقُوْلُوْا بِسُنَّتِہٖ وَدَعُوْا مَا قُلْتُ (بیہقی) یعنی جب تم میری کتاب میں سنت رسول اللہ کے خلاف کچھ پاؤ۔ تو میرے قول کی کچھ پرواہ نہ کرو۔ اور سنت نبوی کو مضبوط تھام لو۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَہُوَ مَذْہَبِیْ وَاِذَا رَأَیْتُمْ کَلَامِیْ یُخَالِفُ الْحَدِیْثَ فَاعْمَلُوْا بِالْحَدِیْثِ وَاضْرِبُوْا بِکَلَامِی الْحَائِطَ (عقد الجید) یعنی صحیح حدیث میں جو وارد ہوا ہو وہی میرا مذہب ہے۔ جب تم میرے کلام کو حدیث کے خلاف پاؤ۔ تو حدیث پر عمل کرو۔ اور میرے قول کو دیوار پر دے مارو۔ آپ سے ایک مسئلہ دریافت

کیا جاتا ہے آپ اس کے متعلق ایک حدیث سنا دیتے ہیں کہ اس حدیث میں اس مسئلہ کا یہ حکم ہے سائل کہتا ہے کیا آپ بھی یونہی فرماتے ہیں۔ امام صاحب کپکپانے لگتے ہیں۔ چہرہ کا رنگ بدل جاتا ہے اور نہایت خفا ہو کر فرماتے ہیں۔ مجھے کونسی زمین اپنی پیٹھ پر چلنے دیگی؟ اور کونسا آسمان مجھے اپنے سایہ تلے رکھیگا؟ اگر میں حدیث نبوی کے خلاف کہوں خدا کے پیغمبر کا فرمان سر آنکھوں پر ہے (رواہ محمد بن سنہ) دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کیا تو مجھے زنار باندھے ہوئے یا کسی گرجے میں سے نکلتے ہوئے دیکھتا ہے؟ یعنی فرمان رسالت مآبؐ کے خلاف کچھ کہوں تو کافر و نصرانی نہ بن جاؤں؟ اسی طرح آپ کا فرمان ہے کہ اگر میں کوئی حدیث بہ سند صحیح بیان کروں اور پھر اس کے خلاف فتویٰ دوں تو اُشْهِدُكُمْ اَنَّ عَقْلِيْ قَدْ ذَهَبَ تم سمجھ لینا کہ میری عقل جاتی رہی (ربیع) بلکہ تقلید کی مذمت بیان فرماتے ہوئے آپ کا ارشاد ہوتا ہے کہ "مقلد کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بینائی کے بعد اندھا بن جانا۔ یا روشن چراغ بجھا کر اندھیروں میں مارا مارا پھرنا۔ (منہج امام شعرانی) ان تینوں اماموں کے یہ چند اقوال بیان کرکے میں چاہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھی اس بارے میں چند اقوال بیان کردوں کیونکہ ہمارا روئے سخن زیادہ تر حنفیوں سے ہے ؎

نالہ خواہم کہ بہ طرزِ دگر ایجاد کنم ✤ دستِ دل گیرم و در کوئے تو فریاد کنم

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (۱) إِذَا قُلْتُ قَوْلًا وَكِتَابُ اللّٰهِ يُخَالِفُهُ فَاتْرُكُوْا قَوْلِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقِيْلَ إِذَا كَانَ خَبَرُ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَالِفُهُ قَالَ اتْرُكُوْا قَوْلِيْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ فَقِيْلَ إِذَا كَانَ قَوْلُ الصَّحَابَةِ يُخَالِفُهُ قَالَ اتْرُكُوْا قَوْلِيْ بِقَوْلِ الصَّحَابَةِ (روضۃ العلماء) یعنی جب میرا قول کتاب اللہ کے خلاف ہو تو اُسے چھوڑ دو۔ لوگوں نے پوچھا جب آپ کا فرمان حدیث رسولؐ کے خلاف ہو فرمایا اس وقت بھی ترک کر دو۔ پوچھا گیا جب صحابہ کرام کے خلاف ہو فرمایا اس وقت بھی چھوڑ دو۔ آپ نے فرمایا ہے (۲) لَا يَنْبَغِيْ لِمَنْ لَمْ يَعْرِفْ دَلِيْلِيْ اَنْ يُّفْتِيَ بِكَلَامِيْ (یواقیت و الجواہر) یعنی جس شخص کو میری دلیل نہ معلوم ہو اسے میرے قول پر فتویٰ نہ دینا چاہئے اسی طرح آپ سے یہ بھی منقول ہے (۳) لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّأْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ اَيْنَ اَخَذْنَاهُ یعنی جب تک کوئی شخص ہمارے قول کی سند کتاب اللہ وحدیث

حضرت امام اعظم کے فرمودات برخلاف تقلید

رسول اللہ سے نہ پائے تب تک اس قول کو لینا اس پر عمل کرنا اُسے حرام ہے۔ نہایۃ النھایۃ میں حضرت امام صاحب کا یہ زریں مقولہ مروی ہے (۴) اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ یعنی صحیح حدیث سے جو مسئلہ ثابت ہو جائے وہی میرا مذہب ہے۔ پس آج امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کا دعوٰی کر کے ان کے صحیح مذہب پر صحت کے ساتھ چلنے والی اہلحدیث جماعت کو امام صاحبؒ کی دشمن جماعت سمجھنا اور ان سے امام صاحبؒ کی مرضی کے خلاف اندھی تقلید منوانے کے درپے ہونا کیسی دل لبھانے والی ضد ہے؟ ؎

کمسنی ہے تو نرالی ہیں ضدیں بھی اُنکی ✦ اس پہ مچلے ہیں کہ ہم زخم جگر دیکھیں گے

حنفی مذہب کی معتبر کتاب درمختار مصری جلد اول صفحہ میں ہے کہ حضرت امام صاحب نے فرمایا (۵) اِنْ تَوَجَّہَ لَکُمْ دَلِیْلٌ فَقُوْلُوْا بِہٖ یعنی اگر تمہیں کوئی دلیل قرآن و حدیث سے ملجائے تو اسی پر عمل کرو اور اسی پر فتوٰی دیا کرو۔ شامی کے اسی صفحہ میں ہے۔ (۶) اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ وَکَانَ عَلٰی خِلَافِ الْمَذْھَبِ عُمِلَ بِالْحَدِیْثِ وَیَکُوْنُ ذَالِکَ مَذْھَبَہٗ وَلَا یَخْرُجُ مُقَلِّدُہٗ عَنْ کَوْنِہٖ حَنَفِیًّا بِالْعَمَلِ بِہٖ فَقَدْ صَحَّ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ وَقَدْ حَکٰی ذَالِکَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَغَیْرِہٖ مِنَ الْاَئِمَّۃِ وَنَقَلَہٗ اَیْضًا الْاِمَامُ الشَّعْرَانِیُّ عَنِ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ یعنی صحیح حدیث جب امام صاحب کے قول کے خلاف ملے تو حنفی مقلد پر فرض ہے کہ امام صاحب کے قول کو چھوڑ دے اور حدیث پر عمل کرے اس سے وہ حنفیت اور تقلید سے خارج نہیں ہوگا۔ اسلئے کہ امام صاحب نے فرمایا ہے کہ جو کچھ صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے۔ ابن عبد البر نے اسے امام ابو حنیفہؒ سے اور شعرانی نے اس قول کو چاروں اماموں سے نقل کیا ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی فتوٰی دیتے یا کوئی مسئلہ بیان فرماتے تو ساتھ ہی ساتھ بیان فرما دیا کرتے (۷) ھٰذَا رَاْیُ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ یَعْنِیْ نَفْسَہٗ وَھُوَ اَحْسَنُ مَا قَدَرْنَا عَلَیْہِ فَمَنْ جَآءَ بِاَحْسَنَ مِنْہُ فَھُوَ اَوْلٰی بِالصَّوَابِ (عقد الجید) یعنی یہ میری رائے ہے جو مقدور بھر کوشش کے بعد ظاہر ہوئی اگر کسی شخص کو اس سے بہتر بات مل جائے تو وہی زیادہ اچھی اور قابل عمل ہے۔ امام خطیب رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں امام صاحبؒ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ آپ نے اپنے شاگرد رشید قاضی ابو یوسفؒ سے فرمایا (۸) لَا تَرْوِ عَنِّیْ شَیْئًا فَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَدْرِیْ مُخْطِیٌٔ اَنَا

اَمْ مُصِیْبٌ یعنی تم میری روایت سے مسائل نہ بیان کیا کرو۔ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں نے ٹھیک مسئلہ بیان کیا یا غلط بیان کیا۔ اسی کتاب میں ایک اور روایت میں سند کے بعد ہے (۹) وَیْحَكَ یَا یَعْقُوْبُ لَا تَكْتُبْ كُلَّمَا سَمِعْتَهٗ مِنِّیْ فَاِنِّیْ قَدْ اَرَی الرَّاْیَ الْیَوْمَ فَاَتْرُكُهٗ غَدًا وَّاَرَی الرَّاْیَ غَدًا وَّاَتْرُكُهٗ بَعْدَ غَدٍ یعنی اے ابو یوسف تم مجھ سے جو کچھ سنو اُسے ہرگز نہ لکھو ایک مسئلہ کی بابت میری رائے آج کچھ ہوتی ہے پھر کل اُس کے خلاف کچھ اور ہوتی ہے اور کل کی بات پرسوں میں بدل دیا کرتا ہوں امام صاحب کا یہ پاکیزہ فرمان بھی سنئے فرماتے ہیں (۱۰) اِذَا رَاَیْتُمْ كَلَامَنَا یُخَالِفُ ظَاهِرَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَاعْمَلُوْا بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاضْرِبُوْا بِكَلَامِنَا الْحَائِطَ (میزان شعرانی) یعنی ہمارے اقوال کو قرآن و حدیث کے خلاف پاؤ تو انھیں دیوار پر دے مارو۔ اور قرآن وحدیث پر عمل کرو۔ آپ فرماتے ہیں (۱۱) اِیَّاكُمْ وَالْقَوْلَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ بِالرَّاْیِ وَعَلَیْكُمْ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ فَمَنْ خَرَجَ عَنْهَا ضَلَّ (فتوحات) لوگو! خدا کے دین میں رائے قیاس کرنے سے بچو! اور حدیث کی تابعداری میں لگے رہو اگر سنتِ رسول کی تابعداری چھوڑ دی تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ حنفی بھائیو! جنھیں امام مالک ہے کیا ان کی اتنی عزت بھی دل میں نہیں کہ ان کا ایسا تاکیدی فرمان بھی آپ لاپرواہی سے چھوڑ دیں ؎

زیرِ دیوار ذرا جھانک کے تم دیکھ تو لو ٭ ناتواں کرتے ہیں دل تھام کے آہیں کیونکر

اور بھی فرماتے ہیں (۱۲) حَرَامٌ عَلٰی مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ دَلِیْلِیْ اَنْ یُّفْتِیَ بِكَلَامِیْ (میزان شعرانی) یعنی میری بات کی دلیل (قرآن وحدیث سے) جسے معلوم نہ ہو اُسے میرے کلام پر فتوی دینا حرام ہے ایک مرتبہ ایک شخص کوفے میں آتا ہے اور اس کے پاس دانیال کی کتاب ہوتی ہے امام صاحب اس پر اس قدر بگڑتے ہیں کہ قریب تھا اُسے قتل کر ڈالیں اور نہایت غصہ کے ساتھ فرماتے ہیں (۱۳) اَكِتَابٌ ثَمَّ غَیْرُ الْقُرْاٰنِ وَالْحَدِیْثِ یعنی کیا دینِ خدا میں قرآن وحدیث کے سوا تیسری چیز ملانی چاہتے ہو؟ (میزان شعرانی) آپ علی الاعلان یہ بھی فرمایا کرتے تھے (۱۴) كَذَبَ وَاللّٰهِ وَافْتَرٰی عَلَیْنَا مَنْ یَّقُوْلُ عَنَّا اِنَّنَا نُقَدِّمُ الْقِیَاسَ عَلَی النَّصِّ وَهَلْ یُحْتَاجُ بَعْدَ النَّصِّ اِلٰی قِیَاسٍ۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہم قیاس کو صریح قرآن و حدیث پر مقدم کرتے ہیں وہ جھوٹا اور مفتری ہے قرآن وحدیث کی موجودگی میں رائے قیاس کی ضرورت ہی نہیں۔ فضیل ابن عیاض فرماتے ہیں (۱۵) اِذَا وَرَدَتْ عَلَیْهِ مَسْاَلَةٌ

فِيْهَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ اِتَّبَعَهٗ اَوْ كَانَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ) یعنی امام صاحب کے پاس جب کوئی مسئلہ آتا اور اس میں صحیح حدیث ہوتی تو آپ اس کی پیروی کرتے ورنہ صحابہ اور تابعین کی (جز تاریخ بغداد للخطیب ص۳۴۰) (۱۶) امام ابو یوسف سے سوال ہوتا ہے کہ کہ امام صاحبؒ نے حضرت عبداللہؓ کا یہ مسئلہ کہ لونڈی جب آزاد ہو اور اس کا خاوند غلام ہو تو آزاد ہوتے ہی اس پر طلاق پڑ جائیگی کیوں چھوڑ دیا؟ اور یہ مذہب اختیار کیا کہ نہیں لونڈی کو اس صورت میں اختیار ہے خواہ اپنا نکاح باقی رکھے خواہ چھوڑ دے تو فرمایا محض اس حدیث کی بنا پر جس میں ہے اِنَّ بَرِيْرَةَ حِيْنَ اُعْتِقَتْ خُيِّرَتْ یعنی بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آزاد ہوئیں تو انھیں نکاح باقی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار دیا گیا (جز تاریخ بغداد ص۳۶) امام صاحبؒ تو اپنے استاد بلکہ صحابی رضی اللہ عنہ کی بات اپنے اوپر حجت نہ مانیں اور لوگ ان کے مقلد کہلوا کر آج ان کی باتیں اپنے اوپر حجت مانیں۔ افسوس اگر یہ الٹی گنگا نہ بہتی۔ اور مسلمان اسی روش پر قائم رہتے تو آج غیروں کی نظر میں مسلمانوں کی بے وقعتی نہ ہوتی ؎

زمانہ سن رہا تھا بڑے شوق سے ہو ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

امام صاحبؒ اپنا مذہب خود بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں (۱۷) آخُذُ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَمَا لَمْ اَجِدْ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ لَمْ اَجِدْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا سُنَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذْتُ بِقَوْلِ اَصْحَابِهٖ آخُذُ قَوْلَ مَنْ شِئْتُ مِنْهُمْ وَاَدَعُ مَنْ شِئْتُ مِنْهُمْ وَلَا اَخْرُجُ مِنْ قَوْلِهِمْ اِلٰى قَوْلِ غَيْرِهِمْ فَاَمَّا اِذَا انْتَهَى الْاَمْرُ اَوْ جَاءَ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَالشَّعْبِيِّ وَابْنِ سِيْرِيْنَ وَالْحَسَنِ وَعَطَاءٍ وَّسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَعَدَّدَ رِجَالًا فَقَوْمٌ اجْتَهَدُوْا فَاَجْتَهِدُ كَمَا اجْتَهَدُوْا (جز تاریخ بغداد ص۳۶۸) یعنی میں سب سے پہلے مسئلہ کو کتاب اللہ میں ٹٹولتا ہوں۔ اور اس کو لیتا ہوں اس میں نہ ملے تو حدیث رسولؐ کو لیتا ہوں۔ اگر قرآن و حدیث دونوں میں نہیں پاتا تو صحابہ کے اقوال پر عمل کرتا ہوں اگر ان میں اختلاف ہو تو جس کے قول کو میں پسند کرتا ہوں لے لیتا ہوں اور دوسروں کے قول کو چھوڑ دیتا ہوں لیکن اس صورت میں بھی رائے قیاس نہیں کرتا نہ کسی اور کے قول کو لیتا ہوں اور جب قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ تینوں میں نہ پاؤں تو پھر بھی ابراہیم نخعی اور امام شعبی اور

ابن سیرین اور حسن بصری اور عطا تابعی اور سعید بن مسیب جیسی جلیل القدر بزرگ ہستیوں کی تقلید نہیں کرتا (بلکہ انھیں مجتہد جانکر ان کے کلام کو خطا سے پاک نہ مان کر) میں بھی ان کی طرح اجتہاد کرتا ہوں۔ (۱۸) امام سیوطیؒ نے خطیب کے واسطے سے ابو حمزہ وسکری کا قول نقل کیا ہے کہ انھوں نے خود امام صاحب کی زبانی سُنا کہ آپ نے فرمایا میں حدیث سنکر دوسری طرف نہیں جاتا (۱۹) جزء خطیب کے صـ۱۲ میں ہے مزاحم بن زفر نے الکبیر تبہا امام صاحبؒ سے دریافت کیا کہ حضرت یہ جو آپ فتویٰ دیا کرتے ہیں اور رائے قیاس سے مسائل تبلایا کرتے ہیں کیا آپ کے نزدیک یہ سب حق ہیں؟ آپ نے فرمایا لَعَلَّهُ الْبَاطِلُ الَّذِی لَاشَكَّ فِيهِ شاید یہ سراسر ناحق باطل اور غلط ہی ہوں اور ان کے غلط ہونے میں کوئی شبہ ہی نہ ہو۔ (۲۰) اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے کہ ایک شامی آپ سے فقہ سیکھتا تھا جب وہ اپنے وطن جانے لگا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا میرے یہ قیاسی مسائل اپنے ساتھ لے جاؤ گے؟ اس نے کہا ضرور آپ نے فرمایا تَحْمِلُ شَرًّا كَثِيرًا تم بڑی برائی اٹھائے چلے۔ (۲۱) صـ۱۳۳ میں ہے کہ آپ نے اپنے ان قیاسی مسائل کی نسبت فرمایا عَامَّتُهَا أَحَدُّ ثُكُمْ بِهِ خَطَاءٌ یعنی میرے یہ مسائل اکثر خطا ہیں غلط ہیں (۲۲) عقود الجواہر میں ہے وَمِمَّا يُرْوَى عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ آرَاءِ الرِّجَالِ یعنی امام صاحب سے یہ بھی مروی ہے کہ ضعیف حدیث بھی میرے نزدیک لوگوں کی رائے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (۲۳) ظفر الامانی صـ۱۸۲ میں ہے مَاجَاءَ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِالرَّأْسِ وَالْعَيْنِ یعنی حدیث سے جو ثابت ہووہی سر آنکھوں پر ہے۔ میں نے بہ نسبت تین اور ائمہ کے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال کچھ زیادہ وارد کئے اس لئے کہ اصل مقصد اور صحیح مخاطب ہمارے حنفی ہیں۔ برادران حنفیہ اب بتلاؤ خود امام صاحبؒ اپنی باتوں کو بلا دلیل مان لینے کو حرام بتلاتے ہیں لوگوں کو اپنی تقلید سے روکتے ہیں۔ سب کو قرآن و حدیث پر عمل کرنے اور انہی دو چیزوں کو واجب العمل اور بے خطا ماننے کی تعلیم و تلقین کرتے ہیں پھر تقلید کی حرمت میں آپ کو کیا شک رہ گیا؟ بلکہ میں یوں بھی کہہ سکتا ہوں کہ مقلد بھی انسان اسی وقت بن سکتا ہے جب غیر مقلد ہو جائے۔ یا دوسرے لفظوں میں آپ یوں کہہ لیجئے کہ پورا غیر مقلد وہ ہے جو تقلید کرتا ہو کیونکہ تقلید کرنے والے پر ضروری ہے کہ جس کی تقلید کرتا ہے اس کی تمام باتیں مانتا چلا جائے۔ اور ان تمام

عہ اس کتاب کا ترجمہ کرنے میں نے چھپوالی ہے بنام امام محمدی ۱۲ منہ

مقلد در اصل غیر مقلد ہیں

باتوں میں ایک بات یہ بھی ہے کہ ان کی تقلید نہ کی جائے پس حقیقی غیر مقلد وہ ہے جو تقلید کرتا ہے اس لئے کہ خود اماموں نے اپنی اپنی تقلید حرام کر دی ہے

بوحنیفہؒ تھے امامِ باصفا ✤ ہے انھوں نے بے تأمل کہہ دیا
قول پر میرے نہیں فتویٰ روا ✤ ہو نہ جب تک اصل کے اس کا پتا

آؤ حنفی بھائیو! ہم تم سب مل کر چاروں اماموں کے خصوصاً حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کو قبول کر لیں انھیں مان لیں اور آج سے ان پر عمل شروع کر دیں۔ نہ یہ تفریق رہیگی نہ یہ ہائے وائے رہیگی۔ ان ائمہ رحمۃ اللہ علیہم نے ہمارے لئے راستہ صاف کر دیا۔ ہمارے دو ہاتھ ہیں اور یہاں چیزیں بھی دو ہیں ایک میں کتاب اللہ لیلو ایک میں حدیث رسول اللہ تھام لو۔ جب تیسرا ہاتھ نکلے تو تیسری چیز بھی ٹٹول لینا۔ اب تو اتنا ہی کافی ہے۔ مسلمانو قیامت کے دن اس شان سے دربار خداوندی میں جاؤ کہ ایک ہاتھ میں قرآن ہو دوسرے میں سنت ہو یہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ۔ یعنی دو چیزیں تم میں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک انھیں مضبوط تھامے رہوگے بہکوگے نہیں ایک تو کتاب اللہ قرآن کریم دوسرے سنت رسول اللہ یعنی حدیث شریف۔ مسلمانو! آؤ کہدو رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

لقب اہلحدیث

مؤلف صاحب نے اپنے اس رسالے میں جگہ جگہ اہلحدیث لقب کی مذمت کی ہے اس جماعت کو نئی جماعت کہا ہے اور اسے بدنام کرنے کی پوری کوشش کی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جماعت اہلحدیث کی وجہ تسمیہ ان کی صداقت حقانیت قدامت اور اس لقب کا ثبوت بھی پیش کر دوں اور اسی پر اپنی اس کتاب کو ختم کر دوں۔

---

(۱) مصنف رسالہ کی تشفی کیلئے اور اس لئے بھی کہ یہ اعتراض عام ہے ہم قدرے تفصیل کے ساتھ اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں بغور ملاحظہ ہو۔ سب سے پہلا ثبوت تو یہ ہے کہ کتاب "شرف اصحاب الحدیث" مصنفہ حضرت امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۶۳ھ کے صفحہ ۲۱ پر مروی ہے حَدَّثَنَا ابْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَهْلٍ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْجَهْمِ السَّمَرِيُّ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ

ع اس کتاب کا ترجمہ کر کے میں نے مع عربی چھپوا لیا ہے۔ ۱۲

بْنُ خَالِدِ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ذَكْوَانَ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو هَارُونَ الْعَبْدِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَأَى الشَّبَابَ قَالَ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُوَسِّعَ لَكُمْ فِي الْمَجْلِسِ وَأَنْ نُفَهِّمَكُمُ الْحَدِيثَ فَإِنَّكُمْ خُلُوفُنَا وَأَهْلُ الْحَدِيثِ بَعْدَنَا یعنی حضرت ابوسعید خدری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نوجوانانِ طالب علمِ حدیث کو دیکھتے تو فرماتے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت مبارک ہو۔ ہمیں اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے رکھا ہے کہ ہم تمہارے لئے اپنی مجلسوں میں کشادگی کریں اور حدیثیں سمجھائیں۔ تم ہمارے خلیفہ ہو اور ہمارے بعد تم ہی "اہلحدیث" ہو۔

مندرجہ بالا حوالے سے صاف ثابت ہے کہ صحابہ کرام اپنے تئیں اہلحدیث کہتے تھے اور حدیث کا طرزِ بیان اس بات کا بھی کھلا مقتضی ہے کہ یہ لقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا تھا۔ اسی لئے صحابہؓ بطور ورثۂ نبوت کے اسے اپنے سے حدیث لینے والوں کو عطا فرماتے ہیں۔ اور صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم اہلحدیث ہیں اور ہمارے بعد تم اہلحدیث ہو

---

(۲) خدا کا شکر ہے کہ یہ سلسلہ تابعین میں بھی رہا وہ اپنے تئیں بھی اہلحدیث کہتے رہے اور اپنے اساتذہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو بھی اس مبارک لقب سے پکارتے رہے چنانچہ تابعین کے سردار حدیث کے مشہور آفاق استاد حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے اڑتالیس بزرگ صحابہ کرام سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ ایک موقعہ پر فرماتے ہیں لَوِاسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا حَدَّثْتُ إِلَّا مَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْحَدِيثِ (تذکرۃ الحفاظ) یعنی اگر مجھے پہلے سے یہ نتیجہ معلوم ہوتا تو میں صرف وہی حدیثیں بیان کرتا جن پر اہلحدیث کا اجماع ہے۔ خیال فرمائیے۔ سید التابعین اپنے استاد حدیث کو اہلحدیث کے پاک لقب سے یاد فرماتے ہیں۔ چمکتے ہوئے سورج کی طرح ثابت ہے کہ صحابہ کرامؓ بہ فرمان رسالت مآبؐ اپنے تئیں اہلحدیث کہتے تھے۔ تابعینؒ انھیں اہلحدیث کہتے تھے۔ اور تابعینؒ اپنے تئیں بھی اہلحدیث کہلواتے تھے۔

(۳) گو سلف صالحین صحابہ اور تابعین کے زبانوں کے اس لقب کے صاف حوالے کے بعد ہمیں مطلقاً ضرورت نہیں رہی کہ مزید حوالے دیں بازیادہ کدوکاوش کریں۔

لیکن چونکہ چوطرف سے یہ اعتراض گونج رہا ہے ہم اس مضمون کو قدرے تطویل دیتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے بھی ہم بارہا اس مضمون کو اپنے اخبار محمدی کے صفحات پر اجمالاً اور تفصیلاً لکھ چکے ہیں۔

اصابہ میں ہے امام فن حدیث حضرت ابوبکر بن ابی داؤد سجستانی محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رَاَیْتُ فِی النَّوْمِ اَبَا هُرَیْرَةَ وَاَنَا بِسِجِسْتَانَ اُصَنِّفُ حَدِیْثَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ اَنَا اُحِبُّكَ فَقَالَ اَنَا صَاحِبُ الْحَدِیْثِ کَانَ فِی الدُّنْیَا۔ یعنی میں سجستان میں حضرت ابوہریرہؓ کی حدیثیں جمع کر رہا تھا جو خواب میں مجھے آپ کی زیارت ہوئی میں نے کہا جناب عالی میرے دل میں آپ کی بڑی محبت ہے آپ نے فرمایا ہونی چاہیے اسلئے کہ میں دنیا میں اہلحدیث تھا۔

(۴) واللہ ہمیں سخت تر تعجب ہے کہ اس لقب کے پیچھے پڑنے والے عموماً ہمارے حنفی بھائی ہیں ان سے تو ہمیں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ آپ اپنی کتاب حدائق الحنفیہ مطبوعہ نول کشور ص۱۳۴ ملاحظہ کیجیے۔ جس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خود بھی اہلحدیث تھے۔ بلکہ وہ دوسروں کو بھی اہلحدیث بنایا کرتے تھے چنانچہ اس کتاب میں ہے کہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوتا ہے کہ آپ کیسے اہلحدیث ہو گئے؟ آپ جواب دیتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے "اہلحدیث" بنایا۔ یہی ٹھیک بھی ہے خود امام صاحب پختہ اہلحدیث تھے۔ اس کی شہادت آپ کے مذہب کی معتبر کتاب شامی میں موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَهُوَ مَذْهَبِیْ میرا مذہب صحیح حدیث ہے۔ یہی بحمد اللہ اہلحدیث کا مذہب ہے اور یہی چاروں اماموں کا بھی مذہب تھا ملاحظہ ہو یہی شامی۔ یہی مقولہ چاروں اماموں سے مروی ہے۔ امام ابوحنیفہ اہلحدیث تھے۔

(۵) مندرجہ بالا مختصر سی تحریر سے یہ بات بہت واضح ہو گئی کہ لقب اہلحدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہے۔ صحابہ تابعین اور چاروں امام بھی اسی لقب پر تھے۔ اور ان کے بعد کے زمانوں میں بھی یہ لقب برابر چلا آتا رہا۔ آپ صحاح ستہ اور کتب

اصول اور کتب اسماء الرجال دیکھیں۔ سینکڑوں جگہ لفظ اہلحدیث کو پائیں گے۔ ترمذی شریف کا وہ کونسا صفحہ ہے؟ جس میں آپ یہ لفظ نہ پائیں؟ عربی داں عربی ترمذی دیکھیں اردوداں اردو ترجمہ مع عربی ترمذی شریف کا ملاحظہ فرمائیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے ہیں اور ۲۷۹ھ میں انتقال فرماتے ہیں۔ اس وقت اہلحدیث کا لقب اتنا عام تھا۔ تمام محدثین اپنے استادوں اور استادوں کے استادوں صحابہ اور تابعین کو اسی معزز اور محبوب لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ پھر آج اسے ایک نیا لقب قرار دینا سچ تو یہ ہے کہ علمی ماتم داری کی مجلس منعقد کرنا ہے۔

اہلحدیث اور شخصی نسبت

(۶) پھر جو شخص لقب اہلحدیث کو حنفی شافعی مالکی حنبلی سے ملاتا ہے دراصل وہ بھی بے سوچے قلم اور قدم اٹھاتا ہے۔ اس لئے کہ ان چاروں نسبتوں میں ایک امتی شخص کے ساتھ نسبت ہے۔ لفظ اہلحدیث میں یہ بات ہی نہیں۔ شخصی نسبت جو ان نسبتوں کے مقابل اہلحدیث جماعت کی ہے وہ لفظ **محمدی** ہے۔ یہ چاروں جماعتیں شخصی نسبت کے اعتبار سے ان چار بزرگ اماموں کی طرف اپنے تئیں منسوب کرتی ہیں لیکن اہلحدیث اس سے اعلیٰ اور بہت اعلیٰ وہ نسبت اپنے لئے پسند کرتے ہیں جو خود ان ائمہ کی پسندیدہ ہے اور جس نسبت سے وہ خود الگ نہیں ہو سکتے بلکہ ہمیں تو خود تعجب ہے کہ مسلمانوں نے اس پاک بہترین اور اعلیٰ و بالا نسبت کو کیوں چھوڑ دی ہے؟ آج تک باوجودیکہ سارا دین چھوڑ دیا لیکن انگریز اپنی نسبت اپنے نبی سے نہیں ہٹاتے۔ آج تک وہ عیسائی اور مسیحی کہلواتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب مسلمانی ہے جس میں اپنے نبی کی طرف کی نسبت بھی ایک عیب سمجھی جانے لگی۔ حنفی شافعی کہو تو عام مسلمان اُسے مسلمان سمجھیں گے۔ لیکن محمدی کہنے سے وہ حیرت میں پڑ جائیں گے کہ یہ کون ہوا؟ مسلمانو! آؤ مل کر ماتم کریں کہ آج دیوبند سے فتوے شائع ہوتے ہیں کہ محمدی نہ کہلواؤ یہ ناجائز ہے۔ ہاں حنفی شافعی کہلواؤ بلکہ یہ ضروری ہے۔ آج پگڑ باندھ کر دستارِ فضیلت سروں پر رکھ کر پورے تھان کے لمبے چوڑے عمامے کا بوجھ سر پر لاد کر جبہ قبہ پہن کر مدرس و مفتی کہلوانے والے

---

۵ ترمذی شریف مع اردو ترجمہ ساڑھے سات روپے میں اس پتے سے آپ طلب فرما سکتے ہیں دفتر اخبار محمدی دہلی۔ محض عربی ساڑھے چار روپے۔ صرف اردو ۵؎

نبی اپنی پوری عمر میں اپنے تئیں ایک مرتبہ محمدی نہیں کہلواتے۔ بلکہ ہمیشہ حنفی شافعی ہی کہلواتے رہتے ہیں ہمیں کہنے دیجئے کہ کسی امت نے اپنے نبی سے اتنی دوری نہیں اختیار کی تھی جتنی دوری اس امت نے اپنے نبی سے اختیار کر لی۔ آہ! مسلمانو! محمدی کہلوانے میں تمہیں عار ہے؟ اور حنفی، شافعی کہلوانے پر تمہیں اصرار ہے؟ ہے کوئی اسلام کی ہمدرد آنکھ؟ رو لے وہ جتنا رو سکے۔ بنی آدم کی گمراہی کا ٹھیکیدار کتنا خوش ہوتا ہوگا جب اُسے یہ خیال آتا ہوگا کہ میں نے امت محمد کو اس قدر بہکا دیا کہ آج انھیں اپنے نبی کی طرف اپنی نسبت کرنے سے عار معلوم ہونے لگا۔ میں نے اپنا دستِ تصرف دراز کر کے دیوبند جیسے مشہور نام کے مرکز علم سے یہ فتویٰ نکلوا دیا کہ محمدی نہ کہلواؤ یہ گمراہی ہے۔ مسلمانو! میں سوز دل سے میں درد دل سے میں ہمدردی سے میں سچی خیر خواہی سے میں رسولؐ کی پاسداری سے تم سے بادب عرض کرتا ہوں کہ خدارا اس بدعت کو تو چھوڑ دو۔ سب محمدی کہلواؤ۔ تم اُمتِ محمدؐ ہو۔ تم اُمتِ ابوحنیفہؒ نہیں ہو اُمتِ شافعی نہیں ہو۔ اُمتِ مالکؒ نہیں ہو۔ اُمتِ احمد ابن حنبلؒ نہیں ہو۔ مسلمانو! اے حنفی شافعی حنبلی مالکی کہلوانے والو تمہیں تمہارے پیدا کرنے والے کی قسم ہے کیا تم بتلا سکتے ہو؟ کہ ہمارے ان چاروں بزرگ اماموں نے ہمیں حنفی شافعی کہلوانے کی ہدایت کی ہو بس یہ نسبت جہاں شرعاً بدعت ہے وہاں خود ائمہ رحمۃ اللہ علیہم کے بھی خلاف ہے۔ آؤ سب محمدی کہلوائیں اور اس شخصی نسبت کے بکھیڑوں کو یکسر مٹا دیں۔

---

(۷) ہمارے معترض دوستوں نے کبھی اس پر بھی غور کیا؟ کہ لفظِ اہلحدیث کے معنیٰ کیا ہیں؟ اگر اس مبارک لقب کے معنیٰ پر ہی وہ غور کر لیتے تو کبھی اس پر اعتراض نہ کرتے اور ہم سے نہ کہتے کہ تم اس لقب کو چھوڑ دو۔ اس لفظ کے صحیح معنیٰ وہی ہیں جو لفظِ مسلمان کے ہیں اور لفظ اہلسنّت والجماعت کے ہیں۔ اسلام کے معنیٰ ہیں مسلمان ہونے کے اور اطاعتِ خدا و رسولؐ کو تسلیم کر لینے کے۔ یہی معنیٰ لفظِ اہلحدیث کے ہیں۔ حدیث کہتے ہیں خدا کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو قرآن فرماتا ہے فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۢ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ اس حدیث کے بعد وہ کس حدیث پر ایمان لائیں گے؟ فرماتا ہے اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ الخ اللہ نے بہترین حدیث نازل فرمائی۔ فرماتا ہے فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ۔ اللہ کی حدیث اور اس کی آیتوں کے بعد یہ کس حدیث پر ایمان لائیں گے؟ ان کے علاوہ اور آیتیں بھی ہیں۔ حدیث

شریف میں بھی ہے خَیْرُ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ۔ تمام باتوں میں بہترین حدیث کتاب اللہ ہے۔ اس حدیث اور ان آیتوں میں قرآن کو حدیث کہا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بھی اسی پیارے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ فرمانِ قرآن ہے اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا جب کہ نبی نے اپنی کسی بیوی سے پوشیدہ طور پر حدیث بیان کی (سورۃ التحریم) حدیث میں ہے نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَءً سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا الخ۔ یعنی خدائے تعالیٰ اسے تروتازہ رکھے جو میری حدیث کو سنکر یاد کرکے دوسروں کو پہنچائے۔ محدثین کی اصطلاح میں فرمان وفعل اور تقریر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظاً حدیث سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن اور فرمان رسول فعلِ رسول سنتِ رسول کا نام حدیث ہے لفظ "اہل" کے معنی بہت ظاہر ہیں یعنی "والا" جیسے اہلِ دولت اہلِ ثروت اہلِ ہند اہلِ بیت وغیرہ۔ پس لفظ اہل حدیث کے معنی ہوئے قرآن وحدیث والا۔ یعنی قرآن حدیث کو تسلیم کرنے والے یعنی اطاعت خدا اور رسول کو ماننے والے۔ یہی معنی لفظ مسلم کے ہیں۔ اگر کہا جائے کہ پھر مسلم ہی کہلاؤ اہلحدیث کیوں کہلاتے ہو؟ تو ہماری گذارش ہے کہ اگر مسلم چھوڑ مسلمان کہلوانا جائز ہے جیسا کہ ہم اہلِ ہند سب کے سب کہلواتے ہیں تو پھر اہلحدیث کہلوانے میں کیا قباحت ہے؟ خصوصاً اس وقت جبکہ یہ پاک لقب اپنے معنی میں لفظِ قرآن کے مطابق اور صحابہ تابعین کا لقب رہ چکا ہے اور اپنے اندر ایک خاص امتیاز بھی رکھتا ہے اور اس جماعت کو اس لقب سے ایک خاص مناسبت بھی ہے۔ جو کسی اور کو نہیں۔ ایک حنفی حدیث وقرآن پر عمل کرنے کیلئے اور اسے تسلیم کرنے کیلئے پابند ہے اس امر کا کہ اس کا خاص مذہب بھی اسے اجازت دے۔ اسی طرح شافعی اور دوسرے گروہ بھی۔ لیکن اہلحدیث اس کا محتاج نہیں وہ ہر آیت ہر صحیح حدیث پر عمل کرتے ہیں ان چاروں مذہبوں کی قید سے اور بند سے بفضلہ ویسا ہی آزاد ہے جیسے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین وغیرہ آزاد تھے۔ پس محمدی جماعت اس لقب کی مستحق بھی ہے۔ اس پر قابض بھی ہے۔ یہ لقب ان کا اپنا ایجاد کردہ بھی نہیں۔ بلکہ صحابہ خود اہلحدیث تھے تابعین تھے ائمہ تھے۔ پھر آج انھیں اس لقب کے چھوڑنے کی ہدایت کرنا گویا صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین کے اجماع کا خلاف کرنا اور راہِ راست پر سے ایک جماعت کو ورغلانا ہے۔

میں معترضین سے گذارش کروں گا کہ آپ امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف

کتاب "شرفُ اصحابِ الحدیث" ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ یہ کتاب تین حصوں میں ہے۔ مدینے شریف کے کتب خانے سے نقل کرا کر میں نے مع ترجمہ اردو شائع کرادی ہے شروع سے آخر تک اسی مضمون پر ہے۔ نام سے ظاہر ہے کہ اس میں صرف اسی مضمون پر تبصرہ ہے کہ اہل حدیث کی بزرگیاں اور ان کے فضائل کیا کیا ہیں؟ میں اپنی جماعت سے بھی گزارش کروں گا کہ آپ اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔ یہ اس بزرگ محدث کی تصنیف ہے جن کی تصنیفات پر آج دنیائے اسلام کو ناز ہے۔ جن کا انتقال ۳۶۳ھ میں ہوا ہے آپ کو یہ کتاب بتا دے گی کہ اہلحدیث کیا ہیں؟ کیسے ہیں؟ وغیرہ۔ اس کتاب کے چھپنے سے پہلے تو یہ اعتراض جو لقب اہلحدیث پر ہے کچھ جان بھی رکھتا تھا اس کی موجودگی میں اب یہ اعتراض نہایت ہی بے جان مردہ ہو گیا ہے۔ صرف یہ کتاب پڑھ لینا ہی اہلحدیث کی حقانیت ان کی قدامت ان کی صداقت کو آفتاب کی طرح چمکا دیتا ہے فالحمد للہ۔ اھ[۱]

(۸) یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حدیث شریف میں ہے کہ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے خدا کی طرف سے بشارت ہے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ شیطان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں نہیں بن سکتا جس نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس نے سچ مچ آپ ہی کو دیکھا۔ میں آپ کو ایک زبردست محدث رحمۃ اللہ علیہ کا خواب سناؤں۔ امام ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن شبر محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقُلْتُ مَنِ الْفِرْقَۃُ النَّاجِیَۃُ مِنْ ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً قَالَ اَنْتُمْ یَا اَصْحَابَ الْحَدِیْثِ (شرف اصحاب الحدیث ص۲۵ جزو اول) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مجھے خواب میں نصیب ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ حضورؐ ان تہتر فرقوں میں سے نجات پانے والی جماعت کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا وہ تم ہو اے اہل حدیث۔ مومن کا خواب خدا کی طرف کی خوشخبری ہونا۔ نبوت کے نور کا حصہ ہونا اور حضورؐ کی شکل بن کر شیطان کا نہ آسکنا یہ تینوں چیزیں حدیث سے ثابت ہیں۔ ایک محدث رحمۃ اللہ علیہ کا خواب آپ کے سامنے ہے اور اس میں اہلحدیث کا فرقہ ناجیہ ہونا اس کا برسرحق ہونا خود اس معزز لقب کے ساتھ بزبان رسولِ معصوم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے۔

[۱] بجائے سوا روپیہ کے صرف پندرہ آنے میں دفتر اخبار محمدی دہلی سے منگا لیجئے۔ منیجر

حق والی جماعت اہلحدیث ہے۔

(۹) جس حدیث میں ہے کہ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہیگی۔ اس کی شرح میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنْ لَّمْ یَکُوْنُوْا اَصْحَابَ الْحَدِیْثِ فَلَا اَدْرِیْ مَنْ ھُمْ اگر یہ اہلحدیث نہیں تو پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ اور کوئی ہو۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی اس کی شرح میں یہی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہلحدیث ہیں ملاحظہ ہو کتاب شرف اصحاب الحدیث ص۲۶ و ص۲۷ جز اول۔

قرآن سے لقب اہلحدیث کا ثبوت

(۱۰) اگر معترضین کو اصطلاحِ شرع پر عبور ہوتا تو لفظِ اہلحدیث پر ہرگز اعتراض نہ کرتے دیکھئے جس طرح ہمیں قرآن نے مسلم کہا ہے اسی طرح یہود نصاریٰ وغیرہ اگلے دین والوں کو بھی مسلم کا خطاب دیا گیا ہے۔ نصرانیوں کے اولین گروہ یعنی حواریوں کا مقولہ خود قرآن میں ہے وَاشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ہ اے عیسیٰ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔ لیکن ان مسلمانوں کو پھر خود قرآن فرماتا ہے وَلْیَحْکُمْ اَھْلُ الْاِنْجِیْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ یعنی اہل انجیل کو خدا کی نازل کردہ وحی کے مطابق ہی حکم احکام جاری کرنے چاہئیں۔ ان دونوں آیتوں سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ مسلمان اپنی کتاب کی طرف بھی منسوب ہو سکتے ہیں۔ عیسائیوں کا مسلم ہونا پھر ان کا اہل انجیل ہونا قرآنی لفظوں سے ثابت ہے۔ ان کی کتاب کا نام انجیل تھا۔ ہماری کتاب کا نام خود کتاب میں ہی "حدیث" رکھا گیا ہے۔ جیسے کہ آپ دلیل ۲ میں پڑھ آئے ہیں پھر کتاب رسولؐ یعنی فرمان وسنت رسولؐ کا نام بھی حدیث ہے۔ پس عموم مجاز کے طور پہ لفظِ حدیث قرآن اور طریقہ نبوی کو شامل ہے اہل انجیل وہ تھے اہل حدیث ہم ہیں۔ فالحمد للہ۔

اہلحدیث کی فضیلت

(۱۱) مضمون بڑھتا جا رہا ہے۔ اس لئے میں اس مضمون کو بادلِ ناخواستہ دو دلیلوں کے بعد سر دست ختم کرتا ہوں۔ یہ مرفوع حدیث سنئے! امام خطیب بغدادی محدث رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تاریخ خطیب کی تیسری جلد میں حدیث لائے ہیں عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ جَآءَ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ مَا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَمَعَھُمُ الْمَحَابِرُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اَنْتُمْ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ کُنْتُمْ

تُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ ۔ یہ حدیث صواعق الٰہیہ اور جواہر الاصول میں بھی ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب قیامت کا دن آئیگا اھلِ حدیث جنابِ باری میں پیش ہوں گے اور ان کے بکثرت درود لکھنے پڑھنے کی وجہ سے ان سے جنابِ باری عزوجل فرمائیگا کہ تم جنت میں چلے جاؤ ۔

---

(۱۲) آؤمیں آپ کو آخر میں ایک حدیث اور بھی سناؤں امام خطیب رحمۃ اللہ علیہ اپنی پوری سند نقل کر کے لکھتے ہیں عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلَى الْخُلَفَآءِ مِنِّيْ وَمِنْ اَصْحَابِيْ وَمِنَ الْاَنْبِيَآءِ قَبْلِيْ هُمْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَالْاَحَادِيْثِ عَنِّيْ وَعَنْهُمْ فِي اللهِ وَلِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (ملاحظہ ہو کتاب شرف اصحاب الحدیث عربی مع ترجمہ صلہ ۳) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں آؤ میں تمہیں اپنے اور اپنے اصحاب کے اور مجھ سے پہلے کے نبیوں کے خلیفے بتلاؤں ۔ وہ ہیں جو قرآن کو اور میری حدیثوں کو اور میرے اصحاب اور انبیا کی حدیثوں کو صرف اللہ کی راہ میں اللہ ہی کے لئے اٹھانے والے ہیں ۔ یہاں لفظ " حَمَلَہ " ہیں اسی لفظ کا ہم معنٰی لفظ " اہل " ہے اور یہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن بھی حدیث ہے ۔ پس اس حدیث سے بھی لقبِ اھلِ حدیث اور ساتھ ہی ان کی صداقت قدامت حقانیت وغیرہ سب کچھ ثابت ہوتی ہے فالحمد للہ ! مزید پھر کبھی انشاء اللہ تعالیٰ !

اہلحدیث خلفاء رسول ہیں

ناظرین کرام بحمد اللہ میں رسالہ راہِ صواب کے جواب سے فارغ ہوا ۔ اللہ تعالیٰ میری محنت ٹھکانے لگائے ۔ ہمیں حق کو حق دکھلائے اور اس کی قبولیت کی ہمت و توفیق عطا فرمائے اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ الدِّيْنَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ ۔ فقط والسلام

محمد ۔ از دفتر اخبار محمدی دہلی

۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

محترم مکرم حضرت مولانا محمد صاحب کی بعض دیگر تصانیف

[1] ایمانِ محمدی ایمان کی ستر شاخوں کا پورا بیان دس آنے [2] صلوٰۃِ محمدی وضو نماز وغیرہ کے جملہ احکام تین آنے [3] صیامِ محمدی نفلی فرضی روزوں و ماہ رمضان کے کل احکام ۳ر [4] زکوٰۃِ محمدی زکوٰۃ خیرات کے کل مسائل تین آنے [5] سیرتِ محمدی رسولِ کریم کی سچی سوانحعمری بارہ آنے [6] عقیدۂ محمدی اہلحدیث کے سچے مذہب کا بیان اور جو تہمتیں ان پر ہیں سب کا ازالہ ایک آنہ [7] عقائد محمدی امام احمد بن حنبل کی کتاب کا ترجمہ عقائد کے بارے میں ایک آنہ [8] ہدایتِ محمدی حنفی مذہب فقہ کی سب سے اعلیٰ کتاب ہدایہ کے ایکسو مسائل جو خلاف حدیث ہیں دو آنہ [9] برأتِ محمدی حسن نظامی نے اہل حق کے خلاف جو رسالہ لکھا تھا اس کا قابلدید جواب ایک آنہ [10] برہانِ محمدی امام سبکیؒ کے رسالہ کا ترجمہ رفع الیدین کے ثبوت میں عربی مع ترجمہ دو آنے [11] سیفِ محمدی فقہ حنفی اور کتب حدیث کے فرق کو واضح کرنے کیلئے اسمیں چھ سو خلاف مسائل فقہ کے ہیں ۱۰ر [12] طریقِ محمدی تقلید کی تردید میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اس میں چھ سو دلیل ہیں ۱۰ر [13] دلائلِ محمدی حصہ اول قرآن حدیث اور حنفی مذہب سے آمین رفع الیدین اور سورہ فاتحہ کا ثبوت تین آنے [14] دلائلِ محمدی حصہ دوم ان تینوں مسائل میں حنفیوں کی جو دلیلیں تھیں انکا جواب اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت سات آنے [15] صدائے محمدی اہلحدیث کے مذہب پر جتنے بڑے بڑے اعتراضات کئے جاتے ہیں سب کا جواب دو آنے [16] درایتِ محمدی حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی ہر فن کی لغزشوں کا ثبوت سے بیان ۱۲ر [17] تحفۂ محمدی بقرعید کے نماز عید کے قربانی کے مفصل احکام ایک آنہ [18] آئینۂ محمدی ڈاڑھی مونچھ خط اور لباس کے کل احکام ایک آنہ [19] عصائے محمدی حدیث کے مسائل پر جتنے اعتراض مخالفین کرتے ہیں سب کا جواب پانچ آنے [20] میلادِ محمدی مولود اور قیام مولود کی قابل دید تردید دو آنے [21] حقوقِ محمدی آنحضرتؐ کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کی تردید ایک آنہ [22] فضائلِ محمدی اہلحدیث کے فرقہ ناجیہ ہونیکا ثبوت عربی مع اردو ۲ر [23] امامِ محمدی حضرت امام ابوحنیفہؒ کی پوری سوانحعمری مع جرح عربی مع اردو ۲ر [24] توحیدِ محمدی پکی قبروں و گنبدوں کے حرام ہونے کی اور انھیں گرا دینے کی سینکڑوں دلیلیں ۲ر [25] انعامِ محمدی عید الفطر کے نماز عید کے خطبے کے کل احکام ایک آنہ [26] صراطِ محمدی تعزیہ داری کی تردید ایک آنہ [27] معراجِ محمدی معراج کا صحیح قصہ اور ماہ رجب کی بدعتوں کی تردید ایک آنہ [28] درودِ محمدی تیجے دسویں بیسویں برسی وغیرہ کی تردید ۵ر [29] حجِ محمدی حج نہ کرنیکا وبال اور حج کے فضائل ایک آنہ [30] تعلیمِ محمدی عورتوں کو لکھنا سکھانیکا کافی ثبوت ایک آنہ [31] مملکتِ محمدی حضرت سلطان ابن سعود پر اعتراضات کے جوابات ایک آنہ [32] جماعتِ محمدی عورتوں کو عیدگاہ اور مجالس وعظ میں لیجانیکی روایتیں ۲ر [33] اذانِ محمدی رمضان میں سحری کی اذان کا مسنون ہونا ایک آنہ [34] فرمانِ محمدی زیارتِ قبر کے مسائل ار [35] مناظرۂ محمدی تقلید کی تردید کا مناظرہ ۲ر [36] خطبۂ محمدی جمعہ کے خطبہ میں ترجمہ کرنیکا ثبوت ایک آنہ [37] وضوءِ محمدی کپڑے کی جرابوں پر مسح کرنیکا ثبوت ایک آنہ

ملنے کا پتہ دفتر اخبار محمدی دہلی
باڑہ ہندو راؤ

[38] تعویذِ محمدی حنفیوں کے دو رسالوں کا جواب ۲ر [39] فیصلۂ محمدی قبروں پر پھول ڈالنے اور شدے پنجوں کی تردید ار [40] شمعِ محمدی

حضرت مولانا محمد صاحب کی تفسیر محمدی وغیرہ کتابیں

مولانا کی اور تصانیف کی فہرست اس سے اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

(۱) اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ سے اپنے دین کی جو خدمت لینا چاہے وہ لیتا ہے۔ اس قحط الرجال اور اس بدشوقی دین کے زمانہ میں جبکہ عموماً دین کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت مولانا محمد صاحب سے قدرت خدا نے اپنے دین کی وہ خدمت لی جو پوری قوم کے بس کی بھی نہ تھی۔ آپ نے کتاب اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ کر کے نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ دین کی بھی بہترین خدمت کی۔ الحمد للہ اسکا پہلا حصہ ۲۸۰ صفحات کا بنام دین محمدی چھپ چکا ہے۔ قیمت جسکی چودہ آنے ہے۔ حصہ دوم اسمیں رائے کی ایسی تردید ہے کہ اس سے زیادہ شاید عمہ درمیانی حصہ اس میں تقلید پر باقاعدہ مناظرہ عمہ آخری حصہ بنام فتاوی محمدی ہے اسکی قیمت عمہ ہے چاروں حصوں کی قیمت پانچ روپیہ ہے۔ حصہ میں تقلید رائے قیاس وغیرہ کی اعلیٰ علمانہ بحثیں کر کے ثابت کیا ہے کہ جیسے شریعت میں دخل نہیں۔ آخری حصہ میں علاوہ بہت ساری مفید معلومات کے صحابہؓ کے بارہ سو سوالات اور آنحضرتؐ کے بارہ سو جوابات ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے کے وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا دربار محمدی میں بیٹھے ہیں۔

(۲) مولانا محمد صاحب کو خدا تعالیٰ جزائے خیر دے کہ جہاں آپ نے اعلام الموقعین جیسی مہتم بالشان اور ضروری کتاب کا ترجمہ کر دیا ہے اور اسکے چار حصوں کے ترجمہ سے آپ فارغ بھی ہو چکے ہیں۔ وہاں آپ نے بفضلہ تعالیٰ پوری تفسیر ابن کثیر کا بھی اردو ترجمہ کر ڈالا ہے یہ کتاب اخباری بڑے صفحات میں ڈھائی ہزار صفحات پر آئی ہے ہر پارہ الگ ہے تفسیر ابن کثیر کا لفظی ترجمہ ہے اور اتنا سلیس اور واضح اور آسان کہ اس سے زیادہ ناممکن۔ آٹھ سال کی محنت کا یہ نتیجہ ہے تفسیر دنیا کی سب تفسیروں سے زیادہ معتبر اور مستند ہے آٹھ سال میں ہزار ہا خرچ کے بعد یہ ترجمہ چھپا ہے ہر پارہ الگ الگ رکھا ہے۔ ہر پارہ کی قیمت الگ الگ ملاحظہ ہو۔ پہلا پارہ ۱۲ دوسرا عمہ تیسرا عمہ چوتھا عمہ پانچواں عمہ چھٹا عمہ ساتواں عمہ آٹھواں عمہ نواں عمہ دسواں عمہ گیارہواں عمہ بارہواں ۱۴ تیرہواں ۱۵ چودہواں پندرہواں عمہ سولہواں عمہ سترہواں عمہ اٹھارہواں عمہ انیسواں ۱۴ بیسواں ۱۴ اکیسواں عمہ بائیسواں عمہ تیئسواں عمہ چوبیسواں عمہ پچیسواں عمہ چھبیسواں عمہ ستائیسواں عمہ اٹھائیسواں عمہ انتیسواں عمہ تیسواں عمہ لیکن مکمل تفسیر کی قیمت صرف تیس روپے ہیں منتظر

اخبار محمدی۔ توحید و سنت کا حامی حدیث کا خادم دین حق کا مبلغ شرک و بدعت کی جڑیں کاٹنے والا۔ تقلید و تحقیق کا فرق ظاہر کرنیوالا رسومات بد کو مٹانے والا۔ مبلغ واعظ مفتی رہبر مناظر یہ اخبار ہے ساتھ ہی خبریں بھی ہوتی ہیں مسائل بھی ہوتے ہیں۔ اس اخبار کی سالانہ قیمت صرف تین روپے ہے نمونہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح دفتر کی کامل فہرست کتب بھی مفت بھیجی جاتی ہے۔ ہر قسم کی کتابیں

ملنے کا پتہ: دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی